انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحفۂ قادیانیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
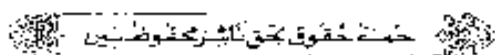
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تحفۂ قادیانیت

مؤلف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

طبع اشاعت دسمبر 2010 :

ناشر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0213 2780337 0213 2780340

اشاعت

مکتبہ لدھیانوی

سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 021-34130020 Cell: 0321-2115595, 0321-2115502

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:

عقیدۂ ختمِ نبوت قرآنِ کریم کی قطعی نصوص اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے۔ پوری امتِ مسلمہ کا اس عقیدے پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف دعوے کئے، اور ۱۹۰۸ء میں باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کردیا۔ چنانچہ اس نے اپنے آخری خط میں، جو ٹھیک اس کے انتقال کے دن شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں، اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں، اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔" (اخبارِ عام، لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، سیاحت راولپنڈی ص: ۹ ۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و نظریات اور گمراہ کن مزاعم کا علمائے کرام نے ہر محاذ پر تعاقب کیا اور اس فتنے کے سامنے سدِّ سکندری ثابت ہوئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو بھی اللہ جل شانہٗ نے احقاقِ حق، تردیدِ باطل، خصوصاً تردیدِ قادیانیت کا خاص ملکہ عطا فرمایا۔ چنانچہ آپؒ نے اپنے مخصوص انداز میں، فتنۂ قادیانیت کو

نہایت خوبصورتی سے سمجھایا۔ آپؒ کی گراں قدر تصنیف "تحفۂ قادیانیت" کا تعارف کرواتے ہوئے آپؒ کے علمی جانشین و خلیفہ مجاز حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ رقم طراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر زمانے میں باطل کی سرکوبی کے لئے اپنے کچھ خاص بندوں کو منتخب فرماتے ہیں، جن کی رات دن اور صبح و شام اسی فکر میں گزرتی ہے کہ کس طرح باطل کا راستہ روکا جائے؟ چنانچہ انہیں رجال کار میں سے ایک ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی تھے، جنہوں نے "قادیانیت" کا تاروپود بکھیرنے کے لئے نہایت خوبصورت اور اچھوتا انداز اختیار کیا اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق قادیانی شبہات کا جواب دیا۔ بلامبالغہ حضرت شہیدؒ کے سہل، عام فہم، سلیس اور شستہ انداز اور مدلل تحریر و تقریر کی وجہ سے "قادیانیت" کے ایوان میں بھونچال آگیا۔"

حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے ردِّ قادیانیت کے موضوع پر متعدد رسائل و مقالات تحریر فرمائے، جو خاص ضرورت اور موقع کی مناسبت سے الگ الگ موضوع پر مشتمل تھے۔ ان مضامین و رسائل کو کتابی شکل میں ترتیب دیا گیا تو تین جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب "تحفۂ قادیانیت" کے نام سے منصۂ شہود پر آگئی، جو الحمدللہ! بہت مقبول ہوئی، جس کے بلامبالغہ کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

چونکہ ایک ہی موضوع سے متعلق مضامین مختلف جلدوں میں چھپے ہوئے تھے، اس لئے علمائے کرام اور دوست احباب کے اصرار پر یہ طے پایا کہ کتاب کو موضوع کے اعتبار سے ترتیب دیا جائے۔ اس اہم کام کی ذمہ داری حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے اپنے معتمد، راست اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کو سونپی، جنہوں نے تخریج و تبویب کا معیار برقرار رکھتے ہوئے قرآنی آیات و احادیث پر اعراب

لگانے، تصحیح کا اہتمام کیا، اور موضوع کے اعتبار سے مضامین و مقالات کو نئے انداز میں ترتیب دیا۔ اس طرح یہ خوبصورت گلدستہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

طبع اوّل کی تمام جلدوں کے پیش لفظ و مقدمات کو بھی ترتیب جدید کے موقع پر جلد اوّل میں شامل اشاعت کرایا گیا تا کہ اکابرین کی مبارک تحریریں بھی محفوظ ہو جائیں اور نئی نسل ان سے استفادہ کر سکے۔

حق تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد انس جلال پوری اور عزیزم محمد طلحہ سلمہ کو، جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب، تدوین اور زیب و آرائش کے لئے اپنی مقدور بھر کوششیں کیں۔ خداوند کریم اس حسین گلدستہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

پیش لفظ

(جلد اوّل، طبع اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

قال اللہ تعالیٰ:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا"

(الاحزاب:۴۰)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

"إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي"

(رواہ ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۸، واللفظ لہ، و ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر امتِ مسلمہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ چلا آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصبِ نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا، اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دجال و کذاب ہے۔

اسلامی تاریخ میں بہت سے طالع آزماؤں نے نبوت، رسالت اور مسیحیت و مہدویت کے دعوے کر کے خلقِ خدا کو اپنے دامِ تزویر کا شکار کیا، جن کی تفصیل حضرت مولانا

شخص سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ اس مقصد کے حصول میں وہ ناکام رہا۔ اس لئے خود اس کے بقول سب دنیا کو یقین رکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا، کذاب و دجال تھا۔

مرزا قادیانی کے دجل و تلبیس کو نمایاں کرنے کے لئے بہت سے اکابر اُمت نے کتب و رسائل اور مقالات تحریر فرمائے ہیں۔ جزاهمُ اللهُ احسن الجزاء۔ ان کتب و رسائل کا ایک تذکرہ رفیق محترم جناب مولانا اللہ وسایا زید مجدہ کی کتاب "قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت" میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

اس ناکارہ کے قلم سے بھی قادیانی مسئلے پر متعدد رسائل و مقالات نکلے، جو خاص خاص ضرورتوں کی بنا پر لکھے گئے تھے، چونکہ متفرق رسائل کو محفوظ رکھنا دشوار ہوتا ہے، اس لئے بعض احباب کا اصرار ہوا کہ ان رسائل کو کتابی شکل میں خاص ترتیب سے یکجا کردیا جائے۔ چنانچہ اس فرمائش کی تعمیل "تحفۂ قادیانیت" کی شکل میں پیش خدمت ہے۔ جس میں دو درجن سے زیادہ رسائل جمع کردیئے گئے ہیں، باقی رسائل و مقالات کو بھی ان شاء اللہ مجموعوں کی شکل میں شائع کیا جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو شرف قبول عطا فرمائیں، اپنے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اس ناکارہ کے لئے آنحضرت سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اپنی بے پایاں رحمت و رضوان کا وسیلہ بنائیں، وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲/۱۱/۱۴۱۳ھ

پیش لفظ

(جلد دوم طبع اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

میرے شیخ شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورِ حاضر میں تردیدِ باطل اور احقاقِ حق میں درجۂ امامت پر فائز رہے، بالخصوص تردیدِ قادیانیت میں ان کی خدمات رہتی دنیا تک امت کی راہنمائی کرتی رہیں گی۔

آپؒ نے جس دلچسپ انداز میں اس فتنے کا تعاقب کیا ہے، شاید اب تک کسی نے ایسا انداز اختیار نہ فرمایا ہو کہ آپؒ نے مسئلہ قادیانیت کو اس خوبصورتی سے سمجھایا کہ ہر عامی سے عامی آدمی بھی اب قادیانیت کی غلاظت و بدبو کو محسوس کرتے ہوئے قادیانیت کے بدبودار لاشے سے ناک پر ہاتھ رکھ کر گزرتا اور اپنا دامن بچا کرتا ہے۔

اس سلسلے کے آپؒ کے مضامین کو علما اور عوام کی شدید خواہش پر یکجا کرکے "تحفۂ قادیانیت" کے نام پر شائع کیا گیا۔ تحفہ کی تین جلدیں آپؒ کی زندگی میں شائع ہوچکی تھیں، اور اب چوتھی جلد بھی پریس کے حوالے کی جاچکی ہے۔ مگر "تحفۂ قادیانیت" جلد دوم میں کچھ فنی اور تکنیکی اغلاط رہ گئی تھیں، اس لئے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے بجائے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے اکابرین کے حکم پر اس کی دوبارہ نئے سرے سے کمپوزنگ کراکے اب نئی ترتیب سے اسے شائع کیا جارہا ہے، جس میں درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱:... اقتباسات اور نئے پیراگراف بنائے گئے۔

۲:...حوالہ جات کا پوائنٹ بارہ ٹائپ کر کے انہیں اصل سے ممتاز کیا گیا۔

۳:...تمام مرزائی حوالوں کو جدید ”روحانی خزائن“ سے ملانے کا اہتمام کیا گیا۔

۴:...پہلی اشاعت چونکہ بہت عجلت میں ہوئی تھی، اس لئے اس میں بعض لفظی اغلاط رہ گئی تھیں، اب بطور خاص اس کی تصحیح کا خیال کر کے امکانی حد تک اس کے پروف پڑھ کر اس کی تصحیح کی ہے۔ بایں ہمہ پھر بھی ناقص کا ہر کام ناقص ہے۔ اگر اس میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو قارئین سے درخواست ہے کہ ہمیں اس کی اطلاع فرمادیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت شہیدؒ کی اس محنت و کوشش کو قبول فرمائے۔ اور اس کو اُمت مرزائیہ کی اصلاح و ہدایت کا ذریعہ بنائے، اور ہم خدام کی اس معمولی سی کوشش کو شرف قبول عطا فرماتے ہوئے ہماری نجات و مغفرت کا ذریعہ بنائے، آمین!

والسلام

سعید احمد جلال پوری

۲۸/۲/۱۴۲۲ھ

مقدمہ

(جلد دوم طبع اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی رد قادیانیت پر گرانمایہ تصنیف ''تحفہ قادیانیت'' کی دوسری جلد پیش خدمت ہے۔ جو حضرت مخدوم کے ''۱۴'' مختلف رسائل ومقالہ جات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اس تناظر میں کیا جائے کہ اس میں شامل تحریریں بیس سے پچیس سال پہلے کی ہیں۔ ایک آدھ جگہ میں معمولی نوعیت کی تبدیلی کے علاوہ باقی تمام کو من وعن شائع کر رہے ہیں۔ اس مجموعے میں ایک رسالہ ''مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد'' نامی بھی شامل ہے۔ آج سے سالہا سال قبل جنوبی افریقہ کی عدالت میں فتنہ قادیانیت سے متعلق ایک مقدمہ دائر تھا۔ اس میں مسلمانوں کی خدمت کرنے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی قیادت حضرت مصنف مدظلہ نے فرمائی تھی۔ عدالت میں مرزا قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد پر دلائل دینے کی غرض سے آپ نے یہ بیان مرتب فرمایا تھا۔ رب کریم کا احسان دیکھیں کہ آج جبکہ یہ تحریر اس وقت شائع ہو رہی ہے جس وقت کہ مقدمہ کئی مختلف مراحل طے کرکے جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ سے اس کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہو چکا ہے۔ اور آج سپریم کورٹ آف جنوبی افریقہ نے بھی قادیانیت کے کفر پر مہر لگا کر امت مسلمہ کے فتنہ قادیانیت سے متعلق موقف کو صحیح تسلیم کرلیا ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس مجموعہ میں فتنہ قادیانیت سے متعلق (مذہبی وسیاسی نوعیت کا) اہم تحقیقی مواد شامل ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اس دینی وعلمی دستاویز کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ قادیانیوں کے لئے ہدایت کا، اور مسلمانوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث فرمائیں۔ آمین!

شعبہ نشر واشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صدر دفتر ملتان پاکستان

پیش لفظ

(جلد سوم طبع اوّل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

حضرت اقدس مرشد العلماء حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہم نے جس موضوع پر قلم اٹھایا، رب کائنات نے شرف قبولیت عطا فرماکر اس کو مقبولیت عامہ نصیب فرمائی، خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر حضرت اقدس کے قلم کی جولانیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں، اسی بنا پر آپ کی ان تحریروں کو اکابر علمائے کرام نے بہت زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ تحریریں مختلف رسائل کی شکل میں چھپی ہوئی تھیں، امیر محترم شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد زید مجدہم اور بابائے اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر ان رسائل کو یکجا کرکے "تحفۂ قادیانیت" کے نام سے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا گیا، جس کے ۶۲۰ صفحات پر چوبیس اہم موضوع پر مشتمل رسائل تھے۔ ۱۹۹۶ء میں "تحفۂ قادیانیت" کی دوسری جلد کے ۴۶۵ صفحات میں صرف ۹ موضوعات کا احاطہ کیا جاسکا۔ الحمدللہ! اب "تحفۂ قادیانیت" کی تیسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں حیات و نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی کے عنوان پر حضرت اقدس کے پانچ اہم ترین رسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ یوں تو تمام رسائل اپنی جگہ اہم ہیں مگر "مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ عقل و انصاف کی عدالت میں" اپنی مثال آپ ہے، اگر کوئی صاحب عقل و فہم اس کتاب کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھے تو قادیانیت کا سارا کچا چٹھا اس کے سامنے آجاتے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ قادیانی مذہب باطل اور اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کا سایہ ہم پر سلامت رکھے اور آپ کے فیض کو امت کے لئے نافع بنائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خاکپائے حضرت اقدس

محمد جمیل خان

جلد کی شکل میں پیش خدمت ہے۔ جس میں حسب سابق حضرت شہیدؒ کے معاون خصوصی رفیق محترم مولانا سعید احمد جلال پوری کی تدوین و ترتیب کی محنت و کاوش قابل تحسین ہے۔ اسی طرح مولانا نعیم امجد سلیمی، برادرم عبداللطیف طاہر، جناب سید اطہر عظیم، برادرم عتیق الرحمن مدھیانوی کی معاونت بھی شامل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مجموعے کو حضرت شہیدؒ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

(مفتی) محمد جمیل خان

خاکپائے حضرت شہید اسلام

"فتنۂ قادیانیت" نے اپنی پیدائش سے لے کر آج تک کتنے انداز بدلے؟ کیا کیا حربے اختیار کئے؟ اور مسلمانوں کو کس کس طرح دین و ایمان سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی؟ اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کو "فتنۂ قادیانیت" کے ساتھ کسی قدر واسطہ اور سابقہ رہا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر زمانہ میں باطل کی سرکوبی کے لئے اپنے کچھ خاص بندوں کو منتخب فرماتے ہیں، جن کی رات دن اور صبح و شام اسی فکر میں گزرتی ہے کہ کس طرح باطل کا راستہ روکا جائے؟ چنانچہ انہیں رجال کار میں سے ایک ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی تھے، جنہوں نے "قادیانیت" کا تار و پود بکھیرنے کے لئے نہایت خوبصورت اور اچھوتا انداز اختیار کیا، اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق قادیانی شبہات کا جواب دیا۔ بلامبالغہ حضرت شہیدؒ کے سہل، عام فہم، سلیس و شستہ انداز اور مدلل تحریر و تقریر کی وجہ سے "قادیانیت" کے ایوان میں بھونچال آگیا۔

حضرت شہیدؒ نے اس موضوع پر متعدد رسائل و مقالات سپردِ قلم کئے، جو پاکستان و بیرونِ پاکستان اخبارات و مجلات میں شائع ہوتے۔ عدالتی کارروائیوں کا حصہ بنے، اور مستقل کتابچوں کی شکل میں بھی اشاعت پذیر ہوئے۔ چنانچہ آپؒ کے رسائل و مقالات کو یکجا کتابی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو بحمداللہ "تحفۂ قادیانیت" کے نام سے اس کی چار ضخیم جلدیں شائع ہوکر خاص و عام کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرچکی ہیں، پیشِ نظر پانچویں جلد بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں ۲۳ مقالات و مضامین اور شذرات کو شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے خدام کی اس محنت کو شرفِ قبول عطا فرماکر ذریعۂ نجات، حضرت شہیدؒ کی بلندیٔ درجات، تمام کارکنان کے لئے باعثِ شفاعت اور قادیانی عوام کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین!

خاکپائے حضرت لدھیانوی شہیدؒ

سعید احمد جلالپوری

۳۰/۲/۱۴۲۲ھ

پیش لفظ
(جلد ششم طبع اوّل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

اللہ تعالیٰ کو دین کی حفاظت و صیانت کا کام لینا آتا ہے، وہ جب اور جس سے چاہیں اپنے دین کی خدمت لے سکتے ہیں، اسی طرح وہ جب کسی کو دین کے کسی شعبہ کے لئے منتخب فرماتے ہیں، تو استعداد و صلاحیت، اسباب و وسائل اور اس کے مناسب محنت کا میدان بھی مہیا فرما دیتے ہیں۔

ایسے ہی جب کوئی باطل پرست، دین و مذہب کے خلاف سر اٹھاتا ہے، اس کی سرکوبی کے لئے نہ صرف کسی کو کھڑا کرتا جانتے ہیں، بلکہ باطل اور باطل پرستوں کی ذہنی، فکری سوچ کا تعاقب، ان کی نام نہاد تحقیقات کا صدود اربعہ اور ان کی نئی نئی موشگافیوں کے تار و پود بکھیرنے کی صلاحیت بھی ودیعت فرما دیتے ہیں۔

نیز ے لسان و بیان اور قلم و قرطاس، سیف و سنان کا اسلوب اور جرأت و ہمت سے بولنے اور لکھنے کے ڈھنگ سے معمور فرما دیتے ہیں۔

ان سب سے بڑھ کر اس کے دل و دماغ میں حق و صداقت کی اہمیت، ایمان و اسلام اور دین و مذہب کی ترقی، اس کی راہ میں پیش آنے والی رکاوٹیں دور کرنے کا جذبہ اور ولولہ بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

ایسے ہی کفر و شرک، ظلم و تعدی، جور و عدوان اور عصیان و طغیان سے نفرت کا جذبہ بھی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیتے ہیں۔

فہرست

عقیدۂ ختم نبوت

عقیدۂ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآن و سنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کی آخری کڑی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین، وکان اللہ بکل شیء علیما۔"

(الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فھذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاحریٰ لان

مقام الرسالة أخص من مقام النبوة فإن كل رسول نبي ولا ينعكس وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضي الله عنهم۔" (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۹۳)

ترجمہ:... "یہ آیت اس مسئلے میں نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتا، کیونکہ مقامِ نبوت مقامِ رسالت سے عام ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اور اس مسئلے پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"قال ابن عطية: هذه الألفاظ عند جماعة علماء الأمة خلفًا وسلفًا متلقاة على العموم التام مقتضية نصًا أنه لا نبي بعده صلى الله عليه وسلم۔"

(تفسیر قرطبی ج:۱۴ ص:۱۹۶)

ترجمہ:... "ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم و جدید علمائے اُمت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں، جو نصِ قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

"إن الأمة فهمت بالإجماع من هذا اللفظ ومن قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبي بعده أبدًا ... وأنه ليس

فیہ تأویل ولا تخصیص، فمنکر ھذا، لا یکون إلا منکر الإجماع۔" (الاقتصاد فی الاعتقاد ص:۱۲۳)

ترجمہ:... "بے شک اُمت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تأویل و تخصیص نہیں، پس اس کا منکر یقیناً اجماعِ اُمت کا منکر ہے۔"

ختمِ نبوت اور اَحادیثِ نبویہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر اَحادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختمِ نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تأویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ متعدد اکابر نے ان احادیث ختمِ نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے، چنانچہ حافظ ابنِ حزم ظاہریؒ کتاب "الفصل فی الملل والأھواء والنحل" میں لکھتے ہیں:

"وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ وأعلامہ وکتابہ أنہ أخبر أنہ لا نبی بعدہ۔" (کتاب الفصل ج:۱ ص:۷۷)

ترجمہ:... "وہ تمام حضرات جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب (قرآن کریم) کو نقل کیا ہے، انھوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ آیت "خاتم النبیین" کے تحت لکھتے ہیں:

"وبذالک وردت الأحادیث المتواترة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم۔" (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۹۳)

ترجمہ:... "اور ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔"

اور علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تفسیر "روح المعانی" میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

"وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السُّنّة وأجمعت علیہ الأمّة فیکفر مدعی خلافہ ویقتل إن أصرّ۔"

(روح المعانی ج:۲۲ ص:۳۹)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔"

حدیث ۱:...

"عن أبی ھریرة رضی اللہ عنہ أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: مثلی ومثل الأنبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فأحسنہ وأجملہ إلّا موضع لبنة من زاویة من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون: ھلّا وضعت ھذہ اللبنة؟ قال: فأنا اللبنة، وأنا

خاتم النبیین۔" (صحیح بخاری کتاب المناقب ج:۱ ص:۵۰۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۴۸ واللفظ لہ)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے:

۱:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، ان کی حدیث کے الفاظ صحیح مسلم میں درج ذیل ہیں:

"قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ۔"

(مسند احمد ج:۳ ص:۳۶۱، صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۰۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۴۸، ترمذی ج:۲ ص:۱۰۹)

ترجمہ:... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا، پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔"

۲:... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مَثَلِيْ فِي النَّبِيِّيْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا

فأحسنها وأكملها وأجملها وترك منها موضع لبنة فجعل الناس يطوفون بالبناء، ويعجبون منه ويقولون: لو تم موضع تلك اللبنة! وأنا في النبيين موضع تلك اللبنة." قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح۔

(مسند احمد ج:۵ ص:۱۳۷، ترمذی ج:۲ ص:۲۰۱)

ترجمہ:... "انبیائے کرام میں میری مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت حسین وجمیل اور کامل ومکمل محل بنایا، مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ اس محل کے گرد گھومتے اور اس کی عمارت پر تعجب کرتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ: کاش! اس اینٹ کی جگہ بھی پُر کردی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔" امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳:... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مثلي ومثل النبيين من قبلي كمثل رجل بنى دارًا فأتمها إلا لبنة واحدة فجئت أنا فأتممت تلك اللبنة." (مسند احمد ج:۳ ص:۹، ۱۳ واللفظ له، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۴۸، جامع الاصول ج:۸ ص:۲۹۷)

ترجمہ: "میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے محل بنایا، اس کو پورا کردیا مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو پورا کردیا۔"

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کی ایک محسوس مثال بیان فرمائی ہے، اور اہل عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث ۲:...

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ، أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔"

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۹۹، مشکوٰۃ ص:۵۱۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے چھ چیزوں میں انبیائے کرام پر فضیلت دی گئی ہے: ۱:مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں، ۲:رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، ۳:مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے، ۴:روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے، ۵:مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ۶:اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔"

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے آخر میں ہے:

"وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔" (مشکوٰۃ ص:۵۱۲)

ترجمہ: "پہلے انبیاء کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔"

حدیث ۳:...

"عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔"

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۳)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ"

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷۸)

ترجمہ:... "سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: "میرے بعد نبوت نہیں۔"

یہ حدیث متواتر ہے اور حضرت سعدؓ کے علاوہ متعدد ذیل صحابہ کرامؓ کی جماعت سے بھی مروی ہے:

۱:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

(مسند احمد ج:۳ ص:۳۳۸، ترمذی ج:۲ ص:۲۱۳، ابن ماجہ ص:۱۲)

۲:... حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ (کنزالعمال ج:۱۱ ص:۶۰۷ حدیث نمبر:۳۲۹۳۳)

۳:... حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

(کنز ج:۱۳ ص:۱۵۸ حدیث نمبر:۳۶۴۸۸، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۱۰)

۴:... اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔

(مسند احمد ج:۶ ص:۴۳۸، مجمع ج:۹ ص:۱۰۹، کنز ج:۱۱ ص:۶۰۷ حدیث نمبر:۳۲۹۳۷)

۵:... ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

(کنزالعمال ج:۱۱ ص:۶۰۳ حدیث نمبر:۳۲۹۱۵، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۰۹)

۶:... ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۱۱)

۷:... جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً ج:۹ ص:۱۱۰)

صلی اللہ علیہ وسلم قال: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء، کلما ھلک نبی خلفہ نبی، وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۲۶، مسند احمد ج:۲ ص:۲۹۷)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔"

بنی اسرائیل میں غیرتشریعی انبیاء آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیاء کی آمد بھی بند ہے، البتہ مجددینِ امت ضرور آئیں گے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے:

"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔" (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۳۳)

ترجمہ:... "بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کریں گے۔"

حدیث ۵:...

"عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون، کلھم یزعم انہ نبی، وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔"

(ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۸، واللفظ لہ، ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

ترجمہ:... "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“

یہ مضمون بھی متواتر ہے، اور حضرت ثوبانؓ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے:

۱:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۰۹، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۹۷)

۲:... حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(کنز العمال ج:۱۴ ص:۱۹۸ حدیث نمبر:۳۸۳۷۴)

۳:... ابوبکرہ رضی اللہ عنہ۔ (مشکل الآثار ج:۳ ص:۱۰۴)

۴:... عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔ (فتح الباری ج:۶ ص:۶۱۷ حدیث نمبر:۳۶۰۹)

۵:... عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما۔ (فتح الباری ج:۱۳ ص:۸۷ حدیث نمبر:۷۱۲۱)

۶:... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۷:... علی رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۸:... سمرہ رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۹:... حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۱۰:... انس رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۱۱:... نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۷ ص:۳۳۲)

تنبیہ:... ان تمام احادیث کا متن مجمع الزوائد (ج:۷ ص:۳۳۲-۳۳۴) میں ذکر کیا ہے۔

حدیث۷:...

”عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ

انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۱، مسندِ احمد ج:۳ ص:۲۶۷)

ترجمہ:... "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رسالت و نبوت ختم ہوچکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو امام احمدؒ نے مسند میں بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں اس حدیث میں بروایت ابویعلیٰ یہ اضافہ نقل کیا ہے:

"وَلٰکِنْ بَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: رُؤْیَا الْمُسْلِمِیْنَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔" (فتح الباری ج:۱۲ ص:۳۷۵)

ترجمہ:... "لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ: مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: مؤمن کا خواب جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔"

اس مضمون کی حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہے:

۱:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۱۰۳۵)

۲:... حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا۔

(کنزالعمال ج:۱۵ ص:۳۷۰ حدیث نمبر:۴۱۴۲۳، مجمع الزوائد ج:۷ ص:۱۷۳)

۳:... حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ۔ (حوالہ بالا)

۴:... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۹۱، سنن نسائی ج:۱ ص:۱۶۸، ابوداؤد ج:۱ ص:۱۲۹، ابن ماجہ ص:۲۷۸)

۵:... حضرت اُمّ کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا۔

(ابن ماجہ ص:۲۷۸، احمد ج:۶ ص:۳۸۱، فتح الباری ج:۱۲ ص:۳۷۵)

۹:... حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ

(مسند احمد ج:۵ ص:۴۵۴، مجمع الزوائد ج:۷ ص:۲۷۳)

حدیث۵:...

"عن ابی ھریرة رضی الله عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: نحن الآخرون السابقون یوم القیامة، بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا."

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۲۰، واللفظ له، صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۸۲)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سب کے بعد آنے والے قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی امت کا آخری امت ہونا بیان فرمایا ہے، یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے:

۱:... "عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (فذکر الحدیث وفیه): ونحن الآخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیامة المقضی لھم قبل الخلائق."

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۸۲، نسائی ج:۱ ص:۲۰۲)

ترجمہ:... "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل دنیا میں سب سے آخر میں آئے، اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، جن کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے کیا جائے گا۔"

۲:... "عن ابن عباس رضی الله عنھما قال: قال

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: (فذکر حدیث الشفاعۃ، وفیہ) نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ یُّحَاسَبُ۔" (مسند احمد ج:۱ ص:۲۸۲)

ترجمہ:... "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیث شفاعت میں) فرمایا کہ: ہم سب سے پیچھے اور سب سے پہلے ہیں، ہم تمام امتوں کے بعد آئے، اور (قیامت کے دن) ہمارا حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا۔"

۳۴:... "عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِیَاءِ۔"

(کنز العمال ج:۱۲ ص:۲۷۰ حدیث نمبر:۳۴۹۹۹)

ترجمہ:... "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔"

۳۵:... "عَنْ أَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُنْتُ أَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَآخِرَہُمْ فِی الْبَعْثِ۔"

(کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۰۹، ۴۵۰ حدیث نمبر:۳۱۹۱۶، ۳۲۱۲۶)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری تخلیق سب نبیوں سے پہلے ہوئی، اور بعثت (دنیا میں تشریف آوری) سب کے بعد ہوئی۔"

۵:... "عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انی عند اللہ فی ام الکتاب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ۔"

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۲۳، مسند احمد ج:۴ ص:۱۲۷، مستدرک حاکم ج:۲ ص:۶۰۰، بالفاظ، کنز العمال ج:۱۱ حدیث:۳۱۹۶۰–۳۲۱۱۴)

ترجمہ:... "حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں خاتم النبیین (آخری نبی) لکھا ہوا تھا، جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جارہا تھا۔"

۶:... "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فی حدیث الشفاعۃ: فیأتون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون: یا محمد! انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء۔"

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۸۵)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگ (دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔"

۷:... "عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا اول شافع واول مشفع ولا فخر۔" (سنن دارمی ج:۱ ص:۲۱، کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۰۴ حدیث نمبر:۳۱۸۸۳)

ترجمہ:... ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نبیوں کا قائد ہوں اور فخر سے نہیں کہتا، اور میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر سے نہیں کہتا، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور فخر سے نہیں کہتا۔''

۸:... ''عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا کَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ الْأُمِّیُّ -ثَلَاثَ مَرَّاتٍ- وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔'' (مسند احمد ج:۲ ص:۱۷۲، ۲۱۲)

ترجمہ:... ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے، گویا ہمیں رخصت فرمارہے ہوں، پس فرمایا: میں محمد نبی اُمی ہوں -تین بار فرمایا- اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

۹:... ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: لَمَّا خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ خَبَّرَهُ بِبَنِیْهِ فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ فَرَاٰی نُوْرًا سَاطِعًا فِیْ أَسْفَلِهِمْ فَقَالَ: یَا رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُکَ أَحْمَدُ، هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ وَّأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔''

(کنزالعمال ج:۱۱ ص:۴۳۷ حدیث:۳۲۰۵۶)

ترجمہ:... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کی اولاد کی آزمائش فرمائی، پس ایک دوسرے کے فضائل کا ان پر اظہار کیا، پس حضرت آدم علیہ

السلام نے ان کے (یعنی اولاد کے) پیچھے ایک نور چمکتا ہوا دیکھا تو عرض کیا: یا رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے صاحبزادے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، یہی اول ہیں، یہی آخر ہیں، یہی سب سے پہلے سفارش کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے انہی کی سفارش قبول کی جائے گی۔"

۳:... "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِ الْاِسْرَاءِ: وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ: کُلُّکُمْ اَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ وَاَنَا مُثْنٍ عَلٰی رَبِّیْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ فِیْهِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا. فَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: بِهٰذَا فَضَلَکُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"

(مجمع الزوائد ج:۱ ص:۷۲)

"فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: قَدِ اتَّخَذْتُکَ خَلِیْلًا وَّهُوَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ وَاَرْسَلْتُکَ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً وَجَعَلْتُ اُمَّتَکَ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ ... وَجَعَلْتُکَ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔" (ایضاً ج:۱ ص:۷۱)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث معراج میں مروی ہے کہ (انبیائے کرام علیہم السلام کے مجمع میں

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام نے تقریب نعمت کے انداز میں حق تعالیٰ شانہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے رب کی حمد و ثنا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ حضرات نے اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی ہے، اب میں بھی اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں۔

(اور وہ یہ ہے:)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا، تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا، مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں (معاملات دین میں سے) ہر چیز کا بیان ہے، اور میری اُمت کو خیر اُمت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالی گئی، اور میری اُمت کو معتدل اُمت بنایا، اور میری اُمت کو ایسا بنایا کہ وہی پہلے ہیں اور وہی پچھلے ہیں، اور اس نے میرا سینہ کھول دیا، میرا بوجھ اُتار دیا، اور میری خاطر میرا ذکر بلند کردیا، اور مجھ کو فاتح اور خاتم (کھولنے والا اور بند کرنے والا) بنایا۔" یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو مخاطب کرکے فرمایا: ان ہی اُمور کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے سبقت لے گئے ہیں۔"

نیز اسی حدیث معراج میں ہے کہ:

"حق تعالیٰ شانہ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ میں نے آپ کو اپنا خلیل بنایا اور یہ تورات میں لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمن کے محبوب ہیں، اور میں نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا، اور آپ کی اُمت کو ایسا بنایا کہ وہی اوّل ہیں اور وہی آخر ہیں..... اور میں نے آپ کو تخلیق میں سب

نبیوں سے الگ ہوں اور بعثت میں سب سے آخر۔"

۱۱:... "عن ابی سعید رضی اللہ عنہ فی حدیث الاسراء: ثم سار حتی اتی بیت المقدس فنزل فربط فرسہ الی صخرۃ ثم دخل فصلی مع الملائکۃ فلما قضیت الصلاۃ قالوا: یا جبریل! من ھذا معک؟ قال: ھذا محمد خاتم النبیین۔" (المواہب اللدنیہ ج:۲ ص:۷)

ترجمہ:... "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث معراج میں مروی ہے کہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے، یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے، وہاں اتر کر سواری کو چٹان سے باندھ دیا، پھر اندر داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے پوچھا کہ: اے جبریل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا کہ: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔"

۱۲:... "عن علی رضی اللہ عنہ فی شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم: بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین۔" (شمائل ترمذی ص:۳)

ترجمہ:... "حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ہیں۔"

۱۳:... "عن ابن عباس فی حدیث الشفاعۃ: فیأتون عیسی فیقولون: اشفع لنا الی ربنا حتی یقضی بیننا۔ فیقول: انی لست ھناکم، انی اتخذت وامی الٰھین من دون اللہ، ولکن ارأیتم لو ان متاعا فی وعاء قد ختم علیہ اکان یوصل الی ما فی الوعاء حتی یفض الخاتم؟

فَیَقُوْلُوْنَ: لَا! فَیَقُوْلُ: فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ۔“ (مسند ابوداؤد طیالسی ص:۳۵۴)

ترجمہ:... ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ (حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے بعد) لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ یہ عذر کریں گے کہ: مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنایا گیا، اس لئے میں اس کا اہل نہیں۔ پھر فرمائیں گے کہ: اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کچھ سامان کسی ایسے برتن میں ہو جسے سربمہر کردیا گیا ہو، جب تک مہر کو نہ توڑا جائے کیا اس برتن کے اندر کی چیز تک رسائی ممکن ہے؟ حاضرین اس کا جواب نفی میں دیں گے، تو آپ فرمائیں گے کہ: پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج یہاں موجود ہیں، ان کی خدمت میں جاؤ!“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس تشبیہ سے مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، لہٰذا جب تک نبیوں کی مہر کو نہ کھولا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا آغاز نہ فرمائیں تب تک انبیاء علیہم السلام کی شفاعت کا دروازہ نہیں کھل سکتا، اور نہ کسی نبی کی شفاعت کا حصول ممکن ہے، لہٰذا تم لوگ سب سے پہلے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، پہلے ”نبیوں کی مہر“ کو کھولو، آپ سے شفاعت کا آغاز کراؤ، تب کسی اور نبی کی شفاعت ممکن ہے، واللہ اعلم!

۳۱:... ”عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .... قَالَ: اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔“ (ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:... ”حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں آخری نبی ہوں اور تم

آخری امت ہو۔"

۱۵:...حضرت ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

"لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ۔" (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۲۷۳، کنزالعمال ج:۱۵ ص:۹۴۷ حدیث نمبر:۴۳۶۳۸)

ترجمہ:... "میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔"

۱۶:...امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الرؤیا میں حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ:

"قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِیْ۔" (ختم نبوت کامل ص:۲۷۲)

ترجمہ:... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔"

۱۷:...طبرانی و بیہقی نے ابن زمل رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب کی تعبیر ارشاد فرمائی، اس کا آخری حصہ یہ ہے:

"وَاَمَّا النَّاقَةُ فَهِیَ السَّاعَةُ عَلَیْنَا تَقُوْمُ، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِیْ۔" (خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۱۶۸)

ترجمہ:... "لیکن اونٹنی (جس کو تم نے مجھے اٹھاتے ہوئے دیکھا) پس وہ قیامت ہے، وہ ہم پر قائم ہوگی، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔"

۱۸:..."عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا اَبَا ذَرٍّ! اَوَّلُ الرُّسُلِ

آدم وآخرھم محمد۔"

(کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۸۰ حدیث نمبر:۳۲۲۶۹)

ترجمہ:... "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! نبیوں میں سب سے پہلے نبی آدم ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔"

حدیث ۸:...

"عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب۔" (ترمذی ج:۲ ص:۲۰۹)

ترجمہ:... "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔"

یہ حدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے بھی مروی ہے:

۱:... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

(فتح الباری ج:۷ ص:۵۱، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۶۸)

۲:... عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۶۸)

"لو" کا لفظ فرض محال کے لئے آتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نبوت کی صلاحیت کامل طور پر پائی جاتی ہے، مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے اس لئے باوجود صلاحیت کے حضرت عمر نبی نہیں بن سکے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"در شان حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام "لو کان بعدی نبی لکان عمر" یعنی

او لوازم منصبی کہ در نبوت درکار است ہمہ را عمر دارد اما چوں منصب نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بدولت منصب نبوت مشرف نگشت۔" (مکتوب:۲۴ ص:۳۳ دفتر سوم)

ترجمہ:... "حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔" یعنی وہ تمام لوازمات وکمالات جو نبوت کے لئے درکار ہیں سب حضرت عمر میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے۔"

حدیث ۹:...

"عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً، اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحْمَدُ، وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللهُ بِیَ الْکُفْرَ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ، وَاَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ۔ (متفق علیہ)۔"

(مشکوٰۃ ص:۵۱۵)

ترجمہ:... "حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: میرے چند نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے، اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسمائے گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی دلالت کرتے ہیں، اوّل: "الحاشر" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "فتح الباری" میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اشارة الٰی انه لیس بعده نبی ولا شریعة ..... فلما کان لا اُمّة بعد اُمّته لانه لا نبی بعده، نسب الحشر الیه، لانه یقع عقبه." (فتح الباری ج:۶ ص:۵۵۷)

ترجمہ:... "یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں..... سو چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں، اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردیا گیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔"

دُوسرا اسمِ گرامی "العاقب" جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے کہ:

"اَلَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ"

ترجمہ:... "آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس مضمون کی احادیث متعدد جلیل حضرات سے بھی مروی ہیں:

۱:... حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ان کی حدیث کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

"کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً، فَقَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ." (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۶۱)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اپنے چند نامہائے گرامی ذکر فرماتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ولم أبعث بالزراع۔" (طبقات ابن سعد ج:۱ ص:۱۰۵)

ترجمہ:... "میں محمد ہوں اور احمد ہوں، میں رسولِ رحمت ہوں، میں ایسا رسول ہوں جسے جنگ کا حکم ہوا ہے، میں مقفّی اور حاشر ہوں، میں جہاد کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، کسان بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

۶:... حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ۔ (فتح الباری ج:۶ ص:۵۵۵)

حدیث ۱۰:...

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

"بُعِثْتُ أنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ"

ترجمہ:... "مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔"

اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل حضرات سے مروی ہیں:

۱:... سہل بن سعد رضی اللہ عنہ۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۶۳، مسلم ج:۲ ص:۴۰۶)

۲:... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۶۳)

۳:... انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۶۳)

۴:... مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۴۴)

۵:... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ (مسلم ج:۱ ص:۲۸۴، نسائی ج:۱ ص:۲۳۴)

۶:... سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔ (جامع الاصول ج:۱۰ ص:۳۸۵)

۷:... بریدہ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد ج:۵ ص:۳۴۸)

۸:... ابی جبیرہ رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۱۲)

۹:... جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد ج:۵ ص:۱۰۳)

۱۰:... وہب السوائی رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۱۱)

۱۱:... ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ۔ (کنز ج:۱۴ ص:۱۹۵، مسند احمد ج:۴ ص:۳۰۹)

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے، اور اب قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ "تذکرہ" میں لکھتے ہیں:

"وأما قوله بعثت أنا والساعة كهاتين، فمعناه أنا النبي الأخير فلا يليني نبي آخر، وإنما تليني القيامة كما تلي السبابة الوسطى وليس بينهما إصبع أخرى . . . وليس بيني وبين القيامة نبي۔"

(التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة ص:۷۱۱)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ: "مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے" اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے، جیسے کہ انگشتِ شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں...... اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔"

علامہ سندھی رحمہ اللہ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

"التشبيه في المقارنة بينهما، أي ليس بينهما إصبع أخرى كما أنه لا نبي بينه صلى الله عليه وسلم وبين الساعة۔" (حاشیہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نسائی ج: ۱ ص: ۲۳۴)

ترجمہ:... "تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے) یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔"

اکابر اُمت کی تصریحات

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم کی آیات اور احادیث متواترہ وارد ہیں، اس لئے یہ عقیدہ اُمت میں متواتر چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ یہاں چند اکابر کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں:

۱:... ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع." (شرح فقه الاکبر ص:۲۰۲)

ترجمہ:... "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

۲:... حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ کتاب "الفصل فی الملل والأهواء والنحل" میں لکھتے ہیں:

"وقد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوته وأعلامه وکتابه انه أخبر أنه لا نبی بعده إلا ما جاءت الأخبار الصحاح من "نزول عیسی علیه السلام" الذی بعث إلی بنی إسرائیل وادعی الیهود قتله وصلبه فوجب الإقرار بهذه الجملة وصح أن وجود النبوة بعده علیه السلام باطل لا یکون البتة." (کتاب الفصل ج:۱ ص:۷۷)

ترجمہ:... "جس کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نشانات اور قرآن مجید کو نقل

گیا ہے، اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ البتہ صحیح احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے جن کو قتل کرنے اور صلیب دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ پس اس امر کا اقرار واجب ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے، ہرگز نہیں ہو سکتا۔“

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”هذا مع سماعهم قول الله تعالى: ”وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ وقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”لا نبي بعدي“ فكيف يستجيز مسلم أن يثبت بعده عليه السلام نبيًّا في الأرض حاشا ما استثناه رسول الله صلى الله عليه وسلم في الآثار المسندة الثابتة في نزول عيسى ابن مريم عليه السلام في آخر الزمان.“

(کتاب الفصل ج:۴ ص:۱۸۰ مکتبہ دار المعرفۃ شارع حلمی، بیروت لبنان)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ اور حضور علیہ السلام کا ارشاد: ”لا نبي بعدي“ سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے سوائے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔“

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”وأما من قال: إن الله عز وجل فلان، لانسان

بعینه، أو أن الله يحل في جسم من أجسام خلقه، أو أن بعد محمد صلى الله عليه وسلم نبياً غير عيسى ابن مريم فإنه لا يختلف اثنان في تكفيره۔“

(کتاب الفصل ج:۳ ص:۲۴۹-۲۵۰)

ترجمہ:... ”جس شخص نے کسی انسان کو کہا کہ یہ اللہ ہے، یا یہ کہا کہ اللہ اپنی خلقت کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے، یا یہ کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے، سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے، پس ایسے شخص کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔“

۳:... حافظ فضل اللہ تورپشتی (متوفی ۶۳۰ھ) کا اسلامی عقائد پر ایک رسالہ ”معتمد فی المعتقد“ کے نام سے فارسی میں ہے، جس میں عقیدۂ ختم نبوت بہت تفصیل سے لکھا ہے، اور آخر میں منکرین ختم نبوت کے خارج از اسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس کے چند ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:

”واز آں جملہ آنست کہ تصدیق دی کند کہ بعد از وی ﷺ نبی نباشد مرسل و نہ غیر مرسل، و مراد از خاتم النبیین آنست کہ نبوت را مہر کرد و نبوت بآمدن او تمام شد یا معنی آنکہ خدا تعالیٰ پیغمبری را بوی ختم کرد و ختم خدائی محکم است بد آنچہ از ال نخواہد کردانیدن۔“

(معتمد فی المعتقد ص:۹۳)

ترجمہ:... ”منجملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ رسول اور نہ غیر رسول، اور ”خاتم النبیین“ سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت پر مہر لگادی، اور نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حد تمام کو پہنچ گئی۔ یا یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

پیغمبری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مہر لگادی اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بھیجے گا۔"

"واحادیث بسیار از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درست شدہ است کہ نبوت بآمدن او تمام شد و بعد از وی دیگری نباشد و از آں احادیث یکی را معنی آنست کہ در امت من نزدیک سی دجال کذاب باشند کہ ہر یک از ایشاں دعویٰ کند کہ من نبی ام و بعد از من ہیچ نبی نباشد۔" (ص:۴۵)

ترجمہ:۔ "اور بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں کہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر پوری ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ: میری اُمت میں تقریباً تیس جھوٹے دجال ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

"وروایات واحادیث دریں باب افزوں از آنست کہ بر تواں شمردن۔ وچوں ازیں طریق ثابت شد کہ بعد از وی ہیچ نبی نباشد ضرورت رسول ہم نباشد زیرا کہ ہیچ رسول نباشد کہ نبی نباشد چوں نبوت نفی کردہ رسالت بطریق اَوْلیٰ منفی باشد۔" [ص:۴۶]

ترجمہ:۔ "اور اس باب میں روایات واحادیث حد شمار سے زیادہ ہیں۔ جب اس طریقے سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو بدیہی بات ہے کہ رسول بھی نہ ہوگا، کیونکہ کوئی رسول ایسا نہیں ہوتا جو نبی نہ ہو، جب نبوت کی نفی کر دی تو رسالت کی نفی بدرجۂ اولیٰ ہوگئی۔"

”بحمد اللہ این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از اں است کہ آں را بکشف و بیان حاجت افتد، و این مقدار از قرآن از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہے اندازد۔

منکر این مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلاً در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودی وی را در ہر چہ از اں خبر داد صادق دانستی۔

و بہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما ازیں درست شدہ است این نیز درست شد کہ وی باز پسین پیغمبراں است در زمان او و تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد، و ہر کہ درین بشک است دراں نیز بشک است، و آنکس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است۔“

(ص:۷۹)

ترجمہ:... ”بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہل اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو، اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآن کریم سے اس اندیشے کی بنا پر کر دی کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈال دے۔

اور عقیدۂ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان سب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔

اور جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجے کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا، اور جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی میں بھی شک ہوگا، اور جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوا تھا، یا اب موجود ہے، یا آئندہ کوئی نبی ہوگا، اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوسکتا ہے، وہ کافر ہے۔“

۳:... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت ”خاتم النبیین“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فمن رحمة الله تعالٰى بالعباد إرسال محمد صلى الله عليه وسلم إليهم، ثم من تشريفه لهم ختم الأنبياء والمرسلين به وإكمال الدين الحنيف له. وقد أخبر الله تبارك وتعالٰى في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السُّنَّة المتواترة عنه: أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب، أفاك، دجال، ضال، مضل، ولو تحرق وشعبذ وأتى بأنواع السحر والطلاسم والنيرنجيات فكلها محال وضلال عند أولي الألباب، كما أجرى الله سبحانه على يد الأسود العنسي باليمن ومسيلمة الكذاب باليمامة من الأحوال الفاسدة والأقوال الباردة ما علم كل ذي لب وفهم وحجى أنهما كاذبان ضالان لعنهما الله تعالٰى، وكذلك كل مدع لذلك إلى يوم القيامة حتّٰى يختموا بالمسيح الدجال، فكل واحد من هؤلاء الكذابين يخلق الله معه من الأمور ما يشهد العلماء والمؤمنون بكذب من جاء بها.“

(ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم ج:۳ ص:۴۹۴، طبع قاہرہ ۱۳۷۵ھ)

ترجمہ:... ”جس بندوں پر خدا کی رحمت سے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو ان کی طرف بھیجا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی تعظیم
وتکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ
وسلم پر انبیاء کو ختم کیا، اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا، اور دینِ حنیف کو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر
دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا
نہیں، تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اس مقامِ نبوت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افترا پرداز،
دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ شعبدہ بازی کرے، اور
قسم قسم کے جادو، طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے، اس لئے کہ یہ سب کا
سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اسود عنسی (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر یمن میں، اور مسیلمہ کذاب
(مدعی نبوت) کے ہاتھ پر یمامہ میں احوالِ فاسدہ اور اقوالِ باردہ
ظاہر کئے، جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں
جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے
۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر، یہاں تک کہ وہ مسیح
دجال پر ختم کردیئے جائیں گے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے امور
پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی
شہادت دیں گے۔“

۵:... علامہ سفارینی حنبلی رحمہ اللہ ”شرح عقیدہ سفارینی“ میں لکھتے ہیں:

”ومن زعم انها مكتسبة فهو زنديق يجب قتله.
لأنه يقتضي كلامه واعتقاده أن لا تنقطع وهو مخالف

للنص القرآني والأحاديث المتواترة بأن نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين عليهم السلام."

(مجموعہ رسائل ابن عابدین ج:۲ ص:۲۵۷ مطبعہ المنار، مصر ۱۳۲۳ھ)

ترجمہ:... "جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوّت حاصل ہوسکتی ہے وہ زندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ اس کا کلام اور عقیدہ اس بات کو مقتضی ہے کہ نبوّت کا دروازہ بند نہیں، اور یہ بات نصِ قرآن اور احادیثِ متواترہ کے خلاف ہے، جن سے قطعاً ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (علیہم السلام)۔"

۶:... علامہ زرقانی رحمہ اللہ شرح مواہب میں امام احمد بن حبان رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

"من ذهب إلى أن النبوة مكتسبة لا تنقطع أو إلى أن الولي أفضل من النبي فهو زنديق يجب قتله لتكذيب القرآن وخاتم النبيين."

(شرح المواهب اللدنية ج:۶ ص:۱۸۸ مطبوعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۷ھ)

ترجمہ:... "جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ نبوّت کا دروازہ بند نہیں بلکہ حاصل ہوسکتی ہے، یا یہ کہ ولی، نبی سے افضل ہوتا ہے، ایسا شخص زندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ وہ قرآن کریم کی آیت "خاتم النبیین" کی تکذیب کرتا ہے۔"

۷:... اور سید محمد آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تفسیر "روح المعانی" میں آیت "خاتم النبیین" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة وأجمعت عليه الأمة

فیکفر مدعی خلافه ویقتل إن أصرّ۔“

(روح المعانی ج:۲۲ ص:۴۱)

ترجمہ:... ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن ناطق ہے، جن کو سنت نے واشگاف کیا ہے اور جن پر اُمت کا اجماع ہے، پس اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اصرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔“

۸:... قاضی عیاض رحمہ اللہ ”الشفاء“ میں لکھتے ہیں:

”وکذالک من ادعی نبوّة أحد مع نبیّنا صلی الله علیه وسلم أو بعده ..... أو من ادعی النبوّة لنفسه أو جوّز اکتسابها ..... وکذالک من ادعی منهم أنه یوحی إلیه وإن لم یدع النبوّة ...... فهؤلاء کلهم کفار مکذّبون للنبی صلی الله علیه وسلم لأنه أخبر صلی الله علیه وسلم أنه خاتم النبیین لا نبی بعده، وأخبر عن الله تعالی أنه خاتم النبیین وأنه أُرسل کافة للناس وأجمعت الأمّة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وإن مفهومه المراد به دون تأویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعًا إجماعًا وسمعًا۔“

(الشفاء ج:۲ ص:۲۳۶-۲۴۷)

ترجمہ:... ”اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو... ... یا خود اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے، یا نبوت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعے مرتبۂ نبوت تک پہنچنے کو جائز

دے گے..... اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحۃً نبوت کا دعویٰ نہ کرے، تو یہ سب لوگ کافر ہیں، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے۔ اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں، اور ان کا کفر کتاب و سنت اور اجماع کی رُو سے قطعی ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"وقد قتل عبدالملک بن مروان الحارث المتنبی وصلبہ وفعل ذلک غیر واحد من الخلفاء والملوک باشباھھم واجمع علماء وقتھم علٰی صواب فعلھم والمخالف فی ذلک من کفرھم کافر۔"

(الشفاء ج:۲ ص:۲۵۷)

ترجمہ:... "اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعیٔ نبوت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا، اور بے شمار خلفا و سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا، اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور درست قرار دیا، اور جو شخص مدعیٔ نبوت کے کفر میں اس اجماع کا مخالف ہو، وہ خود کافر ہے۔"

فقہائے اُمت کے فتاویٰ

۱:... فتاویٰ عالمگیری

"إذا لم يعرف الرجل أن محمدًا صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء فليس بمسلم، ولو قال: "أنا رسول الله" أو قال بالفارسية: "من پيغمبرم" يريد به من پيغام مى برم يكفر." (فتاویٰ ہندیہ ج:۲ ص:۲۶۳ مطبوعہ بولاق، مصر)

ترجمہ:... "جب کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، اور اگر کہے کہ: "میں رسول ہوں" یا فارسی میں کہے کہ: "میں پیغمبر ہوں" اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں، تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔"

۲:... فتاویٰ بزازیہ

"ادعى رجل النبوة، فقال رجل: "هات بالمعجزة!" قيل يكفر، وقيل لا." (فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج:۶ ص:۳۲۸ مطبوعہ بولاق، مصر)

ترجمہ:... "ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، دوسرے نے اس سے کہا کہ: "اپنا معجزہ لاؤ" تو یہ معجزہ طلب کرنے والا بقول بعض کے کافر ہوگیا، اور بعض نے کہا نہیں۔"

۳:... البحر الرائق شرح کنز الدقائق

"ويكفر بقوله: "إن كان ما قال الأنبياء حقًا أو صدقًا" وبقوله: "أنا رسول الله"، وبطلبه المعجزة حين ادعى رجل الرسالة وقيل إذا أراد إظهار عجزه لا يكفر." (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج:۵ ص:۱۳۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:... "اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ کہے کہ "اگر نبی ؑ کا قول سچ و درست ہو" تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ: "میں اللہ کا رسول ہوں" تو کافر ہو جاتا ہے، اور جو شخص مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے معجزہ طلب کرے تو کافر نہیں ہوتا۔"

۴:... جامع الفصولین

"قال: "انا رسول الله" او قال بالفارسیة: "من پیغامبرم" یرید به پیغام می برم کفر۔ ولو انه حین قال هذه الکلمة طلب منه غیره معجزة قیل کفر الطالب، قال المتأخرون: ان کان غرض الطالب تعجیزه لا یکفر۔" (جامع الفصولین ج:۲ ص:۳۰۲، مطبوعہ ازہر ۱۳۰۰ھ)

ترجمہ: "کسی شخص نے کہا کہ "میں اللہ کا رسول ہوں" یا فارسی زبان میں کہا کہ "میں پیغمبر ہوں" مراد اس کی یہ تھی کہ میں پیغام لے جاتا ہوں، کافر ہو جائے گا۔ اور جب کسی نے یہ بات کہی تو دوسرے آدمی نے اس سے معجزہ طلب کیا تو کہا گیا ہے کہ معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔ اور متأخرین نے کہا کہ اگر اس کا مقصد اس کو عاجز کرنا تھا تو کافر نہیں ہوگا۔"

۵:... فقہ شافعی کی معتمد کتاب مغنی المحتاج شرح منہاج میں ہے:

"(او نفی) الرسل (بان قال: لم یرسلهم الله) او نفی نبوة نبی او ادعی نبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم او صدق مدعیها او قال: "النبی صلی الله علیه وسلم اسود، او امرد، او غیر قرشی" او قال: "النبوة مکتسبة او تنال رتبتها بصفاء القلوب" او "اوحی الی"

ولو يدع النبوة (أو كذب رسولاً) أو نبيًا أو سبه أو استخف به أو باسمه أو باسم الله ..... (كفر)۔"

(مغنی المحتاج ج:۴ ص:۱۳۵)

ترجمہ:... "یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا" یا کسی خاص نبی کی نبوت کا انکار کرے، یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعیٔ نبوت کی تصدیق کرے، یا یہ کہے کہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، نعوذ باللہ، کالے تھے، یا بے داڑھی تھے، یا قریشی نہیں تھے" یا یہ کہے کہ: "نبوت حاصل ہوسکتی ہے، یا قلب کی صفائی کے ذریعے نبوت کے درجے تک پہنچ سکتے ہیں" یا نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ کہے کہ: "مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے" یا کسی رسول، نبی کو جھوٹا کہے، یا نبی کو بُرا بھلا کہے، یا کسی نبی کی تحقیر کرے، یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں کافر ہوجائے گا۔"

۷:... مغنی ابن قدامہ (جو فقہِ حنبلی کا مستند فتاویٰ ہے)

"ومن ادعى النبوة أو صدق من ادعاها فقد ارتد لأن مسيلمة لما ادعى النبوة فصدقه قومه صاروا بذلك مرتدين وكذلك طليحة الأسدي ومصدقوه ..... وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه رسول الله"۔

ومن سب الله تعالى كفر سواء كان مازحًا أو جادًا، وكذلك من استهزأ بالله تعالى أو بآياته أو برسله أو كتبه. قال الله تعالى: "وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ أَبِاللهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ

کہنے والے کی توبہ پر اکتفا نہیں کیا جاتا تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حق
میں گستاخانہ الفاظ کہے وہ بدرجہ اولیٰ تعزیر کا مستحق ہے۔"

۷:... الشرح الکبیر شرح المقنع بھی فقہ حنبلی کا مستند فتاویٰ ہے اور اس میں بھی لفظ بلفظ وہی عبارت ہے جو مغنی ابن قدامہ سے اوپر نقل کی گئی ہے۔

(شرح کبیر برحاشیہ مغنی ج:۱۰ ص:۱۰۱)

خلاصۂ بحث

گزشتہ بالا سطور سے واضح ہوچکا ہے کہ قرآن کریم، احادیث متواترہ، فقہائے امت کے فتاویٰ اور اجماع امت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلااستثنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلا سکتا، نہ منصب نبوت پر فائز ہوسکتا ہے، اور جو شخص اس کا مدعی ہو، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اور یہ خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ ترین شرف و منزلت اور عظیم الشان اعزاز و اکرام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے گئے تھے، تو قرآن مجید اور علوم نبوی کے موجود ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کار عبث ہوگا، اور حق تعالیٰ شانہ عبث سے منزہ ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد کے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے تھے تو اس سے، نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ناقص ہونا، قرآن کریم کا تمام دینی امور کے لئے واضح بیان (تبیاناً لکل شیء) نہ ہونا اور دین اسلام کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، قرآن

کریم کی اور دینِ اسلام کی سخت توہین ہے۔

علاوہ ازیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس پر ایمان لانا لازم ہوگا، اور اس کا انکار کفر ہوگا، ورنہ نبوت کے کیا معنی؟ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسرے انداز میں توہین و تنقیص ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر رہے، اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کا مستحق ہو، جس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی... نعوذ باللہ... کفر سے بچانے اور دوزخ سے نجات دلانے کے لئے کافی نہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محمد یوسف لدھیانوی

”خاتم النبیین“ کے معنی

محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ ”ختم نبوت“ کراچی

آپ کے رسالہ میں ”ختم نبوت“ پر کافی بحث ہوتی ہے اور حیات مسیح علیہ السلام پر بھی۔ ایک احمدی دوست پڑھتے ہیں اور باتیں بھی ہوتی رہتی ہیں، انہوں نے حسب ذیل اعتراضات کئے ہیں، مہربانی فرماکر رسالہ ”ختم نبوت“ میں وضاحت فرمائی جاوے۔

۱:... خاتم النبیین کے معنی کئے گئے ہیں: ”آخری نبی“ وہ کہتے ہیں ہم بھی آپ کو آخری نبی ان معنوں میں مانتے ہیں کہ آپ آخری شارع نبی ہیں، جن کی شریعت کامل مکمل ہونے کی وجہ سے تاقیامت کے لئے کافی ہے۔ پھر وہ منکر ختم نبوت کیسے ہوئے؟ ان معنوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہے، مگر جو معنی تم کرتے ہیں کہ آپ بلحاظ زمانہ آخری نبی ہیں، محض آخری ہونے میں کوئی فضیلت نظر آئی، کیا آپ کوئی مثال پیش کرسکتے ہیں کہ جس سے محض آخری ہونے سے فضیلت ظاہر ہو؟

۲:... نیز عقیدۃً تو ہمارے علماء بھی آپ کو آخری نبی نہیں مانتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا کے رسول اور نبی ہیں کی انتظار ہے، جن کے متعلق آتا ہے: ”اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیا“ (مریم)۔ ”ورسولًا الٰی بنی اسرائیل“۔

اس لئے ہمارے بزرگوں نے بھی لکھا ہے مثلاً امام جلال الدین سیوطیؒ: ”من قال بسلب نبوته کفر حقا“ (حجج الکرام ص:۴۳۱) بلکہ: ”فهو رسول ونبی کریم علٰی حاله“ (ص:۴۲۶) ایسے ہی حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے لکھا ہے (فتوحات مکیہ ج:۱ ص:۵۷۰)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا

ذکر فرمایا ہے، چار دفعا تھیں "نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ" فرمایا ہے (صحیح مسلم ج:۲ کتاب الفتن باب ذکر صفت الدجال ص:۴۰۱ مصری)۔

جب ایک نبی اللہ کے ہم بھی منتظر ہیں تو آخر پر وہ نبی اللہ عیسیٰ آنے والے ہیں، پس قادیانی ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مان لینے کی وجہ سے کافر کیسے ہوئے؟ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ نبی اللہ جو مستقل نبی ہیں، بعد میں آسکتے ہیں، تو اُمتِ محمدیہ میں سے کوئی کیوں نہیں ہو سکتا، جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ محمدیہ کے علماء کی یہ شان بیان فرمائی ہے: "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" امید ہے کہ احسن طریق پر اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔

خاکسار بشیر احمد نبی سرووڈ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

ج:... قرآن کریم اور احادیثِ متواترہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے، اور یہ اُمتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے، یہاں صرف دو آیتوں کا حوالہ دیتا ہوں:

۱:... سورۂ الزخرف میں ہے: "وانہ لعلم للساعۃ" (اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشان ہے قیامت کا) اس آیتِ کریمہ کی تفسیر صحیح ابنِ حبان میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح منقول ہے:

"عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ: وانہ لعلم للساعۃ۔ قال: نزول عیسیٰ بن مریم من قبل یوم القیامۃ۔" (صحیح ابن حبان ج:۹ ص:۲۸۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، موارد الظمآن ص:۴۳۶)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس

آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے نازل ہونا قیامت کا نشان ہے۔"

۳:... آیت کریمہ: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

"یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا (اس آیت کریمہ میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے.... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے، اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۹، ۴۹۸، روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳، طبع لاہور)

اسی آیت کی تفسیر مرزا صاحب اپنی آخری کتاب "چشمۂ معرفت" میں جو ان کے انتقال سے پہلے شائع ہوئی، اس طرح فرماتے ہیں:

"یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر

غالب کردے، یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے، اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو، اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمہ معرفت ص:۸۳، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۹۱)

ان دو آیتوں میں پہلی آیت کی تفسیر مسلمانوں کے نبی مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ ہے، اور دوسری آیت کی تفسیر قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذکر کردہ ہے، جس پر ان کے الہام کی بھی مہر ہے اور اس کے لئے انہوں نے گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر امت کے اتفاق و اجماع کا بھی حوالہ دیا ہے، جس پر آپ کے قادیانی دوست کی بددینی و شقاوت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر، مرزا صاحب کی "الہامی تفسیر" اور تمام مجددینِ امت کی اجماعی و اتفاقی تفسیر کو "قرآن پر تہمت" کا نام دیتے ہیں۔ دراصل ایسے محروم القسمت لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہیں رکھتے، جب کہ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

"حال کے نیچری، جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی، یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۹۹)

"یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ

عقیدۂ ختمِ نبوت کا منکر ملعون و مردود ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین، امّا بعد!

سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اور ہمارے حضرت امیر دامت برکاتہم کی طرف سے میں آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ تو ایک رسمی چیز ہے اور عموماً لوگ کیا ہی کرتے ہیں، مگر میرے شکریہ کا مدعا یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی نسبت سے حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں یہاں جمع ہونے کا موقع بخشا اور توفیق عطا فرمائی ہے، حق تعالیٰ شانہ اس پاک ذات کی برکت سے ہمیں اپنے فضل و کرم سے جنت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں جمع فرمائے۔ آپ سب حضرات کہئے: آمین! اور ان شاء اللہ قبول ہوجائے تو میری اور آپ کی نجات کے لئے اتنا کافی ہوجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مسلمانوں کے جلسے کا اجتماع ہوا تھا اور ہم فلاں فلاں اسی نسبت سے اس میں شریک ہوئے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوئے، حدیث تو لمبی ہے، مگر یہاں میں صرف اس کا ایک جملہ نقل کرنا چاہتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے ان سب کی بخشش کردی! فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! ایک بندہ چلتے چلتے سرِ راہ ان میں بیٹھ گیا تھا، وہ تو ان میں سے نہیں تھا، حق تعالیٰ نے فرمایا: ان سب کے ساتھ اس کی بھی بخشش کردی، اس لئے کہ: "اولٰئک قوم لا یشقٰی

جلیسہم" یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی محروم نہیں رکھا جا سکتا۔

یہ میرے ان اکابر کا قافلہ ہے جنھوں نے مشکل وقت میں ختم نبوت کا جھنڈا بلند کیا ہے، یہ میرے ان بزرگوں کا قافلہ ہے جن کے امام تھے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، جنھوں نے ختم نبوت کا جھنڈا دے کر ان کو "امیر شریعت" کا خطاب دیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کو صرف یہ خطاب ہی نہیں دیا بلکہ انہوں نے خود ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔

میرے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے تھے: "بیعت کرنے والوں میں سے پانچواں آدمی میں تھا۔"

اس بیعت کی محفل میں پانچ سو علمائے کرام موجود تھے، پانچ سو کے پانچ سو علمائے کرام نے حضرت امیر شریعت کے ہاتھ پر بیعت کی، تو یہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا قافلہ ہے۔ اگر چلتے چلتے ہمیں بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کی توفیق ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے ہماری بھی بخشش فرما دیں، تو کیا مضائقہ ہے؟

حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے نبی اُمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی نسبت سے یہاں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اس طرح کیا ہی اچھا ہو کہ حق تعالیٰ شانہ کل قیامت کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں بھی پناہ عطا فرما دے! اور ان شاء اللہ ملے گی! ان شاء اللہ ملے گی! میرے آقا بہت لاج رکھنے والے ہیں، ہم بہت کمزور ہیں، بہت گناہ گار ہیں، بہت ہی زیادہ پست ہمت ہیں، نہ عقل، نہ خرد، نہ زبان، نہ بیان، کچھ بھی تو پاس نہیں، صرف اتنا ہے کہ آقا کی امانت ختم نبوت کا جھنڈا اٹھائے پھر رہے ہیں، ان شاء اللہ محروم نہیں رہو گے، ان شاء اللہ محروم نہیں رہو گے۔ میرے ایک بزرگ نے یہاں مسلمانوں کے اتحاد کا ذکر کیا تھا، اور اس کی طرف اشارہ کیا تھا، یہ کسی اور جلسے کا موضوع ہے اور اس اجلاس میں افسوس ہے کہ اس موضوع پر تفصیل سے بات نہیں ہو سکتی۔

"اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ." (المنافقون:۱)

ترجمہ:... "(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جب آتے ہیں آپ کے پاس منافق لوگ تو یہی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ واقعی اور قطعی طور پر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں (بات صحیح کہتے ہیں)، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔"

یعنی بات سچی کہتے ہیں، لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ دنیا کی سب سے زیادہ سچی بات کہہ کر دنیا کے سب سے بڑے جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ جھوٹے ہیں، بھائی! جھوٹ تم نے بھی کبھی اپنی زندگی میں بولا ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کبھی گواہی نہیں دی کہ محمد یوسف جھوٹا ہے، اور جھوٹ تو کبھی آپ کے منہ سے بھی نکل ہی گیا ہوگا، اور نکل بھی جاتا ہے، کیونکہ کبھی منہ سے آخر غلط بات نکل جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ فلاں آدمی جھوٹا ہے، لیکن جب دنیا کا سب سے سچا قول اور سچی حقیقت جس سے زیادہ سچی دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے یعنی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" منافقوں کے منہ سے نکلا ہے تو اللہ تعالیٰ جزم کے ساتھ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ قطعی طور پر جھوٹے ہیں! بات سچ کہتے ہیں لیکن صدقِ دل سے نہیں کہتے، اس لئے جھوٹے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ یہ بات کیوں کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنا کفر چھپانے کے لئے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ جیسے منافقین کا قسمیں کھا کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار غلط ہے، ایسے ہی قادیانیوں کا کلمہ پڑھنا بھی غلط ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب و فراڈ کو آشکارا کرنے کے لئے سورۂ منافقین نازل فرمائی، مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ قادیانیوں کا

فریب و فراڈ آشکارا کرنے کے لئے ان کا تعاقب کریں اور ان کو کلمہ کا جھوٹا سہارا نہ لینے دیں، کیونکہ قادیانی قطعی طور پر کافر ہوتے اور غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ ماننے کے باوجود جب تمہارے سامنے آتے ہیں تو یہی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" دیواروں پر لگاتے ہیں، کبھی سینوں پر لگاتے ہیں، کبھی کاروں پر لگاتے ہیں، کبھی گاڑیوں پر لگاتے ہیں، تو جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اور مسلمان ہمیں کلمے سے روکتے ہیں، ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہم کسی کو کلمے سے نہیں روکتے، بلکہ قادیانیوں کے سب سے بڑے فراڈ اور سب سے بڑے جھوٹ کو واضح کرنے کے لئے ان کو اس سے روکتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے بارے میں قاضی صاحبؒ کا جواب:

ایک اور جواب جو ہمارے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے دیا تھا، وہ بھی سماعت فرمادیں، ہوا یہ کہ سیالکوٹ کی ایک تحصیل میں کلمہ طیبہ کا مقدمہ تھا، جج قادیانیوں کی حمایت میں قاضی صاحبؒ سے بحث کرنے لگا۔

دیکھو! کھلے عام عدالتوں میں ان مسائل پر بحث ہوئی، خود ججوں نے اپنے اشکالات پیش کئے، گویا قادیانیوں کی وکالت کا سا انداز اپنایا، اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا، لیکن اس کے باوجود بھی قادیانی کہتے ہیں کہ ہمیں انصاف نہیں ملا۔ یعنی ان کا خیال ہے کہ لوگ جھوٹ کو سچ کیوں نہیں کہتے؟ ہاں! اگر جھوٹ کو سچ کہہ دیں تو پھر قادیانیوں کو انصاف مل جائے، لیکن بہرحال ہماری عدالتوں کو یہ کہنا پڑا کہ جھوٹ، جھوٹ ہے، اور سچ، سچ ہے۔

تو قاضی صاحبؒ نے سمجھایا کہ جج صاحب یہ اسلام کا شعار ہے، کسی قوم کا شعار اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بہت سارے دلائل دیئے، لیکن جج صاحب کی سمجھ میں نہیں آیا، جج کہنے لگا: قاضی صاحب! یہ متبرک کلمہ ہے، کوئی اگر اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو آپ کیوں چڑتے ہیں؟ حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنے ترکش کا آخری تیر پھینکتے ہوئے کہا: جج صاحب! گستاخی کی معافی چاہتے ہوئے گزارش کروں گا کہ اگر میں آپ کی عدالت کے سامنے ایک کمرہ بنالوں اور اس پر آپ کے عہدے "سیشن جج" کی تختی لگا کر بیٹھ کے عدالت

بڑے افسر کی وردی، دوسرا کوئی پہن لے تو فراڈ کے جرم میں پکڑا جاتا ہے کہ نہیں؟ اور وردی کی حالت میں سرکاری افسر کی توہین، سرکار کی توہین اور بغاوت کہلاتی ہے کہ نہیں؟

کلمہ طیبہ اسلام کا شعار!

میرے بھائیو! سمجھ لو، لکھے پڑھے بھی سمجھ لیں، ان پڑھ بھی سمجھ لیں، کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اسلام کا شعار اور اسلام کا بورڈ ہے، اسلام کا لباس ہے، جو شخص غیرمسلم ہوتے ہوئے اس نام کو استعمال کرے گا، یہ سرکار کی توہین ہے اور اس کو قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بلکہ اس پر چار سو بیس کا مقدمہ بنے گا۔

پھر یہ کلمہ تو میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا پڑھا جاتا ہے، کیونکہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں "محمد رسول اللہ" سے مراد وہ ذات پاک ہے جن کے جوتے کی نوک سے انسانیت کو ہدایت نصیب ہوئی، (اللہ تعالیٰ کی کروڑوں، کروڑوں رحمتیں اور صلوٰۃ وسلام ان پر ہوں)، لیکن چودھویں صدی کے سب سے بڑے فراڈی، سب سے بڑے جھوٹے اور مسیلمہ کذاب کے بھائی غلام احمد قادیانی نے کہا:

"محمد رسول اللہ والذین معہ۔۔۔ الخ۔ اس وحی میں مجھے محمد رسول اللہ کہا گیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳)

قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر ہم سے بہت ناراض ہے اور کہتا ہے کہ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت والے اور ان کے ہم نوا مولوی ہمیں کہیں بھی ٹکنے نہیں دیتے، میں نے سنا ہے کہ اس کی تقریر کا ایک تہائی حصہ مولویوں کو گالیاں دینے پر صرف ہوتا ہے، مثلاً: اگر ایک گھنٹہ کی تقریر ہو تو اس میں بیس منٹ تک صرف مولویوں کو گالیاں سناتا ہے۔

مرزائیوں کی صحیح خدمت یہ تھی...!

مرزا طاہر! تم ہم سے ناراض ہوتے ہو، حالانکہ ہم پر ناراض تو نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہئے تھا کہ ہم ان کے نالائق امتیوں کے

ہوتے ہوئے بھی غلام احمد جیسا دجال اپنے آپ کو "محمد رسول اللہ" کہلواتا ہے اور مسلمانوں کی زبان گدی سے کھینچ لیتے۔ مرزا طاہر احمد کی تقریر سے پہلے ہی ادارہ کی خدمت میں پیش کی گئی وہ پوری کتاب جس سے "محمد رسول اللہ" کا لفظ غلام احمد کے لئے نکالا گیا ہے جیسے کہتے ہو کہ ہم تم پر زیادتی کرتے ہیں۔ اس موضوع پر میرے دو مستقل رسالے ہیں ایک "کلمہ طیبہ کی توہین" کے نام سے اور دوسرا "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے نام سے ہے۔

تیسرا جواب:

ہر تاجر کا ایک مخصوص "ٹریڈ مارک" ہوتا ہے، اس کو استعمال نہیں کیا جاسکتا، اگر کوئی دوسرا اس کو استعمال کرے گا تو عدالت میں اس کو چیلنج کیا جائے گا، جب فوجی وردی کو، پولیس کی وردی کو اور مخصوص "رینک" وغیرہ کو تحفظ حاصل ہے تو آخر کیا بات ہے کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی حفاظت نہیں کی جاسکتی؟ سنو! مسلمان ہر بات برداشت کرسکتا ہے، لیکن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔

جب توہین کی بات آگئی تو میری ایک اور بات بھی سن لو، وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، سبحان اللہ! ساتوں آسمان پیچھے رہ گئے اور آپ اوپر تشریف لے گئے، چلتے چلتے وہاں تک پہنچے کہ فرشتوں کی حد ختم ہوگئی اور آسمان والوں کے امام حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ! اب آگے آپ خود ہی تشریف لے جائیے! میری طرف سے معذرت! چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اس کو نظم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام
کہ در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اے وحی کے لانے والے فرشتے! ذرا اوپر چلو، جب تم نے دوستی میں مجھ کو اس پایہ پہ تو اب رفاقت کو کیوں چھوڑ رہے ہو؟ چلو، آگے چلو، انہوں نے کہا: آقا! اگر ایک بال برابر اوپر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی تجلی میرے پر وں کو جلادے گی۔‘‘

یعنی پھر جبریل، جبریل نہیں رہے گا، بھسم ہوجائے گا۔ یہ تو آپ ہی کا حوصلہ ہے کہ آگے چل سکتے ہیں، جبریل کا کام یہاں ختم ہوگیا، نوراتعوں کی پرواز ختم، اور میرے آقا سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے جارہے ہیں۔

معراج کے متعلق قادیانی گستاخی:

مجھے گستاخی کا لفظ نہیں بولنا چاہئے تھا، لیکن میں ’’نقل کفر کفر نباشد‘‘ کے طور پر نقل کرتا ہوں کہ دجال ولعین قادیان غلام احمد کہتا ہے: ’’معراج پر جانے والا گنجے سوتے والا وجود نہیں تھا۔‘‘... استغفر اللہ ثم استغفر اللہ... کتا بھونکتا ہے، بھلا اس سے کوئی پوچھے کہ کیا تیری ماں نے کبھی نہیں ننگا سوتا تھا؟ کیا تو نے کبھی اپنے ماں کے بارہ میں بھی ایسی بدترین زبان استعمال کی تھی؟ کیا کبھی کسی شریف انسان نے اپنے باپ کے لئے گنجے سوتے کا لفظ کہا ہے؟ تجھے شرم نہ آئی! اگر تجھے کفر کا اضطرار تھا تو اس گستاخانہ لہجہ میں کرتا تھا؟ معراج پر جانے والا... نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ... گنجے سوتے والا وجود نہیں تھا، استغفر اللہ، نقل کفر کفر نباشد!

ہماری نئی نسل اور ختم نبوت کا معنی:

ہمارے ڈاکٹر سلطان صاحب نے ختم نبوت کے معنی بیان کئے ہیں، اچھا کیا۔ ہمارے یار صاحب ایک دن مجھے کہنے لگے کہ: ختم نبوت پر ایک رسالہ لکھو! میں

نے کہا: اس کا کیا کروگے؟ کہنے لگے کہ: نئی نسل نہیں جانتی کہ ختم نبوت کیا چیز ہے؟ اللہ اکبر! میرے بھائیو! کیا واقعی حضور سے بچے اب یہ بھی نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا چیز ہے؟ میرے بھائیو! ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپؐ کے آنے سے نبوت پر مہر لگ گئی ہے، اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن زبر کے ساتھ ہو یا خَاتِمُ النَّبِيِّيْن زیر کے ساتھ ہو، دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، آخری نبی۔ حق تعالیٰ کے یہاں اور علم الٰہی میں نبیوں کی ایک فہرست بنائی گئی تھی، ان میں اوّل نمبر پر تھے حضرت آدم علیہ السلام، اور سب سے آخری نمبر پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ ونور اللہ مرقدہ کی کتاب ہے ''خاتم النبیین'' جس کا میں نے حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ترجمہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان اور عجیب اتفاق ہے کہ جس دن وہ اصل فارسی رسالہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر آیا تو اس دن حضرت شاہ صاحب سفرِ آخرت پر روانہ ہوئے، اور جس دن اس کا اردو ترجمہ طبع ہوکر منصۂ شہود پر آیا تو میرے شیخ حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ دار بقا کے لئے ہم سے رخصت ہوئے۔

تو امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب قدس سرہٗ اپنے اس رسالہ میں ''خاتم النبیین'' کا معنی سمجھاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ایک عجیب مثال:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو...... صدرِ جلسہ کی حیثیت سے لایا گیا ہے کہ ساری تمہید پہلے ہوا کرتی ہے، اور صدرِ جلسہ کی آمد کے بعد جلسہ کا اختتام ہوجاتا ہے، اور مقصد ختم ہوجانے کے بعد سوائے کوچ کا نقارہ بجانے کے اور کوئی کام باقی نہیں رہ جاتا، ورنہ لازم آئے گا کہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہوا۔''
>
> (ترجمہ خاتم النبیین ص:۱۲۵)

گویا یہ دنیا ایک جلسہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک جلسہ بلایا تھا، اور باری باری مقرر آتے رہے، اپنی تقریریں کرتے رہے، آخر میں صدرِ جلسہ تشریف لائے اور انہوں نے خطبۂ صدارت پڑھا اور جلسہ ختم ہوگیا۔ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات کی پوری بارات کے دولہا تھے، اس کائنات کے جلسے کے صدر تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، خطبۂ صدارت ارشاد فرماکر تشریف لے گئے، اس کے بعد کسی اور مقرر نے نہیں آنا بلکہ اب قیامت ہی نے آنا ہے، اب صرف اکھاڑ پچھاڑ کی دیر ہے۔

آیک شبہ:

تم اعتراض کروگے کہ ہم تو ابھی تک زندہ ہیں اور کائنات کے جلسے میں لوگ مزید آرہے ہیں، نئی نئی انسان پیدا ہورہے ہیں تو جلسہ کیونکر ختم ہوا؟

جواب:

نہیں بھائی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف بری سے ہی لوگ چلنا شروع ہوگئے، آخر اتنا بڑا جلسہ ہے، اس کو کھانے پچھاڑنے میں بھی تو کچھ دیر لگے گی؟

حضرت نانوتویؒ کے متعلق حضرت گولڑویؒ کا ارشاد:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی فردِ بشر کے سر پر تاجِ نبوت نہیں رکھا جائے گا، اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ ہمارے شیخ المشائخ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند... سب کہو رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھردے...

مجھے حضرت نانوتوی قدس سرہ کے نام پر ایک بات یاد آگئی، ہمارے مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ارکان میں سے تھے اور جماعت کے روحِ رواں اور آخر میں امیر تھے، ایک عرصہ تک جماعت کے ناظم رہے، انہوں نے بتایا تھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف والے... سب کہو رحمۃ اللہ علیہ... کی خدمت میں کسی

نے عرض کیا: مولوی قاسم کے بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: شاید تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں پوچھتے ہو؟ کہنے والے نے کہا تھا: "مولوی قاسم کے بارے میں کیا رائے ہے؟" جس پر حضرتؒ نے مندرجہ بالا القاب کے ساتھ استفسار فرمایا، اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: "وہ حضرت حق کی صفت علم کا مظہر اتم تھے!" یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا اس دنیا میں کامل نمونہ تھے۔ آج کون ہے مولانا محمد قاسم نانوتوی حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنے والا؟ میں حلفاً کہتا ہوں کہ آج کے دور کے علمائے کرام میں سے کوئی بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اردو کتاب کی دو سطروں کا ترجمہ نہیں کر سکتا۔

"آبِ حیات" کے مطالعہ کا شوق اور...!

مجھے بھی ایک دفعہ شوق چرایا تھا، جوانی کا عالم تھا، دماغ خوب کام کرتا تھا، طبیعت تیز تھی، میں نے سوچا کہ یہ کتاب "آبِ حیات" کیوں سمجھ میں نہیں آتی؟ ہم نے "قاضی مبارک" حل کی، ہم نے "حمد اللہ" حل کیا، "اقلیدس" حل کیا، "شرح چغمینی" حل کی، کون سی کتاب ہے جو ہمارے سامنے اٹک جائے اور جس میں ہم نے اوّل نمبر نہ لیا ہو؟ الحمد للہ! یہ میرے تعلیمی زمانہ کا ریکارڈ رہا ہے۔ آپؒ کی اردو کی کتاب ہے "آبِ حیات"، جس کا موضوع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہیں، سب کہو: زندہ ہیں! کہو: زندہ ہیں! علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ آپ زندہ ہیں! میں نے سوچا کہ "آبِ حیات" ایک اردو کی کتاب ہے، کیوں نہیں سمجھوں گا؟ میں نے کتاب خریدی اور پڑھنا شروع کیا۔

شروع میں حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: میں حج کو گیا، دو قبلوں کی زیارت ہوئی، ایک قبلے کو تو آپ بھی جانتے ہیں یعنی بیت اللہ شریف، دوسرے قبلے سے مراد ہیں پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ، جو ہمارے شیخ الطائفہ، ہمارے پیران پیر اور جن کے ہم سب غلام ہیں، اس لئے کہ ہمارا سلسلۂ طریقت ان ہی تک پہنچتا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا کمال:

حضرت حاجی صاحبؒ نے کمال کیا، کوئی قادری تھا، کوئی چشتی تھا، کوئی سہروردی تھا اور کوئی نقشبندی تھا، مگر حضرتؒ نے ان چاروں سلسلوں کو جمع کردیا تاکہ جھگڑا ہی ختم ہوجائے۔ الحمدللہ! ہمارے سلسلے میں چاروں سلسلے جمع ہوگئے، چاروں قطب ہماری آنکھوں کا نور ہیں اور تمام سلسلوں کے اقطاب کا ہم احترام کرتے ہیں۔

پھر حضرت نانوتویؒ نے نصف صفحے پر اپنے شیخ و مرشد کے القاب تحریر فرمائے ہیں، اور پھر فرمایا کہ: جب میرے پیر و مرشد نے میری اس تحریر کو دیکھ کر تصدیق کردی تو مجھے اطمینان ہوگیا۔

بڑوں کی تصدیق کے بغیر کوئی بات قابلِ اعتماد نہیں:

ایک بات خوب ذہن نشین کرلو اور اس کو ہمیشہ یاد رکھو کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک بڑوں کی طرف سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے، تمہاری بات لائقِ اعتماد نہیں، اس لئے خاص طور پر نوجوان علمائے کرام میری بات سن لیں کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک اس کے لئے اپنے بڑوں سے سند نہ لاؤ، اس وقت تک تمہاری وہ بات قابلِ اعتماد نہیں، بلکہ مسترد کردینے کے قابل ہے۔ علم وہی باعثِ برکت ہے جو اکابر سے چلا آتا ہے، رنگ بھر دینا دوسری بات ہے، شیشہ وہی ہے، نقش و نگار سے مزین کردینا دوسری بات ہے، لیکن نئی نئی بدعتیں ایجاد کرنا اور نئی نئی باتیں اختراع کرنا، یہ قابلِ قبول نہیں۔ حدیثِ نبویؐ "من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" کے مصداق وہ مردود ہے۔

ایک فقرہ نہیں سمجھ سکا:

اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اب ان باتوں کو چھوڑ دیجئے، کام کی بات کیجئے! پھر اس کے بعد کتاب کے موضوع پر بات شروع فرمائی، واللہ العظیم! مسجد میں بیٹھا

سابقہ کے حوالے بھی پیش فرمادیئے ہیں کہ ان سابقہ کتب میں بھی لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، دوسرے یہ بتایا کہ عقل سلیم کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ایک طرف اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا نبی، امت مسلمہ، کتب سابقہ اور عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی کے سر پر تاج نبوت نہیں رکھا جائے گا، مگر دوسری طرف قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت جاری ہے، نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!... کیوں بھائی! ختم نبوت کا مسئلہ سمجھ میں آگیا کہ نہیں؟

تحفظِ ختم نبوت کے لئے صدیق اکبرؓ کی پیروی کی ضرورت:

میرے استاذ محترم تھے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن سے میں نے ترمذی شریف پڑھی تھی، ان کا ماہنامہ "الصدیق" کے نام سے ملتان سے ایک پرچہ نکلتا تھا، اس کی لوح پر ایک شعر لکھا ہوتا تھا:

گر تو خواہی ہمہ تصدیق باش
اے مسلماں پیروِ صدیق باش

ہر زندیق کے لئے کاٹنے والی تلوار بن جاؤ، اے مسلمانو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیرو بن جاؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ جو معرکے کئے تھے، مسیلمہ کذاب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اسی قسم کی کوئی بات اس نے کی تھی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جا! میں تجھ سے بات نہیں کروں گا، میرا نمائندہ تجھ سے بات کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، لیکن چونکہ اس وقت نبوت کا سورج چڑھا ہوا تھا، اس لئے تاریکی پھیلنے کا کوئی امکان نہیں تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اور یہ بدمعاش کیڑے مکوڑے نکلنے شروع ہوئے، یعنی مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور ایک سجاح نامی عورت تھی، وہ بھی نبوت کی مدعیہ تھی، اسی سجاح نے بعد میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ عقد

کرلیا تھا، کسی نے پوچھا کہ مسیلمہ نے تجھے کیا مہر دیا؟ کہنے لگی: دو نمازیں معاف کردیں!
گویہ اس کا مہر تھا۔ تو مسیلمہ کذاب کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مناظرہ نہیں کیا، بلکہ سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں لشکر بھیجا، شدت کی جنگ ہوئی، بارہ سو صحابہ جن میں سات سو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو حافظ قرآن تھے، جن میں سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے، سب شہید ہوگئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی زید بن خطابؓ بھی شہید ہوئے، دوسری طرف مسیلمہ کذاب کے بیس ہزار ساتھی بھی مسیلمہ کذاب کے ساتھ حدیقۃ الموت میں واصلِ جہنم ہوئے۔ حدیقۃ الموت کا معنی ہے "موت کا باغ"، جس جگہ مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہوا تو بعد میں اس کا نام "حدیقۃ الموت" رکھا گیا۔

ہر مسلمان کا فرض!

میرے بھائیو! ختمِ نبوت کا سب سے پہلا منکر مسیلمہ کذاب تھا اور مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرنے والے سب سے پہلے اُمتی خلیفۂ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، اور ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے انہوں نے بارہ سو صحابہ کرام شہید کرائے، جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ تھے اور ان میں کے ایک ایک کا وجود پوری دنیا پر بھاری تھا، گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ختمِ نبوت کی حفاظت نوکِ تلوار سے کی۔ اس لئے آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی کہلوانے والے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ کم سے کم جھوٹے نبی کا مقابلہ زبان سے تو کرے۔ میں تمہیں ایک قاعدہ بتادینا چاہتا ہوں، لیکن تم پہلے یہ بتاؤ کہ اس پر عمل کروگے؟ (جی ہاں! ان شاء اللہ ضرور کریں گے!)۔
ماشاء اللہ! تحفظِ ختمِ نبوت والے سال میں ایک مرتبہ منظم جلسہ کا انتظام کرلیتے ہیں، تم نے بھی ختمِ نبوت زندہ باد کے نعرے لگادیئے، اور سمجھ لیا کہ ختمِ نبوت کا کام ہوگیا۔ بھائی! ہمارے اس طرز عمل پر شاید قادیانی بھی ہنستے ہوں گے کہ ختمِ نبوت کا ایک نعرہ لگاکر

چھپے جاتے ہیں اور پھر سالہا سال پھر خاموشی رہتی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک سال کے بعد پھر یہ اکابر علمائے امت تشریف لائیں گے اور آپ کو متوجہ کریں گے اور آپ پھر ایک نعرہ لگا دیں گے، کیا ایسا نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں اب ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ پورے برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر کھولے جائیں، اور ان پر ختم نبوت کے بورڈ لگائے جائیں تاکہ قادیانیوں کو بخار چڑھے، اس سال کا ہدف پورے برطانیہ میں پچیس دفاتر کا قیام ہے، کیا اس کے لئے کوشش کرو گے؟ کیا یہ دفاتر قائم کرو گے؟ آئندہ سال، اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمائے... جب میں کانفرنس میں آؤں تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پچیس دفتر ہونے چاہئیں، جن پر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مستقل کا بورڈ ہونا چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جلد:۱۳ شمارہ:۹ ۴ تا ۱۰ فروری ۱۹۹۵ء)

منکرینِ ختمِ نبوت سے بغض ایمان کا حصہ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

انسان میں پسند و ناپسند کا جذبہ:

انسان میں اللہ تعالیٰ نے دو جذبے رکھے ہیں، ایک پسند کا، اور ایک نفرت و ناپسندیدگی کا۔ پسند کے جذبہ کے ذریعہ سے جو چیز پسند آئے وہ اس کی چاہت کرتا ہے، آپ میں سے بھی ہر ایک آدمی اپنی پسندیدہ چیز کی چاہت رکھتا ہوگا۔ اور اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے انسان میں ایک جذبہ ایسا پیدا فرمایا ہے کہ جس چیز سے اسے نفرت ہو، وہ اس سے بھاگتا ہے، اور اس سے ایک درجے کی عداوت رکھتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، جس انسان میں یہ دو جذبے نہ ہوں، آپ اس کے بارے میں بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ وہ حقیقت میں انسان ہی نہیں ہے۔

پسندیدہ سے محبت اور ناپسندیدہ سے نفرت:

اسی کے ساتھ یہ بھی کہ جس درجے کی جو چیز ناپسندیدہ ہو، آدمی کو اس سے اتنی ہی نفرت ہوتی ہے، ہماری شریعت کی زبان میں اسی جذبہ کا نام ہے:

"الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ"

ترجمہ:... "اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھنا، اور اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

"أحب الأعمال إلى الله، الحب في الله
والبغض في الله"

یعنی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل، اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھنا اور اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا ہے۔

اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کا اعزاز:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک منادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا دے گا اور اعلان کرے گا: "أين المتحابون فيّ؟" یعنی وہ لوگ کہاں ہیں؟ کھڑے ہو جائیں وہ لوگ جو صرف میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اعلان سن کر کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ان کے بارے میں حکم ہوگا کہ جنت میں چلے جاؤ، اس کے بعد باقیوں کا حساب و کتاب ہوگا۔

کسی سے اللہ کی خاطر محبت رکھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "أحب الأعمال" فرماتے ہیں، یعنی سب سے محبوب ترین عمل، اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا عمل نہیں۔

دشمنانِ خدا سے بغض کی تلقین:

اور اسی کا دوسرا پہلو ہوگا اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا، چنانچہ فرمایا:

"قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ، إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ۔۔۔۔"

(الممتحنۃ: ۴)

ترجمہ: "تم کو چال چلنی چاہئے اچھی ابراہیم کی، اور جو اس کے ساتھ تھے، جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو: ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، ہم منکر ہوئے تم سے

اور کھل پڑی ہم میں تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو یہاں تک کہ تم یقین
(ایمان) لاؤ اللہ اکیلے پر۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے بہت اچھا نمونہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں اور ان کے ساتھ ایمان والوں میں کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم بری ہیں تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا، ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں، یعنی انکار کرتے ہیں، اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کا مظاہرہ ہوگا، اور یہ دشمنی جب تک رہے گی؟ جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہیں لاؤ گے...!

کسی کو برا نہ کہنے کا نظریہ غلط ہے!

تو یہ نظریہ کہ کسی کو برا نہ کہو، نہایت غلط ہے، اور یہ حقیقت میں سچ اور جھوٹ، حق اور باطل، اسلام اور کفر ان کی لکیروں کو مٹا دینے کا نام ہے کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہ رہے، گویا نہ اسلام، اسلام رہے، نہ کفر، کفر رہے، نہ حق، حق رہے، اور نہ باطل، باطل رہے۔

ذاتِ نبوی سے محبت و عداوت ہمارے تعلق کی بنیاد:

جس شخص کو جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہوگا، ہماری اس کے ساتھ اتنی ہی محبت ہوگی، اور جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا دشمنی ہوگی یا اس کے دل میں آپ کی جتنا مخالفت ہوگی، ہمیں بھی اس کے ساتھ اتنی ہی دشمنی ہوگی، یہ ہے صحیح بات۔

صحابہ کرامؓ سے محبت و تعلق بھی ذاتِ نبوی کی وجہ سے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہمارا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نہ ہوتی تو نہ ہم ابوبکرؓ کو جانتے، نہ عمرؓ کو جانتے، نہ عثمانؓ کو جانتے، نہ علیؓ کو جانتے، نہ طلحہؓ، زبیرؓ کو اور نہ کسی دوسرے صحابی کو۔

کفار سے عداوت کی وجہ بھی ذاتِ نبوی:

دوسری طرف جیسے ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور بہت سے دوسرے مشرک کافروں کے ساتھ بغض و عداوت اور دشمنی ہے صرف اس لئے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی تھی۔

ذاتِ نبوی سے ادنیٰ بغض بھی زندقہ ہے:

یہاں اس سلسلہ کے دو واقعات ذکر کردیتا ہوں، ایک یہ کہ ایک صاحب اکثر نماز میں سورۃ "تبت یدا ابی لہب وتب" پڑھا کرتے تھے، ایک بزرگ نے فتویٰ دیا کہ یہ زندیق ہے، اور فرمایا کہ دراصل اس کے اس سورۃ پڑھنے کا منشا یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی برائی بیان کرنا چاہتا ہے، اور ابولہب کی برائی اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا، بلکہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا، اس واقعہ سے یہ واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عزیز کی محض اس لئے برائی کرنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عزیز ہے، یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے، اس لئے اس نظریہ سے "تبت یدا ابی لہب" پڑھنے والا زندیق ہے، کیونکہ اس کا مقصد اور اس کا منشا، نعوذ باللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی پر عیب لگانا ہے۔

ذاتِ نبوی کی وجہ سے ابولہب سے عداوت عین ایمان ہے:

اسی طرح ایک اور ادیب صاحب ہیں، ان کے قصیدوں کا مجموعہ میرے پاس آیا، اس کے دیباچے میں لکھتے لکھتے، لکھتے ہیں کہ یوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کا سارا کلام ہی محبوب ہے، مگر سب سے زیادہ مجھے "تبت یدا ابی لہب" محبوب ہے، اس لئے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی برائی ہے۔ دیکھئے! یہاں بھی وہی بات ہے، مگر یہ بات عین ایمان کی ہے، کیونکہ "تبت یدا ابی لہب" میں کسی قرابت کا تذکرہ نہیں کیا گیا، صرف ابولہب کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس لئے کہ یہ اور اس کی بیوی ام جمیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو سب سے زیادہ ایذا پہنچاتے تھے، باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب ترین عزیز اور سگا چچا تھا، مگر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے لئے پہنچتے، یہ بدبخت بھی وہاں پیچھے چلا جاتا اور کہتا: یہ میرا بھتیجا ہے، دیوانہ پاگل ہوگیا ہے... نعوذ باللہ۔ اور اس کی بیوی ام جمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے عداوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی اور اس کی بیوی کی مذمت بیان فرمائی اور پوری کی پوری سورۃ، سورۂ لہب کو نازل کیا۔

ایمان کی علامت!

تو ایمان کی علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی رکھنا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا۔

اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہو!

بس میں نے ساری بات کا خلاصہ نکالا ہے کہ یہ نظریہ غلط ہے کہ کسی کو برا نہ کہو، یہ نظریہ صحیح نہیں۔ صحیح نظریہ یہ ہے کہ اچھے کو اچھا کہو، اور برے کو برا کہو، اور جس درجے کا برا ہو اس کو اس درجے کا برا سمجھو۔

اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی:

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، اگر کسی نبی کی ضرورت پڑے گی تو پچھلے نبیوں میں سے کسی کو لایا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب عالم انسانیت میں ایسی کوئی شخصیت باقی نہیں رہی، جس کے سر پہ تاج نبوت رکھا جائے۔

قتل دجال کے لئے حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے:

چنانچہ جب دجال کے مقابلے کے لئے ایک نبی کی ضرورت پیش آئے گی تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دجال کے قتل کرنے کے واسطے آسمان سے نازل فرمائیں گے، کیوں بھائی! ٹھیک ہے نا! ایسا ہی تو آپ

سب لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ قربِ قیامت میں دجال نکلے گا، اور اس کو قتل کرنے اور ختم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے، اور اس عقیدے کو پکا کرو۔

دجال کے خروج سے پہلے...!

ایک حدیث میں آتا ہے کہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب منبر پر علماء دجال کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی سے لوگوں نے تو خروجِ دجال کا انکار بھی کیا، لیکن عوام میں بہت بڑی تعداد ایسے پڑھے لکھے جاہلوں کی پیدا ہوچکی ہے، جو دجال کے آنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا انکار کرتی ہے، بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ کانا دجال تو افسانہ ہے۔

نزولِ عیسیٰ ختمِ نبوت کے منافی نہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ختمِ نبوت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، بلکہ ختمِ نبوت اور پکی ہوجاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" اور آخری نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے بعد کسی کو نبی بنادیتا، آسمان سے پہلے والے نبی کو اتارنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٔ نبوت کرنے والا دجال ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اب جیسا کہ مولانا اسلم صاحب نے آپ کو حدیث سنائی تھی کہ: "ثلاثون کذابون" اور ایک روایت میں "دجالون" کا لفظ بھی آتا ہے: تیس جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ: "انہ نبی اللہ" کہ وہ اللہ کا نبی ہے، "وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی!" حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ختمِ نبوت کا اعلان میدانِ عرفات میں!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں فرمایا تھا:

"انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم."

(ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:..."میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری امت ہو۔"

اور "مجمع الزوائد" میں ہے:

"یا ایہا الناس! انہ لا نبی بعدی ولا امۃ

بعدکم ..." (ج:۸ ص:۲۶۳)

ترجمہ:..."اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔"

مدعیٔ نبوت سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں:

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص منصب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے، وہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا، سب سے بڑا دجال و کذاب ہے۔

منصب نبوت سے بڑا کوئی منصب نہیں:

اس لئے کہ عالم امکان میں نبوت سے بڑھ کر کوئی منصب نہیں ہے، سب سے بڑا منصب نبوت ہے، نبوت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں، اور جو شخص جھوٹے طور پر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے، دنیا میں اس سے بڑا کوئی جھوٹا نہیں ہو سکتا، اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "کذابون" فرمایا۔

مدعیٔ نبوت منصب چھیننا چاہتا ہے:

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ حقیقت میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمہارے لئے کافی نہیں، میرے پاس آؤ! گویا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کو چھیننا چاہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج رسالت اپنے سر پر رکھنا چاہتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند نبوت پر وہ خود بیٹھنا چاہتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں:

آپ حضرات جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب شخص نہیں ہے، حتیٰ کہ ماں باپ، بہن بھائی، عزیز واقربا اور دنیا کا کوئی رشتہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین." (صحیح بخاری ج:۱ ص:۷)

ترجمہ:... "کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک محبوب نہ بن جاؤں، اس کے والد سے، اس کی اولاد سے اور تمام انسانوں سے۔"

حضرت تھانویؒ مجدد تھے:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ... سب کچھ نور اللہ مرقدہ... اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے... آپؒ چودہویں صدی کے مجدد تھے... میں نے ایک مقام پر کہا تھا کہ مجدد اس کو کہتے ہیں جو دین کی تجدید کرے، چنانچہ اس پوری صدی میں اور حضرتؒ کی حیات میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں آیا جس پر حضرتؒ نے قلم نہ اُٹھایا ہو، مجھے کوئی ایک مسئلہ بتاؤ جس پر آپؒ نے نہ لکھا ہو، اسلامی فنون وعلوم میں سے ایک فن اور ایک علم ایسا نہیں جس پر حضرتؒ نے تالیفات نہ فرمائی ہوں، اور کتابیں نہ لکھی ہوں، اس کو مجدد کہتے ہیں، ایک ہزار سے زیادہ آپ کی تالیفات ہیں، بلاشبہ اتنا بڑا کام کہ آج کل ایک پوری اکیڈمی اور پورا ادارہ مل کر کرنے لگے تو شاید وہ بھی نہ کرسکے، مگر تن تنہا اس ایک آدمی نے یہ سارا کام کیا، جبکہ اس کے ساتھ اسفار بھی ہوتے، وعظ وارشاد کی محفلیں بھی ہوتیں، تعلیم و تلقین بھی ہوتی تھی، اکیلی خشک تصنیف وتالیف ہی نہیں تھی، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جو بات بھی قلم سے نکل گئی، پتھر کی لکیر ثابت ہوگئی۔

حضرت تھانویؒ کی بے نفسی:

اس کے علاوہ بے نفسی، للّٰہیت واخلاص کا یہ عالم تھا کہ ایک مستقل رسالہ جو دکی گیا

تھا کہ اگر میری کتابوں میں کوئی غلطی نظر آئے تو مجھے مطلع کرو، میں اس سے رجوع کر لوں گا۔ دوسری طرف نفس پرستی کا یہ عالم ہے کہ لوگوں کی غلطیوں کو اچھالتے رہتے ہیں، مگر کوئی ان کو نہیں دیتا۔

یہ ہمارے اکابر کا طرۂ امتیاز ہے اور اللہ کے فضل سے مستقل ایک "ترجیح الراجح" کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے، اور اس میں اعلان کر رکھا ہے کہ کوئی صاحب علم اگر میرے کسی فقرے پر، کسی تحریر پر معترض ہوں تو مجھے نشاندہی کریں، میں اس پر غور کروں گا، اور غور کرنے کے بعد اگر ان کی بات راجح معلوم ہوئی تو فوراً اپنی بات سے رجوع کر لوں گا، اور اگر مجھے ان کی بات پر شرح صدر نہ ہوا تو میں علماء سے یہ کہوں گا کہ وہ خود اس مسئلہ پر غور کریں، میری رائے تو یہ ہے، مگر فلاں صاحب اس کے مقابلے میں یہ رائے دیتے ہیں، علماء اس پر غور کریں گے کہ کیا ہونا چاہئے؟ صحیح کیا ہے؟

اپنے نفس سے بدگمانی:

ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی کے خلیفہ اجل تھے، حضرت نے کئی دفعہ ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامتؒ کی اپنی ذات کا مسئلہ آتا تھا تو آپ خود اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تھے، بلکہ علماء کو جمع کر کے مسئلہ پوچھتے تھے، تاکہ اپنا نفس کوئی تاویل نہ کرے، خیر یہ دوسرا موضوع ہے۔

محبت نبوی کے مقابلے میں سب محبتیں ہیچ ہیں، ایک قصہ:

میں کیا بات کر رہا تھا؟ ہاں! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں ایک آدمی آیا، کہنے لگا کہ حدیث میں تو آتا ہے کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک کہ میری محبت سب سے بڑھ کر نہ ہو، لیکن مجھے تو اپنے والد سے محبت ہے اتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا: خان صاحب! تمہیں غلط فہمی ہے، اپنے باپ سے تمہیں محبت ہوئی! اور ہوئی ہے، اپنے والد سے کس کو محبت نہیں ہوتی! لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سامنے یہ سب ہیچ ہے اور کچھ نہیں۔ خان

صاحب اصرار کرنے لگے کہ نہیں مجھے جتنی اپنے باپ سے محبت ہے، اتنی کسی سے نہیں۔ حضرتؒ خاموش ہوگئے، اب اس سے کیا مناظرہ کریں، اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہونے لگا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کیں، تو خان صاحب جھوم رہے ہیں اور عش عش کر رہے ہیں، حضرتؒ نے اچانک ٹھہر کر فرمایا: خان صاحب! اب بات کو چھوڑ دیجئے، تمہارے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے، یہ کہنا چاہئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جمال پوری طرح جلوہ آرا تھا، اور خان صاحب کا دل اس جمال کے تذکرے اُترا جا رہا تھا، حضرتؒ نے اچانک رُک کر فرمایا کہ: خیر! اس بات کو تو چھوڑ دیجئے: آپ کے والد بہت اچھے تھے۔ خان صاحب کہنے لگے: حضرت! یہ آپ نے کیا غضب ڈھایا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا تھا، آپ میرے باپ کا تذکرہ لے بیٹھے! حضرتؒ نے فرمایا: کیوں خان صاحب؟ آپ تو کہتے تھے کہ باپ کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے، اس کا تذکرہ بھی دل کو محبوب ہوتا ہے، اور جی چاہتا ہے کہ ذکر چلتا رہے۔

گناہگار سے گناہگار مسلمان کا دل محبتِ نبوی سے لبریز ہے!

تو مجھے آپ کو یہ لطیفہ سنانا تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان، بلکہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ گناہگار سے گناہگار مسلمان کیوں نہ ہو، لیکن اگر اس کے قلب کو اور اس کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیکھو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرا ہوا ہوگا۔

محبتِ نبوی کا ایک عجیب قصہ!

اب اس پر بھی ایک اور لطیفہ سنادوں، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ ابوطاہر کردی رحمہ اللہ کی اپنے ایک ہم عصر یعنی ہم زمانہ بزرگ سے مخالفت چل رہی تھی، اسی دوران شیخ ابوطاہر کو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، تو ایسا لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہیں اور التفات نہیں فرما رہے، انہوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ: حضور! میری غلطی معلوم ہو جائے تو میں اس کی اصلاح کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس بزرگ کا نام لے کر ارشاد فرمایا: تم اس سے دشمنی کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ فلاں بزرگ کو... جو کہ فوت ہوچکے ہیں... برا بھلا کہتے ہیں۔

حضرت مدنیؒ سے دلی محبت کا قصہ!

جیسے کوئی آدمی ہمارے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کو برا بھلا کہے... اور ہمیں برا لگتا ہے، اسی طرح شیخ ابوطاہرؒ کو بھی یہ بات بری لگتی تھی، اس لئے وہ ان سے دشمنی رکھتے تھے۔

میرے سامنے میرے والد کا انتقال ہوا، اور میرے مشائخ کا بھی انتقال ہوا، لیکن میں جتنا دو بزرگوں کی وفات پر رویا ہوں، مجھے زندگی میں یاد نہیں ہے کہ کسی کی وفات پر اتنا رویا ہوں، ایک شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ... جس وقت حضرتؒ کے وصال کی خبر مجھے ملی ہے، آپ یقین جانیں مجھے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے جہان تاریک ہوگیا، اور میں بے اختیار روتا تھا، حالانکہ صرف ایک دفعہ زیارت کی تھی، کوئی ان کا شاگرد بھی نہیں تھا، ان کا مرید بھی نہیں تھا، کوئی خاص تعلق بھی نہیں تھا، لیکن میں وہ قلبی تعلق جو شروع سے تھا، اس کی وجہ سے بے اختیار روتا تھا، اور دوسرے حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت والے، ان کے وصال پر بھی میں جتنا رویا ہوں، اتنا کبھی نہیں رویا۔

خیر! تو شیخ ابوطاہرؒ نے کہا کہ: حضور! میں اس شخص سے دشمنی اس لئے رکھتا ہوں کہ فلاں بزرگ جو فوت ہوچکے ہیں، یہ آدمی اس سے عداوت رکھتا ہے، اس کو برا بھلا کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ یعنی جس کو تم برا سمجھتے ہو، وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ: حضور! آپ کے کسی امتی کے بارے میں میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اسے حضور سے محبت نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! تو اس کے معنی ہوئے کہ میری محبت کی وجہ سے تم نے محبت نہیں رکھی، بلکہ فلاں بزرگ کی دشمنی کی وجہ سے تم نے اس سے دشمنی رکھی؟ شیخ ابوطاہرؒ نے

"من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب"

(محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام)

سب سے بڑا جھوٹا، چنانچہ وہ دن اور آج کا دن ہے کہ مسلمان جب بھی مسیلمہ کا نام لیتے ہیں "مسیلمہ کذاب" کہتے ہیں۔

غلام احمد قادیانی، مسیلمہ کذاب سے ایک قدم آگے:

مسیلمہ کذاب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ: "آپ بھی رسول اللہ ہیں، اور میں بھی اللہ کا رسول ہوں" لیکن غلام احمد قادیانی نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی "محمد رسول اللہ" ہوں۔

اب میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں کرتا، وقت زیادہ ہوگیا۔

ہماری دشمنی کا سب سے بڑا مظہر مرزا قادیانی:

تو دنیا میں ہماری دشمنی کا سب سے بڑا مظہر اگر ہوسکتا ہے تو وہ غلام احمد قادیانی ملعون دجال ہے، تو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی، اس کو غلام احمد سے اتنا ہی بغض ہوگا۔

مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کام کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں:

آخر میں اب ایک اور بات کہہ کر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں، وہ یہ کہ: جو لوگ اس ملعون دجال کے مقابلے میں کام کر رہے ہیں، خواہ کسی درجے میں بھی کام کرنے والے ہوں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، تمہیں معلوم ہوگا کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ، جن کے ہاتھ پر امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے قادیانی مسئلہ پہ کام کرنے کی بنا پر بیعت کی تھی، مدینۃ الاسلام کے جلسے میں پانچ ہزار کا مجمع تھا، اور حضرت شاہ صاحبؒ کی وجہ سے ہندوستان کے چیدہ چیدہ علماء جمع تھے، شاہ صاحبؒ نے اٹھ کر اعلان فرمایا کہ قادیانی فتنہ کا حق بلند کرنے کے لئے ایک امیر منتخب کرنا چاہئے، اور عطاء اللہ شاہ بخاری نوجوان ہیں، صالح ہیں، کیونکہ

حضرت شاہ صاحبؒ اس وقت نوجوان تھے۔ لہٰذا میں اس مسئلے کے لئے ان کو امیر شریعت مقرر کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ پھر بھرے جلسے میں آپؒ نے امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور حضرت کشمیریؒ کتنے اونچے درجے کے آدمی تھے؟ دیکھنے والے ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میرے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ اس وقت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ہچکی طاری تھی، اتنا بڑا خطیب اور ہندوستان کا خطیب اعظم، صرف اتنے الفاظ بول سکا کہ: بھائیو! یہ نہ سمجھو کہ حضرت شاہ صاحبؒ میرے ہاتھ پر بیعت فرما رہے ہیں، بلکہ میری بیعت کو قبول فرما رہے ہیں۔

امیر شریعتؒ کو بارگاہِ نبوی سے سلام:

مولانا عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم اب بھی زندہ ہیں، ان سے پوچھ لو حج پر گئے، وہاں ان کو مکاشفہ ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، یہ وہاں ٹھہرنے کی نیت سے گئے تھے، فرمایا: ٹھہرو نہیں، واپس جاؤ! اور میرے بیٹے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا سلام کہو۔

حاجی مانکؒ کو روزانہ زیارتِ نبوی کا اعزاز:

سندھ میں ہوئے تھے حاجی مانکؒ، انہوں نے ایک خنزیر قادیانی کو قتل کیا، اس لئے کہ اس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی کوئی بات کی جو حاجی مانکؒ سے برداشت نہ ہوئی، تو کلہاڑی لے کر مار دی، اور قتل کر کے بمع کلہاڑی کے تھانے پہنچ گئے، اور کہا کہ: میں اس خنزیر کو مار کے آیا ہوں، مجھے گرفتار کرو۔

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اس کے مقدمہ کی پیروی کے لئے مالی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے حیدرآباد تشریف لاتے تھے، کیونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہی حاجی مانکؒ کا مقدمہ لڑا تھا، اور اللہ کے فضل سے اللہ نے ان کو رہائی عطا فرمائی تھی، چند سال کی سزا ہوئی تھی، حالانکہ وہ خود اقرار کر رہے تھے کہ میں نے مارا ہے، وکلاء نے کہا

بھی کہ: حاجی صاحب! آپ کے جرم کا کوئی گواہ نہیں ہے کہ آپ نے مارا ہے ... حالانکہ تھانہ میں خود گرفتاری پیش کی تھی۔ آپ یہ کہہ دیں کہ یہ تھانے والے غلط کہتے ہیں، میں نے نہیں مارا، بس عدالت میں مکر جائیں۔ اس پر حاجی صاحب فرمانے لگے: تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے کہ مجھے یہ مشورہ دیتے ہو؟ فرمانے لگے: جس دن سے مجھے جیل میں بند کیا گیا ہے، اس دن سے روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، جبکہ زندگی میں کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باوجود تمنا کے خواب میں زیارت نہیں ہوئی تھی، کیا میں مکر کر اس نعمت سے محروم ہو جاؤں؟

جج کا محبتِ نبوی سے مجبور ہونا:

اس کا ایک جز اور بھی ہو گیا ہے، وہ یہ کہ قاتل خود اقرار کرتا ہے اور قانون اس کو پھانسی کی سزا دیتا ہے، لیکن جج نے فیصلہ لکھا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ کون سی طاقت ہے جو مجھے حاجی صاحب کو سزائے موت دینے سے منع کرتی ہے، بہرحال قانون کا احترام ضروری ہے، اس لئے میں اتنے سال کی سزا ان کو دیتا ہوں۔ اس لئے کہ حاجی مانک نے جس غیرت میں آکر اس مردار اور خنزیر کو قتل کیا ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اس کی بنیاد پر اس کو قتل نہیں کرتا، میں چونکہ جج ہوں عدالت کی کرسی پر ہوں، قانون کا احترام میرا فرض ہے، اس لئے میں اتنے عرصہ کی عارضی سزا حاجی مانک کو دیتا ہوں، اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ان کو بری کر دیتا۔

اسی طرح کے اور بھی بے شمار واقعات میرے سینے میں محفوظ ہیں، اس وقت صرف یہ دو باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ ختم نبوت کے لئے کام کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بن جاؤ گے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور بدترین دشمن غلام احمد قادیانی سے بغض کی علامت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منکرینِ ختمِ نبوّت کے لئے
اصل شرعی فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

س:... خلیفۂ اوّل بلافصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیقِ اکبرؓ نے منکرینِ ختمِ نبوّت کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور تمام منکرینِ ختمِ نبوّت کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرینِ ختمِ نبوّت واجب القتل ہیں، لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو "غیرمسلم" قرار دینے پر ہی اکتفا کیا، اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ: "اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے۔" ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف تحفظ اور حقوق فراہم کئے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرینِ ختمِ نبوّت اسلام کی رُو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق اور تحفظ کے حق دار ہیں؟

ج:... منکرینِ ختمِ نبوّت کے لئے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، پاکستان میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا، ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے، لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیرمسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کرسکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔

کی اسلامی حکومت میں مرتدین اور زنادقہ کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ارباب حل وعقد کی توجہ کا مستحق ہے۔

ایک قادیانی نوجوان کے جواب میں:

س:... آپ کا جوابی لفافہ موصول ہوا، آپ کی فرمائش پر براہ راست جواب لکھ رہا ہوں، اور اس کی نقل "جنگ" کو بھی بھیج رہا ہوں۔

اہل اسلام قرآن کریم، حدیث نبوی اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ خود جناب مرزا صاحب کو اعتراف ہے کہ:

> "مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور صحاح میں جس قدر پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔"
>
> (ازالہ اوہام ص:۵۵۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

لیکن میرا خیال ہے کہ جناب مرزا صاحب کے ماننے والوں کو اہل اسلام سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ جناب مرزا صاحب نے سورۃ الصف کی آیت:۹ کے حوالے سے ان کی دوبارہ تشریف آوری کا اعلان کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> "یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا (اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو

ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸،۴۹۹)

جناب مرزا صاحب قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ثبوت محض اپنی قرآن فہمی کی بنا پر نہیں دیتے بلکہ وہ اپنے ”الہام“ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس آیت کا مصداق ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی ”پہلی زندگی“ کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے...... اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشین گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشین گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔“ (ایضاً ص:۴۹۹)

صرف اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ مرزا صاحب اپنے الہام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی الہامی پیشین گوئی بھی کرتے ہیں، چنانچہ اسی کتاب کے ص:۵۰۵ پر اپنا ایک الہام: ”عسٰی ربکم ان یرحمکم علیکم“ درج کرکے اس کا مطلب یوں بیان فرماتے ہیں:

”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے ”جلالی طور پر“ ظاہر ہونے کا اشارہ ہے، یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور

اور باس کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ
اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور
احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔"

ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ آنے پر ایمان نہ رکھا جائے تو نہ صرف یہ قرآن کریم کی قطعی پیشین گوئی کی تکذیب ہے، بلکہ جناب مرزا صاحب کی قرآن فہمی، ان کی الہامی تفسیر اور ان کی الہامی پیشین گوئی کی بھی تکذیب ہوگی۔ پس ضروری ہے کہ اہل اسلام کی طرح مرزا صاحب کے ماننے والے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر ایمان رکھیں، ورنہ اس عقیدے کے ترک کرنے سے قرآن و حدیث کے علاوہ مرزا صاحب کی قرآن دانی بھی حرف غلط ثابت ہوگی اور ان کی الہامی تفسیریں اور الہامی انکشافات سب غلط ہو جائیں گے، کیونکہ:

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر
دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمہ معرفت ص:۲۲۲)

اب آپ کو اختیار ہے کہ ان دو باتوں میں کس کو اختیار کرتے ہیں، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کو؟ یا مرزا صاحب کی تکذیب؟

جناب مرزا صاحب کے ازالہ اوہام (ص:۴۹۶) والے چیلنج کا ذکر کر کے آپ نے شکایت کی ہے کہ نوے برس سے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

آں عزیز کو شاید یہ علم نہیں کہ حضرات علمائے کرام ایک بار نہیں، متعدد بار اس کا جواب دے چکے ہیں، تاہم اگر آپ کا یہی خیال ہے کہ اب تک اس کا جواب نہیں ملا تو یہ فقیر (باوجود یکہ حضرات علماء احسن اللہ جزاہم کی خاک پا بھی نہیں) اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے حاضر ہے۔ اسی کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب البریہ (ص:۲۰۰) والے اعلان کو بھی ملا لیجئے، جس میں موصوف نے بیس ہزار روپیہ تاوان دینے کے علاوہ اپنے عقائد سے توبہ کرنے اور اپنی کتابیں جلا دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب کے موجودہ جانشین سے لکھوا دیا جائے کہ یہ چیلنج اب بھی قائم ہے اور یہ کہ وہ مرزا صاحب کی شرط پوری کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی ثالثی عدالت، جس کے فیصلہ پر فریقین اعتماد کرسکیں، خود ہی تجویز فرمادیں۔ میں اس مسلمہ عدالت کے سامنے اپنی معروضات پیش کروں گا۔ عدالت اس پر جو جرح کرے گی اس کا جواب دوں گا، میرے دلائل سننے کے بعد اگر عدالت میرے حق میں فیصلہ کردے کہ میں نے مرزا صاحب کے کھونٹے کو توڑ دیا اور ان کے چیلنج کا ٹھیک ٹھیک جواب دے دیا تو ۲۰ ہزار روپے آں عزیز کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو چھوڑتا ہوں، دوسری دونوں باتوں کو پورا کرنے کا معاہدہ پورا کرا دیجئے گا۔ اور اگر عدالت میرے خلاف فیصلہ صادر کرے تو آپ شوق سے اخبارات میں اعلان کرادیجئے گا کہ مرزا صاحب کا چیلنج بدستور قائم ہے اور آج تک کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اگر آپ اس تصفیہ کے لئے آگے بڑھیں تو اپنی جماعت پر بہت احسان کریں گے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۵ ش:۲۷)

جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے ایک رسالہ بنام "حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں" (جسے حال ہی میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے) میں ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقام و مرتبہ کی نشاندہی فرمائی ہے جو قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت ہے اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دل خراش اور ایمان سوز عبارتوں کو جمع کر کے ان تمام تاویلات اور معذرتوں کا جائزہ لیا ہے جو اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کی قسمت میں ایمان نہیں یا جنہوں نے "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ" کے مصداق مرزا صاحب کی محبت میں عقل و شعور کے سارے دروازے بند کر لئے ہیں، ان کے حق میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی، لیکن جن کے دل میں اس حق و انصاف کی کوئی رمق یا عقل و شعور کی ادنیٰ حس بھی موجود ہے، اگر وہ اس رسالہ کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں گے تو ان پر ان شاء اللہ یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر و تنقیص کر کے اپنے لئے کون سا مقام منتخب کیا ہے؟

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ رسالہ اس سے پہلے دو بار شائع ہو چکا ہے، لیکن قادیانی صاحبان اس کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکے، بہر حال یہ رسالہ جہاں قادیانیوں کے لئے دعوت غور و فکر ہے وہاں ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی تازیانہ عبرت ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے باپ دادا یا ماں بہن کے حق میں وہ الفاظ استعمال کرے جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں استعمال کئے ہیں تو ہمارا ردعمل کیا ہو گا؟

اسی سے وہ فیصلہ کر سکیں گے کہ مرزا صاحب کے بارے میں ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا کیا ہے؟

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۸ ش:۲۲)

عقیدۂ ختم نبوت:
ایک سوال کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

یو کے ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر جنگ لندن نے حضرت شہید کے مفصل انٹرویو کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر آپ سے قادیانیوں سے متعلق اور کئی ایک دوسرے سوالات کئے گئے، وہ سوال و جواب درج ذیل ہیں:........ سعید احمد

افتخار قیصر: مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب ہمارا سوال آپ سے یہ ہے کہ قادیانی جب اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور کہلانے پر مصر ہیں تو آپ ان کو کافر قرار دینے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی: ایمان اور اسلام دراصل چند عقائد اور چند احکام کا نام ہے، یہ کوئی انسان کا بنایا ہوا مذہب نہیں کہ جیسا عقل میں آیا کرلیا، یا جس چیز کی ضرورت محسوس کی اس کے مطابق مذہب کو موڑ لیا۔ اسلام نام ہے اس دین کا جو اللہ تعالیٰ نے حضور آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کی ہدایت کے لئے قیامت تک کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے کچھ احکام اصولی ہیں اور کچھ فروعی۔ اصولی احکام اور عقائد میں کسی طرح کی بھی تبدیلی نہیں کی جاسکتی، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، ختم نبوت، نماز، روزہ، حج وغیرہ ایسے احکام ہیں جن میں سے کسی ایک حکم میں تبدیلی کرنے سے ایمان اور اسلام سلامت نہیں رہتا۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید

میں ایک شخص کو شریک کرے یا بزرگوں کو، وہ مشرک کہلائے گا۔ کوئی شخص نماز کا انکار کرے یا نمازوں کی تعداد اور نمازوں کی رکعات کا، وہ شخص مسلمان نہیں رہ سکتا اگرچہ مذہب کی تمام باتوں کو تسلیم کرتا ہو۔ یہی صورتحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے نہ ماننا یہ سب کفریہ عقائد ہیں۔ اس تناظر میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں کو دیکھتے ہیں تو خود بخود ان کے بارے میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مبلغ اسلام، مناظر اسلام کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہوئے، علمائے کرام نے کچھ تعارض نہیں کیا بلکہ بعض علمائے کرام ان کے طریقۂ کار سے اختلاف کے باوجود ان کے ساتھ شریک رہے۔ مناظر اسلام سے مجدد کی طرف انہوں نے پرواز کی، علمائے کرام نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کی لیکن کفر کا فتویٰ جاری نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک چھلانگ اور لگائی اور مجدد سے مہدی بنے۔ علمائے کرام کے پاس اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ان کے اس باطل عقیدے کے سامنے بند باندھتے۔ علمائے لدھیانہ سے لے کر علمائے دیوبند تک نے ان کے اس عقیدہ کو کفریہ قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی مہدی سے مسیح موعود بنے اور آخرکار بلندی کی طرف پرواز کرتے ہوئے نبوت کے منصب پر فائز ہوگئے، قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے ان آیات کو اپنے بارے میں قرار دیا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک ایک نبی کی توہین کی، ازواج مطہرات، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے توہین آمیز جملے تحریر کئے اور واضح طور پر کہا کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اپنی اطاعت کو لوگوں پر لازمی قرار دیا، اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو کافر، کنجریوں کی اولاد اور بدکاروں کی اولاد کہا، انگریز کی وفاداری کو حکم الٰہی قرار دیا، انگریز حکومت کو اللہ کا سایہ قرار دیا، جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا: ”چھوڑ دو اب دوستو! جہاد کا خیال۔“ قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے افضل قرار دیا، قادیان میں ایک مینارہ تعمیر کرکے کہا کہ اس مینارہ کے ذریعہ میرا (مسیح موعود کا) نزول ہوا۔ ان تمام عقائد کی بنیاد پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم

کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ آج سے ساٹھ سال قبل ۱۹۲۸ء میں برصغیر کی ایک عدالت نے سب سے پہلے فیصلہ دیا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یہ ایک الگ مذہب ہے۔ قیام پاکستان سے قبل بہاولپور کی عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر قادیانی لڑکے اور مسلمان لڑکی کے نکاح کو منسوخ کیا۔ آئینی ترمیم کے بعد ہائی کورٹ، سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے عقائد کی بنیاد پر فیصلہ دیا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقائد مختلف ہیں اس لئے قادیانی مذہب الگ مذہب ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت پینتالیس اسلامی ممالک کے علمائے کرام نے متفقہ طور پر فتویٰ دیا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تمام مذہبی تحریکیں قادیانی جماعت کے کفر کا اعلان کرتے ہیں، عالم دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ سے زائد مسلمان، قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں۔ خود قادیانی جماعت کو مرزا جو جھوٹا مدعی نبوت اعلان کرتا ہے کہ مجھے تسلیم نہ کرنے والا مسلمان نہیں۔ اس کے باوجود کیسے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قادیانی جماعت مسلمان ہے اور علمائے کرام ہر دور میں ان کو کافر بتاتے رہے ہیں۔

دراصل قادیانیوں کے موجودہ سربراہ نے اپنی خفت مٹانے کی یہ ترکیب کر لی ہے اور وہ سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکا دے کر قادیانی بنانے کی مہم چلائے ہوئے ہیں۔ اگر ان کو اپنے دین پر یقین ہے اور اس کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر اپنے اوپر اسلام کا لبادہ کیوں اوڑھتے ہیں؟ دنیا کو دھوکا کیوں دیتے ہیں؟ واضح اعلان کریں کہ ہم قادیانی ہیں اور اپنے عقیدہ پر ایمان ہے، اس کی عبادتوں کو کیوں چھپاتے ہیں؟ الحمد للہ! ہم مسلمان ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایک لفظ کو دنیا کے سامنے واضح پیش کرتے ہیں، اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہیں، کوئی لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکا نہیں دیتے۔ مرزا طاہر اس طرف توجہ دیں تو آپ کو خود بخود ان کو اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

انجم رشید: گزشتہ دنوں مرزا طاہر کا ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ

ضیاء الحق مرحوم اس کے مباہلے کے نتیجے میں ہلاک ہوئے، اس سلسلے میں آپ کیا کہیں گے؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی: ... دراصل یہ قادیانی جماعت کا بہت پرانا حربہ ہے، ان کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی طریقہ تھا، کسی کسی ملک میں سورج گرہن ہوا، چاند گرہن لگا، مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو اپنی نشانی ظاہر کردیا۔ کسی ملک کو شکست ہوئی یا فتح ہوئی اس کو اپنا معجزہ قرار دے دیا۔ مرزا طاہر نے علمائے پاکستان کو مباہلہ کا چیلنج دیا، میرے سمیت پاکستان کے بہت سے علمائے کرام نے اس چیلنج کو قبول کیا، برطانیہ کے علمائے کرام نے بھی قبول کیا، مباہلے کے معروف طریقے کے مطابق وقت دیا کہ فلاں جگہ آجاؤ، ہمیں بلالو، دونوں فریق اللہ تعالیٰ سے حق طلب کریں گے، کسی ایک کے حق ظاہر ہوجائے گا۔ مرزا طاہر نے راہِ فرار اختیار کرکے اپنے خودساختہ مباہلے کا اعلان کردیا کہ دونوں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں، ایک دوسرے کے لئے بددعا کریں، لعنت کرتے رہیں، خود بخود حق ظاہر ہوجائے گا۔ مجھ سمیت سیکڑوں علمائے کرام نے چیلنج قبول کیا، ان کو تو کچھ نہیں ہوا، وہ علمائے کرام بہت اطمینان سے اپنے ملک میں رہ کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں، کسی ایک عالمِ دین کو خراش تک نہیں آئی، لیکن جنرل ضیاء الحق مرحوم جن کا مباہلے سے کوئی تعلق نہیں تھا، کبھی انہوں نے اعلان نہیں کیا کہ میں نے مباہلہ قبول کیا ہے، وہ ایک حادثہ کا شکار ہوگئے اور ان کے ساتھ کئی جرنیلوں کے ساتھ، امریکی سفیر بھی تھا، کیا تمام لوگوں نے مباہلے کا چیلنج قبول کیا تھا؟ یہ تمام باتیں لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ہیں۔ قومی اسمبلی میں یہی تجویز رکھنے مرزا ناصر پر جرح کی، مفتی محمود، شاہ احمد نورانی اور دیگر علمائے کرام نے محنت کی، راجہ ظفرالحق نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس تیار کیا، ان تمام لوگوں کو تو کچھ نہیں ہوا، ضیاء الحق شہید ہوگئے تو مرزا طاہر مباہلے میں جیت گئے...! عجیب منطق ہے۔ قادیانیت کا مقابلہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے ہے، گزشتہ سو سال میں کسی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے رکن کو کچھ نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ کے مطابق مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اس دنیا سے رخصت ہوا، اپنی پیشگوئی کے مطابق وہ خود جھوٹا ہوگیا، اسی طرح مرزا طاہر بھی اپنے دعویٰ کے مطابق جھوٹا ہوا کیونکہ

سب بلے کے شیخ کو پندرہ سال ہونے کو آتے ہیں۔ کسی عام دینی پروگرام میں آئی بلکہ مرزا صاحب اپنے منصب سے فرار رہے، اپنے مرکز ربوہ نہیں جا سکتے، پاکستان پر تو وہ ہوا تک کھا سکے، اس لئے مرزا طاہر اپنے دعوے کے مطابق خود جھوٹا ہو گیا۔

الطاف قیصر:... یہ گفتگو تو آپ کے خاص موضوع کے حوالے سے تھی۔ آپ گزشتہ کئی سال سے انگلینڈ تشریف لا رہے ہیں یہاں عید کا مسئلہ سب سے اہم ہے، مسلمان اس سلسلے میں ہمیشہ اختلافات کا شکار رہتے ہیں، ہر شہر میں کئی کئی عیدیں ہوتی ہیں، اس سلسلے میں آپ کچھ فرمائیں گے کہ مسلمان کس طرح ایک دن عید منائیں؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی:... دراصل رمضان المبارک اور عید کا تعلق رویت ہلال سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔" عیسوی سن شمسی سن ہے، اس کی تاریخیں مقرر ہیں، لیکن قمری تاریخوں کا تعین چاند سے ہوتا ہے، کبھی ۲۹ تاریخ کو اور کبھی ۳۰ تاریخ کو چاند کی اطلاع پر روزے یا عید کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یورپ کے موسمی حالات کی وجہ سے عام طور پر یہاں چاند کا دیکھا جانا ایک مشکل کام ہوتا ہے، اس لئے عام طور پر اس سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے جبکہ فقہی مسائل کی رو سے ان جیسے ممالک کے لئے مسائل موجود ہیں، اگر ان مسائل کے مطابق احکام بتائے جائیں تو اختلاف کی کوئی وجہ نہیں، فقہ کی رو سے جن ممالک میں چاند نہیں دیکھا جاتا تو وہاں سے جو قریب ترین اسلامی ملک ہوتا ہے اس کی "رویت" (چاند دیکھنے) کا اعتبار ہوتا ہے۔ وہاں کی چاند کی اطلاع پر عید یا رمضان المبارک کا اعلان کیا جاتا ہے، اس اعتبار سے انگلینڈ سے قریب ترین ملک مراکش ہے، اس لئے مراکش کے چاند پر انگلینڈ کے لوگ روزے رکھیں گے اور عید کریں گے۔ ہماری رائے میں انگلینڈ میں مختلف ملکوں کے فقہی اختلافات کو مد نظر رکھنے کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے۔ علمائے کرام کو ایک متفقہ ضابطہ طے کرکے پورے انگلینڈ میں ایک ہی دن عید کرنی چاہئے تاکہ مسلمانوں کی اجتماعیت نظر آئے اور دشمن دین کے خلاف پروپیگنڈہ نہ کریں۔

الطاف قیصر:... یہاں رہنے والے بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ: ... یورپی ممالک میں تعلیم لازمی اور مفت ہونے کی وجہ سے بہت مسائل جنم لے رہے ہیں، مسلمان بچوں کو ان اسکولوں میں لازمی تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے اسی وجہ سے نئی نسل ایک طرف اسلام سے دور ہو رہی ہے، دوسری طرف ان میں ایسی اخلاقی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے معاشرہ میں رہنے کے قابل نہیں رہتے، اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان ان ممالک میں اپنے اسکول قائم کریں اور ان اسکولوں میں بہترین عصری علوم کا انتظام کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ ان اسکولوں میں دینی تعلیم بھی ضرورت کے مطابق دی جائے، امریکہ اور ساؤتھ افریقہ میں اس قسم کے بہترین اسکول قائم کئے گئے ہیں، لیکن انگلینڈ میں اس کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ دراصل انگلینڈ میں تعلیم فری ہے اور لوگ اس فری تعلیم سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، مسلمانوں کے اپنے اسکولوں میں لازمی طور پر فیس ادا کرنی ہوگی۔

بہرحال اگر اپنے اسکول قائم نہ کئے جاسکیں تو دوسری صورت یہ ہے کہ مسلمان لازمی طور پر اپنے بچوں کو اسکول کے بعد مساجد میں بھیجیں اور ان مساجد میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ضروریات دین کی تعلیم دی جائے، اس طرح مسلمان بچے اسکول کی تعلیم سے لادینی اثرات قبول نہیں کریں گے۔ اسی طرح والدین کو چاہئے کہ وہ خود جب نماز کے لئے آئیں تو بچوں کو بھی ساتھ لے کر آئیں، اسی طرح گھر میں اسلامی تعلیمات کے بارے میں وقتاً فوقتاً بچوں کو آگاہ کیا جائے، انگریزی میں اسلام سے متعلق کافی لٹریچر شائع ہوگیا ہے، وہ ان کو مطالعہ کے لئے دیں، بچوں کے ذہنوں میں اسلام سے محبت اور وابستگی پیدا کریں، اس طرح نئی نسل میں اسلامی شعور پیدا ہوگا اور ہماری نئی نسل گمراہ نہیں ہوگی۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۴ ش:۱۳)

دارالعلوم دیوبند

اور

عقیدۂ تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

اسلام حق تعالیٰ شانہ کا نازل کردہ آخری دین، آخری قانون سماوی اور آخری پیغام ہدایت ہے، جو اس کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آخری امت، امت محمدیہ کو عطا کیا گیا۔ اسلام کو یہ شرف وفضیلت حاصل ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے، چنانچہ فرمایا: "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔" اور امت مرحومہ کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ جماعتی زندگی کی حیثیت سے دین متین کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے، اور جب کوئی فتنہ سر اٹھائے تو فوراً اس کی گوشمالی وسرکوبی کرے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:

"یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاهلین۔" (مشکوٰۃ ص:۳۶)

ترجمہ: "ہر آئندہ نسل میں اس علم دین کے حامل ایسے عادل اور ثقہ لوگ ہوں گے جو اسے غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کے غلط دعووں اور جاہلوں کی تاویل سے پاک صاف کریں گے۔"

دیوبند کی بنیاد رکھی جاچکی تھی، کسی شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت! ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے، اس کے لئے دعا فرمائی جائے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا:

"سبحان اللہ! آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقاتِ سحر میں سربسجود ہوکر گڑگڑاتی تھیں کہ خداوندا ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظِ علم کا کوئی ذریعہ پیدا کر! یہ مدرسہ انہی سحرگاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔"

(تین بڑے مسلمان ص:۱۲۳ طبع سوم)

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں شکست ہوجانے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل نظر بظاہر تاریک تھا، انگریز کے خونیں قدم ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے پر تلے ہوئے تھے اور انگریز بڑے طمطراق سے یہ اعلان کررہا تھا:

۱:... "جس طرح کل ہمارے بزرگوں کے کل ایک ساتھ عیسائی ہوگئے تھے اسی طرح یہاں (ہندوستان میں) بھی (تمام لوگ) ایک ساتھ عیسائی ہوجائیں گے۔"

(مسلمانوں کا روشن مستقبل ص:۱۲۲)

۲:... "خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیرنگیں ہے، تاکہ عیسیٰ مسیح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت، تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنا چاہئے۔"

(علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے ج:۱ ص:۲۶)

۳:... "ان بدمعاش مسلمانوں کو بتادیا جائے کہ خدا کے

ختم ہونے سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے۔"

(علمائے ہند کا شاندار ماضی آخری حصہ ص:۳۰۳)

۳:... "میں اس عقیدے سے چشم پوشی نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کی قوم اصولاً ہماری دشمن ہے، اس لئے ہماری حقیقی پالیسی یہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی رضاجوئی کرتے رہیں۔"

(ایضاً ص:۲۹۹)

مسلمانوں کی بے بسی، بے کسی اور سفید فام طاغوت کی ان "عنایات" کے پیش نظر سطحی نظر رکھنے والے لوگوں نے یہ عقیدہ قائم کر لیا کہ "اب اسلام صرف چند سالوں کا مہمان ہے۔" (موج کوثر شیخ محمد اکرام ص:۲۰۰)

تو یہ لوگ بڑی حد تک معذور تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ یہی رائے انہوں نے اس وقت بھی قائم کی تھی جب وصال نبوی کے بعد پورا خطۂ عرب آتش ارتداد کی لپیٹ میں آگیا تھا۔ اور پھر گیارہویں صدی میں یہی رائے اس وقت بھی (کم از کم ہندوستان کی حد تک) قائم کی گئی جب ہندوستان کا مطلق العنان طاغوت اکبر "جل جلالہ" کا نعرہ لگاتے ہوئے دین الٰہی تصنیف کر رہا تھا۔ ان تمام مواقع پر حق تعالیٰ شانہ کا وعدۂ "حفاظت دین" کبھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوا اور کبھی اس نے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو کھڑا کیا۔ آج وہی وعدہ "دارالعلوم دیوبند" کی شکل میں پورا کیا جا رہا ہے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "ابوبکر صدیقؓ نہ ہوتے تو اسلام فتنۂ ارتداد کی نذر ہو گیا ہوتا" اہل نظر آج یہ کہتے ہیں کہ انگریز کے دور تسلط میں دارالعلوم دیوبند کا لطیفۂ غیبی ظہور پذیر نہ ہوتا، جو حضرت حاجی صاحبؒ کے بقول اوقات سحر گاہی میں پیشانیاں رگڑ رگڑ کر گڑگڑانے سے ظہور پذیر ہوا، تو شاید انگریز کی مراد بر آتی اور اسلام ہندوستان سے رخصت ہو گیا ہوتا۔

دارالعلوم دیوبند نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ اس پر بہت سے حضرات بہت کچھ لکھیں گے، مجھے صرف اس قدر کہنا ہے کہ تجدید و احیائے دین کی جو تحریک گیارہویں صدی کے

ہندوستان منتقل ہوئی تھی، اور اپنے اپنے دور میں مجدد الف ثانی، محدث دہلوی اور شہید بالاکوٹ جس امانت کے حامل تھے، دار العلوم اسی وراثت و امانت کا حامل تھا اور ہے۔" دار العلوم دیوبند" کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں، کوئی اسے علوم اسلامیہ کی یونیورسٹی سمجھتا ہے، کوئی جہاد حریت کے مجاہدین کی تربیت گاہ اسے قرار دیتا ہے، کوئی اسے دعوت و عزیمت اور سلوک و تصوف کا مرکز سمجھتا ہے، لیکن میں حضرت حاجی صاحبؒ کے لفظوں میں اسے "بقائے اسلام و تحفظ دین کا ذریعہ" سمجھتا ہوں۔

دوسرے لفظوں میں آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں، مجددین امت کا جو سلسلہ چلا آرہا تھا دار العلوم دیوبند ــــ اپنے دور کے لئے ــــ مجددین امت کی تربیت گاہ تھی، یہیں سے مجدد ملت حکیم الامت تھانویؒ نکلے، یہیں سے دعوت و تبلیغ کی تجدیدی تحریک ابھری، جس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں، یہیں سے تحریک حریت کے داعی تیار ہوئے، یہیں سے فرق باطلہ کا توڑ کیا گیا، یہیں سے محدثین، مفسرین، فقہاء اور متکلمین کی کھیپ تیار ہوئی۔ مختصر یہ کہ دار العلوم دیوبند نے نہ صرف یہ کہ نابغہ شخصیتیں تیار کیں، بلکہ اسلام کی ہمہ پہلو تجدید و احیاء کے عظیم الشان اداروں کو جنم دیا ــــ اس لئے دار العلوم کو تجدید و احیائے دین کی یونیورسٹی کا نام دیا جائے تو شاید یہ اس کی خدمات کا صحیح عنوان ہوگا۔ ان صفحات میں صرف ایک پہلو یعنی عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق دار العلوم کی خدمات کا تذکرہ ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوئ نبوت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا، جس کا خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تو چھٹی صدی عیسوی میں مکہ میں مبعوث ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں قادیان کی ملعون بستی میں۔ پہلی بعثت کا دور تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہوگیا، اب چودھویں صدی سے قیامت تک دوسری بعثت و نبوت کا دور ہوگا۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تیرھویں صدی کے بعد کالعدم قرار دے کر خاتم النبیین کا منصب خود سنبھال لیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کا مخصوص

غلاموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچا سکے: اور ترقی کرے،
کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم (خلافت ترکیہ) کی عمل
داری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں
(مسلمانوں) کے حملوں سے بچ سکتے ہو؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ ایک
ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ
کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف..... جب میری جماعت میں
داخل ہوئے تو محض اس قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے
مخالف ہو گئے تھے امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے ان
کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین
کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی؟ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء
کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔"

(تبلیغ رسالت ج:۱۰ ص:۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۸۴)

سیاسی نبوت:

ختم نبوت کے صریح اعلان اور عقیدہ اسلامیہ کے متواتر الفاظ کے بعد یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص (جو دماغی طور پر معذور نہ ہو) سنجیدگی کے ساتھ دعویٰ نبوت بھی کر سکتا ہے، اس لئے اسود کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک مدعیان نبوت کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرو تو ہر مدعی نبوت کے دعویٰ کا کوئی نہ کوئی سیاسی یا معاشی محرک ضرور ملے گا۔ (الا یہ کہ کوئی شخص مراقی بخارات اور خشکی دماغ سے مجبور ہو کر یہ دعویٰ کرے تو بے چارہ معذور ہے) مرزا صاحب کی نبوت کے محرکات شاید پس منظر میں رہ جاتے لیکن بعض ایسے اسباب ایسے پیش آئے کہ مرزا صاحب کو (اپنی دونوں کتابوں میں) ان محرکات کی نشاندہی کرنا پڑی، ان محرکات میں سب سے قوی محرک سلطنت مغرب کی آمد تھی، جس نے مرزا صاحب کو دعویٰ نبوت کے لئے آمادہ کیا تھا اور یہی وہ "خفی" راز ہے کہ نبوت سے ابتدائی

معجزات کی تشکیل کرلی تھی۔ عیار انگریز نے قادیانی نبوت کا تخم سرزمین ہند (پنجاب) میں کیوں کاشت کیا؟ یہ سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے، مختصراً اس کے مقاصد حسب ذیل تھے:

الف:... ۱۸۵۷ء کے بعد اگرچہ انگریز کا پنجۂ استبداد ہندوستان پر پوری طرح گڑ چکا تھا، اور اسیرانِ قفسِ ہند کے لئے پھڑپھڑانے کی گنجائش بھی باقی نہیں رہنے دی گئی تھی، لیکن انگریز اس خطرے سے بے نیاز نہیں تھا کہ یہ بے بال و پر اسیرانِ قفس کسی موقع پر اپنی اسیری کے خلاف پھر بغاوت کر ڈالیں۔ ان کے "ذہنی مشغلہ" اور "روحانی توجہ" کے لئے ضروری تھا کہ نہ صرف مذاہبِ عالم کو (جن کا مرکز بدقسمتی سے اس وقت ہندوستان تھا) آپس میں ٹکرا دیا جائے بلکہ یہ بھی قرینِ آئینِ جہانداری تھا کہ ہر مذہب میں نئے نئے فرقے پیدا کئے جائیں اور پھر ہر فرقے میں نئی نئی شاخیں نکالا کر ہندوستان کو مذاہب و افکار کا نگار خانہ بنا دیا جائے، تاکہ آوازۂ حریت بلند کرنے کی اول تو کسی کو فرصت ہی نہ ملے، اور اگر کسی گوشے سے ایسی آواز اٹھے بھی تو اس افتراقی غلغلے کے شور میں دب کر رہ جائے، اور پرستارانِ مذاہب کی نظر میں وہ آواز صدائے بے ہنگام قرار دی جائے۔ "سفید آقا" کے عیارانہ فلسفے نے اسے "آزادیٔ مذاہب" کا تحفہ کہہ کر غلامانِ ہند کو عطا کیا تھا ـــــ اس دوڑ میں جو مذہبی کشتیاں لڑی گئیں ـــــ یا صحیح لفظوں میں یوں کہئے کہ غلامانِ ہند کو اس پر مجبور کیا گیا ـــــ اس کی مثال کسی قوم کے دورِ زوال میں ہی مل سکتی ہے، عروج و اقبال کا دور ان سے مبرا ہوتا ہے۔ اس دور میں کون کون سے فرقے وجود میں آئے؟ اور انہوں نے کیا کردار ادا کیا؟ اور ان سے اسلام اور ملتِ اسلامیہ کو کیا کیا نقصان پہنچا؟ ان سوالات سے پردہ اٹھانا اگرچہ ایک تلخ فریضہ ہے لیکن ہم آنے والے مورخ کے قلم کو اس سے نہیں روک سکتے۔ یہاں صرف قادیانی نبوت کو لیجئے جو انگریز کے سایۂ عاطفت میں پھل پھول رہی تھی، علمائے حق کی بچی قوت اس ایک فتنے کے استیصال میں خرچ ہوئی، اگر یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہندوستان میں نہ ہوتا تو غور کیجئے کہ ہندوستان کی تاریخ کا رخ کیا ہوتا؟ اور ۱۸۵۷ء میں جو چمن ہم سے مکمل غصب کرلیا گیا تھا اس کی بازیابی میں کتنی آسانی ہو جاتی؟

ب:... ایشیا، افریقہ بالخصوص برصغیر پر انگریزی تسلط کا مقصد صرف جسموں پر

محمدیہ میں شرکت کا دعویٰ کیا تھا، حضرت صدیق اکبرؓ نے "اللہ کی تلوار" (خالد بن ولیدؓ) کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا، یہ کذاب اپنے تئیں ہزار لشکریوں کے ساتھ حدیقۃ الموت کے دروازے پر واصل جہنم ہوا (حدیقۃ الموت اس باغ کا نام ہے جہاں مسیلمہ کذاب قتل ہوا)۔ صرف اس ایک معرکہ میں مسلمانوں کو "تحفظ ختم نبوت" کے لئے اتنی بڑی قربانی دینا پڑی کہ بارہ سو سے چودہ سو تک اشراف صحابہؓ شہید ہوئے۔ (عمدۃ القاری ج:۱۸ ص:۲۸۱) ان میں سات سو سے زیادہ اصحاب تھے جو قرّاء کہلاتے تھے، یعنی قرآن کریم کے حافظ، قاری اور متخصص عالم — حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبداللہ، حضرت عمرؓ کے برادر اکبر زید بن خطاب، خطیب الانصار ثابت بن قیسؓ بن شماس، مدرسہ نبوت کے سب سے بڑے قاری سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ان کے مولیٰ و مربی حضرت ابوحذیفہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آفتاب نبوت کے ان درخشندہ ستاروں کے نام سے حدیث و تاریخ کا کون سا طالب علم ناواقف ہے؟ ان میں سے ایک ایک کا وجود پوری امت پر بھاری تھا، یا یوں کہئے لفظوں میں بجائے خود امت تھا، لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مقتل یمامہ میں شمع نبوت کے ان پروانوں نے ختم نبوت پر کٹ مرنے کا کیا حسین منظر پیش کیا؟ گویا حافظ شیرازی نے انہی کی زبان سے کہا تھا:

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ختم نبوت کا تیسرا باغی طلیحہ اسدی تھا، جس کے مقابلے کے لئے وہی "اللہ کی تلوار" چلی، لیکن بہت سے لوگوں کو مروانے کے بعد اس نے راہ فرار اختیار کرنے میں عافیت محسوس ہوئی، ملک شام پہنچ کر مسلمان ہوا اور جھوٹے دعویٰ نبوت سے توبہ کی۔ غرض ان تمام مدعیان نبوت کا انجام دنیا کے سامنے ہے جنہوں نے دور نبوی میں نبوت کا دعویٰ کیا، اور صحابہ کرامؓ نے سیف و سنان سے ان کی تواضع کی۔ گویا صدر اول ہی سے امت مسلمہ کے لئے یہ اصول طے کر دیا گیا تھا کہ مدعیان نبوت کا فیصلہ مباحثہ مناظرہ کی بزم آرائیوں سے نہیں ہوتا بلکہ تلوار کی نوک اور نیزے کی انی اس کا فیصلہ چکاتی ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں اسلام کو جن فتنوں کا سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے بدترین اور منحوس فتنہ وہ تھا جسے دنیا "فتنہ قادیانیت" کے نام سے جانتی ہے۔ اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی (متوفی: ۱۳۲۶ھ) اور ان کے متعلقین کسی پر نیچریت کی اور کسی پر دہریت کی چھاپ تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت سے انگریز کو اس ذہنی ارتداد کے لئے دو اہم ترین فائدے نظر آئے، اول یہ کہ یہ تحریک صرف خواص اور پڑھے لکھے روشن خیال افراد تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ اس کا دائرہ کار عوام کی سطح تک پھیل جائے گا، دوم یہ کہ جو نظریات ملاحدان یورپ اور ان کے تنخواہ داران عزیز نیچریت و دہریت کی تہمت کی بنا پر مسلمانوں سے قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکے وہی نظریات "وحی والہام" کی سند سے قادیانی نبوت پیش کرے گی، اور مسلمان اس کے سامنے سر تسلیم خم کرلیں گے۔

مشرق و مغرب کے تمام ملاحدہ کے سارے افکار اور ان کی تمام جدوجہد کا خلاصہ اگر نکالا جائے تو یہ ہے کہ اسلام اپنی موجودہ شکل میں جو اس وقت مسلمانوں کے سامنے ہے (نعوذ باللہ) لائق اعتبار اور قابل اعتماد نہیں اور جن لوگوں نے قادیانی اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ٹھیک یہی خلاصہ قادیانی تحریک کے عقائد و افکار کا ہے، کسی قادیانی کے سامنے مرزا صاحب کے الہام کے خلاف کوئی آیت پڑھیے، کوئی حدیث پیش کیجئے، کسی صحابی کی سند لائیے، کسی امام و مجدد، کسی ولی و قطب کی تحریر پیش کیجئے۔ آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ اس کا ذہن ان میں سے کسی چیز پر بھی ایمان لانے یا اعتماد کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، ظاہر ہے کہ ذہنی ارتداد اور عقلی تشکیک کی یہ کیفیت انگریز اگر صرف مستشرقین کے حملوں اور لارڈ میکالے کے نظریہ تعلیم کی یورش کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتا تو اسے کامیابی نہ ہوتی یہی فلسفہ تھا کہ بہت سے تعلیم یافتہ افراد جو دہریت اور نیچریت کا شکار تھے، انہیں اپنے افکار و نظریات کے لئے جب الہامی سند مہیا ہوئی تو فوراً اس کی پناہ میں آگئے حکیم نور الدین، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، محمد احسن امروہوی اور مسٹر محمد علی لاہوری، قادیانیت کا ہراول دستہ ہے جو پہلے نیچری تھا پھر مرزائی ہوا۔

ح۲... ہندوستان کے سیاسی حالات کے پس منظر میں انگریز کو جس چیز نے

سب سے زیادہ بے چین کر رکھا تھا وہ اسلام کا مسئلہ جہاد تھا، جہاد کی تلوار انگریز کی جارحیت کے سر پر ہر وقت لٹک رہی تھی، اور انگریز اس تلوار کو ہمیشہ کے لئے توڑ دینا چاہتا تھا، یورپ کے مستشرقین نے اسلامی جہاد کے مسئلہ کو نہایت گھناؤنی شکل میں پیش کرنے کے لئے اگرچہ بہت سے صفحات سیاہ کئے، جناب سر سید صاحب اور مولوی چراغ علی وغیرہ نے بھی اس کی تعبیرات اس انداز سے کیں کہ جہاد کا دبدبہ اور اس کی ہیبت انگریز کے ذہن سے ختم ہو جائے، لیکن انگریز بدستور خوف زدہ رہا، اور جہاد کے عملی تجربوں نے جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی طرف سے دہرائے جاتے تھے، اسے بے چین کئے رکھا تا آنکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے وحی آسمانی کے ذریعہ اس کے آئندہ منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا، ظاہر ہے مستشرقین کے طومار اور سر سید کے افکار کا وہ وزن نہیں تھا جو مرزا قادیانی کے "الہام" کا ہو سکتا تھا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن، ان کے وجود کا سب سے بڑا مقصد، ان کی نبوت و مسیحیت کا سب سے بڑا کارنامہ اور ان کے الہامی تیر کا سب سے اہم نشانہ بھی مسئلہ جہاد ہے۔ باقی سب تمہید ہے اور یہی انگریز کی اس دور میں سب سے بڑی ضرورت تھی۔

د:... انگریز کے پاس اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے سی۔آئی۔ڈی کا بہت مضبوط جال موجود تھا، اور پھر مخبری کے لئے "کالے انگریزوں" کی ایک فوج کی فوج بھی خفیہ خدمات پر مامور تھی۔ جن میں ہر طبقہ اور ہر سطح کے لوگ تھے، ان میں "امیر" بھی اور "میر" بھی، "شریف" بھی اور "شاہ" بھی، نواب بھی تھے اور خان بہادر بھی، سفید پوش بھی تھے اور زاہد دین فروش بھی، علماء بھی تھے اور مشائخ بھی، طالب علم بھی تھے اور مریدان صفا کیش بھی، الغرض غلامانِ ہمہ صفت ہر سطح کے لوگ موجود تھے، جو "خدمات خاص" بجا لاتے اور سفیدۂ آقا کے دربار میں خلعت و خطابات سے نوازے جاتے۔

اس نازک دور میں سرکار کو بر وقت اطلاع دے دینا کہ فلاں فرد یا فلاں جماعت حضور گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ "خیالات" رکھتی ہے، معمولی خدمت نہ تھی، وارے نیارے ہو جاتے، انعام و اکرام کی بارش ہوتی، عزت و وجاہت کو چار چاند لگ جاتے،

جائدادیں تقسیم کی جاتیں، وہیں کی رومال پکڑ کر انگریز افسر کے حوالے کر دیتے پر "خان بہادر" کا لقب اور کئی مربعے جو کہ دل جاتی تاہم اب تک ایک "نبی" کی نشست خالی تھی، اس کے لئے جناب مرزا غلام احمد قادیانی (جو قادیان فرنگ کے پشتینی وفادار دیرینہ رہے تھے) سے بہتر اور کس شخصیت کا انتخاب موزوں ہو سکتا تھا؟ مرزا صاحب ایک نبی کی حیثیت سے اپنی امت سمیت "مردان احمد" کی خفیہ رپورٹ کی خدمت انجام دینے کے لئے مامور ہوئے یا مرزا صاحب کی اصطلاح میں یوں کہئے کہ انہیں اس کار خیر کی "وحی" والہام ہوا۔ یہ کہانی خود مرزا صاحب کی زبان سے بھی معلوم ہوگی، وہ لکھتے ہیں:

> "چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے ناسمجھ مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں (ظاہر ہے کہ دلوں کی بات تو مرزا صاحب کو وحی کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتی تھی۔ ناقل) میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا ہے، تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں، جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں، اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ (گورنمنٹ کی اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک نبی جو جبرائیل سے پوچھ پوچھ کر لوگوں کے نہایت مخفی ارادوں کی گورنمنٹ کو اطلاع دینے کے لئے میسر ہو۔ ناقل) کے خلاف ہیں، اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس

وقت نظر ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے
طلب کرے، اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ بھی ان نقشوں
کو ایک ملکی راز کی طرح (یعنی جیسے سی آئی ڈی کی اطلاع اور دوسری
لوگوں کے عقیدوں کے بارے میں گورنمنٹ کو اس سے بہتر خفیہ مواد
اور کہاں سے مل سکتا تھا۔ ناقل) اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی
ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان کے یہ ہیں۔"

(تبلیغ رسالت ج:۵ ص:۱۱)

چونکہ مرزا صاحب یہ کارِ خیر بقول ان کے نافہم، ناحق شناس، شریر اور مفسد مسلمانوں کے خلاف اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے انجام دے رہے تھے، کہ ان کی "سیاسی جماعت" کا سب سے اونچا فریضہ سمجھا جانا چاہئے۔ اور یہ مسلمان جن کو مرزا صاحب نافہم وغیرہ خطابات سے نواز رہے ہیں، اور جن کی مخبری کو فرض سمجھتے ہیں کر آقایانِ نعمت کا حق ادا کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں۔ ان کا کیا جرم ہے؟ یہ کہ ان کا دماغ فرنگی کافروں سے گلوخلاصی کی تدبیریں کیوں سوچنے لگتا ہے؟ اور ان کے دل آزادیٔ وطن کے لئے کیوں بےتاب ہیں؟ ان مسلمانوں کی مخبری صرف برٹش انڈیا ہی میں انجام نہیں دی جاتی تھی، بلکہ "ملاعلی" کا مطمح نظر یہ تھا کہ قادیانی مبلغ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر تمام بلادِ اسلامیہ میں پھیل جائیں، اور انگریزوں کی خدمات بجا لائیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تصنیف کر کے
بلاد شام و روم اور مصر و بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے، اور ان میں
اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے، اور بخوبی ظاہر کر دیا
کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔ اور ہزارہا
روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں، اور بعض شریف عربوں کو
وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا، اور بعض کو مکہ اور
مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے، اور اسی

طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار بارہ سو روپے کا خرچ تھا جو محض
نیک نیتی سے کیا گیا۔ اس سے بڑھ کر نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوگا کہ
جس کام پر آدمی مامور ہو اسے بصد شوق و رغبت بجا لائے۔
ناقل)۔" (تبلیغ رسالت ج:۳ ص:۱۹۲)

قادیان کی سیاسی نبوت نے "تبلیغ اسلام" کے پردے میں عالم اسلام میں سازشوں کے کیا کیا جال پھیلائے؟ مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کے لئے کیا کیا گیا؟ اور کیا کیا مخفی وجلی خدمات انجام دی گئیں؟ یہ تفصیل اس مقالہ کے احاطہ سے باہر ہے۔

۱: سب سے پہلا انکشاف:

یوں تو رد قادیانیت اور تحفظ ناموس رسالت کا کام کم و بیش قریباً تمام اسلامی فرقوں نے کیا، اور یہی کرنا بھی چاہئے تھا، مگر دارالعلوم دیوبند جو حضرت حاجی صاحبؒ کے بقول ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ دین کی خاطر وجود میں لایا گیا تھا، اسے اس سلسلہ میں چند ایسے امتیازات کا شرف حق تعالیٰ نے عطا فرمایا جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوسکا، سب سے پہلی بات تو یہی کہ قادیانی فتنہ کا جرثومہ ابھی رونما نہیں ہوا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے مرشد و مربی حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے بطور کشف اس کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی اور علمائے امت کو اس کی جانب متوجہ فرمایا۔ "تاریخ مشائخ چشت" میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ کے "ملفوظات طیبہ" سے نقل کیا ہے کہ حضرت پیر صاحبؒ حج پر تشریف لے گئے اور حجاز میں قیام کا ارادہ فرمایا، مگر حضرت قطب عالم حاجی صاحبؒ نے انہیں باصرار وتاکید ہندوستان کی واپسی کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

"در ہندوستان عنقریب یک فتنہ ظہور کند، شما ضرور در ملک خود واپس بروید، و اگر بالفرض شما در ہند خاموش نشستہ باشید تاہم آن فتنہ ترقی نکند و در ملک آرام ظاہر شود۔"

ترجمہ: ”ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ رونما ہوگا، آپ وطن واپس جائیے، اگر بالفرض آپ خاموش بھی بیٹھے رہیں تب بھی وہ فتنہ ترقی نہیں کرسکے گا، اور ملک میں سکون ہوجائے گا۔“

(بحوالہ ”بیس بڑے مسلمان“ ص:۹۸ طبع سوم)

اسی نوعیت کا واقعہ اس ناکارہ نے اپنے اکابر اساتذہ سے حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے بارے میں بھی سنا تھا کہ قادیانیت کے نفس ناطقہ حکیم نورالدین صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی کے دام میں پھنسنے سے پہلے) کسی ضرورت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حکیم جی کو بطور نصیحت فرمایا کہ قادیان سے ایک مدعی نبوت اٹھے گا، اس سے بحث ومناظرہ کی غرض سے بھی اس کے پاس نہ جائیو۔ (الخ)

۲: حضرت نانوتویؒ کا فتویٰ:

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے کسی جگہ ایک عجیب مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ ذہن میں اس قدر محفوظ ہے کہ زمانۂ نبوت میں تو حق تعالیٰ شانہ، اپنی منشا کا اظہار بذریعہ وحی فرماتے تھے مگر وحی کا سلسلہ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ بند ہوچکا ہے، اس لئے زمانۂ وحی کے بعد اگر کوئی معاملہ کسی پر مشتبہ ہوجائے اور اسے یہ معلوم کرنا ہو کہ اس معاملہ میں منشا خداوندی کیا ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ اولیاء اللہ اور عارفین کے قلوب کس جانب مائل ہیں؟ جس جانب ان اکابر کا رجحان ہو اسی کو منشا الٰہی کے مطابق سمجھنا چاہئے۔

یہ حق تعالیٰ شانہ کی حکمت بالغہ تھی کہ قادیانی فتنہ کے ظہور سے قبل ہی اکابر اولیاء اللہ کے قلوب کو اس کے رد وتعاقب کی طرف متوجہ فرمایا۔ قادیانی نبوت کا فتنہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) بانی دارالعلوم دیوبند کے وصال کے بعد رونما ہوا، مگر حق تعالیٰ نے ایک تقریب ایسی پیدا کردی کہ حضرت نانوتویؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کبریٰ پر ایک رسالہ ”تحذیر الناس“ تحریر فرمایا جس میں مسئلہ ختم نبوت کو اس قدر

مدلل فرمایا کہ قادیانی تاویلات کے تمام راستے مسدود ہو گئے۔ ختمِ نبوت پر اچھوتا استدلال کرتے ہوئے آپؒ تحریر کرتے ہیں:

"بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپؐ کے اور انبیاء موصوف بالعرض، اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (تمام انبیائے کرام کے آخر میں نہیں بلکہ ان کے) اول یا اوسط میں رکھئے تو انبیائے متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا، حالانکہ خود فرماتے ہیں: "ما ننسخ من اٰیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها۔"... اور انبیائے متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیائے متاخرین پر وحی آتی اور افاضۂ علوم کیا جاتا، ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟ سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدۂ محکم: "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔" کے جو نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہتے ہیں بشہادت آیت: "ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیء" جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی؟ اور اگر علوم انبیائے متاخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا "تبیانا لکل شیء" ہونا غلط ہو جاتا۔" (تحذیر الناس ص۳ مکتبہ قاسمیہ دیوبند)

حضرت نانوتوی قدس سرہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کبریٰ کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: زمانی، مکانی، مرتبی۔ ان کے نزدیک آیت کریمہ: "خاتم النبیین" خاتمیت کی تینوں اقسام پر حاوی ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار شرف و منزلت کے بھی خاتم النبیین ہیں، باعتبار زمانہ کے بھی، باعتبار مکان کے بھی:

"سو اگر (آیت میں خاتمیت کے تینوں اقسام کا) اطلاق اور عموم (مراد) ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (اگر

ان تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم مراد ہے تو وہ خاتمیت مرتبی ہو سکتی ہے۔ (اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ اور تصریحات نبوی مثل: ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔'' او کما قال، جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات، متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا (یعنی ختم نبوت زمانی کا) منکر بھی کافر ہوگا۔''

(تحذیر الناس ص:۹، ۱۰، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

اور ''جوابات محذورات عشرہ'' میں فرماتے ہیں کہ تحذیر الناس کے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک (آیت خاتم النبیین کی) وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں۔ اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔ سو پہلی صورت میں تو (جب کہ آیت کا مدلول مطابقی خاتمیت مرتبی کو قرار دیا جائے) تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی اگر در بارہ توجہ الی المطلوب مطابقی سے کم تر ہو، مگر دلالت ثبوت اور وثوق میں مدلول التزامی، مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی، کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے، اگر کسی

شخص نہ کسی عہدہ پر ممتاز فرماتیں، تو ادھر امیدوار قبول ظہور دجال بیٹھے
بے شک قبول بچھ نہیں سکتے، اور بعد وضوح وجہ بعثت پر بجائے درود
تحسین ہوتی ہے۔" (مناظرۂ عجیبہ ص:۷۰، مکتبہ قاسم العلوم کراچی)

"الغرض معنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ
وہ رخنے جو بصورت اختیار فقط زمانی وانکار ختم نبوت مرتبی پڑتے
نظر آتے تھے، بند ہوگئے، بلکہ قابل یہ خاتمیت زمانی بھی مدلول "خاتم
النبیین" رہی، البتہ دو شقوں میں سے ایک شق پر تو مدلول التزامی،
اور دوسری شق پر ..... مدلول مطابقی ہے۔"

(مناظرۂ عجیبہ ص:۴۲، ۴۳، مکتبہ قاسم العلوم کراچی)

حضرت نانوتوی قدس سرہ کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی "آخری نبی" ہونا قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کا منکر اسی طرح کافر ہے، جس طرح تعداد رکعات کا منکر کافر ہے، اور یہ کہ آپ کی خاتمیت مرتبی، خاتمیت زمانی کو مستلزم ہے، اگر آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں تو یقیناً آپ زمانی نبوت کے بھی خاتم ہیں۔ ..... اس تقریر سے قادیانی تحریف کرنے والوں کی ساری تحقیق غلط ہوجاتی ہے اور "خاتم النبیین" میں ان کی ساری تحریفات بے بنیاد ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پہلے شخص تھے جنہوں نے قادیانی تحریفات کو رد کیا اور قادیانی طائفہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں، ان کو متواترات دین کا منکر قرار دے کر ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔

فتویٰ تکفیر قادیانی:

اکابر لدھیانہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا تعاقب سب سے پہلے شروع کیا اور ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی نے تجدید کے بارے میں اپنے الہامات کو "وحی الٰہی" کی حیثیت سے براہین احمدیہ میں شائع کیا

لدھیانہ کے علماء (مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا اسمٰعیل رحمہم اللہ) نے جو حضرات دیوبند کے منتسبین میں سے تھے، فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ شخص مسلمان نہیں بلکہ اپنے عقائد ونظریات کے اعتبار سے زندیق اور خارج از اسلام ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ، دجال قادیان کے حالات سے پوری طرح واقف نہ تھے، اس لئے بعض لوگوں نے جو مرزا قادیانی سے حسن ظن رکھتے تھے علمائے لدھیانہ کی مخالفت میں حضرت گنگوہیؒ سے فتویٰ منگوالیا۔ ۱۲ر جمادی الاول ۱۳۰۱ھ کو علمائے لدھیانہ، دارالعلوم دیوبند کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے گئے اور قادیانی مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ اور دیگر اکابر سے بالمشافہ گفتگو فرمائی، رفع نزاع کے لئے دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کو جو صاحب کشف تھے، حکم تسلیم کیا گیا اور انہوں نے مندرجہ ذیل تحریری فیصلہ دیا:

''یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) لامذہب (دہریہ) معلوم ہوتا ہے، اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا، معلوم نہیں اس کو کس کی روح سے اُنسیت ہے۔ (عزازیل کی روح سے ہوسکتی ہے۔ ناقل) مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔''

اس تنقیح وتشریح کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروؤں کو زندیق اور خارج از اسلام قرار دیا۔ حضرت گنگوہیؒ تمام اکابر دیوبند کے مقتدا تھے، ان کا فتویٰ گویا پوری جماعت کا متفقہ فتویٰ تھا، یہی وجہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی اس ضرب کی ٹیس کو آخر زندگی تک محسوس کرتا رہا۔

مکتوب عربی میں مرزا قادیانی نے ان اکابر اُمت کو مندرجہ ذیل الفاظ سے نوازا ہے:

''اخرهم الشيطان الأعمى والغول الأغوى يقال له رشيد احمد الجنجوهي وهو شقي كالأمروهي ومن الملعونين.'' (انجام آتھم ص:۲۵۲، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۵۲)

علمائے حرمین کا فتویٰ:

مکہ ومدینہ (زادہما اللہ شرفاً وعظمۃً) اسلام کا مرکز و منبع ہیں۔ اور وہاں کے علمائے کرام کے فتاویٰ کو ہر دور میں عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اکابر دیوبند میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی قدس سرہ نے قادیانی کے خلاف کفر وارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا جس پر دیگر علمائے حرمین کے دستخط ہیں۔ (ملخصاً) (رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۱۲)

مسئلہ تکفیر اور علمائے دیوبند کا امتیاز

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جو فتوے صادر کئے گئے ان میں علمائے دیوبند کا ایک اور خصوصی امتیاز بھی نمایاں ہوا، اور وہ تھا ان کا مسلک اعتدال۔ مسئلہ تکفیر بہت ہی نازک مسئلہ تھا۔ ایک مسلمان کو کافر کہنا بہت ہی سنگین جرم ہے، اور دوسری طرف کسی کھلے کافر کو مسلمان کہنے پر اصرار کرنا بھی معمولی بات نہیں۔ بدقسمتی سے جس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کافرانہ دعوے کئے، عام طور سے لوگ اس مسئلہ میں افراط وتفریط کا شکار تھے، ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح کفریات پر اسے کافر کہنے کو خلاف مصلحت سمجھتا تھا اور دوسرا گروہ وہ تھا جس نے تہمتوں کے ساتھ کفر کے چھینٹے کا مشغلہ شروع کر رکھا تھا۔

پہلے گروہ کی تفریط قادیانی تحریک کو انگیز کر رہی تھی، اور قادیانی صاحب بڑے طمطراق سے ایسے لوگوں کو پیش کر دیتے تھے جو انہیں کافر نہیں سمجھتے اور دوسرے گروہ کے افراط نے خود مسئلہ تکفیر کی مٹی پلید کر دی تھی، اور قادیانی صاحب ان کے تکفیری فتووں کے طومار کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے یہ کہہ دیتے تھے کہ مولویوں کے پاس کفر دھرا رہتا ہے، یہ ہر شخص کو جو ان کے خیالات کے خلاف کوئی بات کہہ دے فوراً کفر کا تحفہ پیش کر دیا کرتے ہیں۔

ان دونوں گروہوں کا طرز عمل نہ صرف افسوسناک تھا بلکہ اس سے خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ خدانخواستہ ان لوگوں کی بے احتیاطی اور افراط وتفریط سے کفر واسلام کی حدود ہی مٹ کر رہ جائیں۔ حق تعالیٰ شانہ، علمائے دیوبند کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر اسلام اور کفر کے حدود کو ممیز کیا اور لوگوں کو بتایا کہ اسلام اور کفر کے درمیان

کا فاصل کیا ہے؟ اور وہ کون سی حد ہے جس کو عبور کر لینے کے بعد آدمی صریحاً اسلام سے خارج
ہو کر کفر کے خارزار میں جا پڑتا ہے۔ اس موضوع پر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے
"اکفار الملحدین فی شیء من ضروریات الدین" میں تحقیق و تنقیح کا حق ادا
فرمایا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اردو میں "وصول الافکار الی اصول الاکفار" نامی رسالہ
تحریر فرمایا، اور دیگر اکابر دیوبند نے بھی اس موضوع پر رسائل تحریر فرمائے۔ اس مسئلہ کو خوب
منقح کر دیا۔ اصول تکفیر پر مفصل لکھنے کی ان سطور میں گنجائش نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ وہ امور جن
کا دین محمدی میں داخل ہونا تواتر یا شہرت سے ثابت ہے، وہ "ضروریات دین" کہلاتے
ہیں۔ ان سب کو ایک ایک کر کے تسلیم کرنا اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا
تاویل کے ذریعہ ان میں سے کسی ایک کے مفہوم کو بدل ڈالنے کا نام کفر ہے۔ علمائے
دیوبند نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کی تحریرات پیش کر کے واضح کیا کہ یہ
لوگ "ضروریات دین" کے منکر ہیں، اس لئے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

بعض لوگوں نے اسلام اور کفر کے فیصلے کے لئے ایک آسان سا اصول تجویز
کر لیا ہے، جو شخص کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، بس وہ مسلمان ہے، نہ کہ کافر۔
ظاہر ہے کہ یہ اصول صریحاً غلط ہے، فرض کیجئے ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے، نماز روزے کا قائل
اور بہت سی عبادت و ریاضت بھی کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن کی فلاں آیت
ثابت نہیں، کیا ایسے شخص کو مسلمان تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب ذرا غور کیجئے کہ
قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا ہمیں کس ذریعہ سے معلوم ہوا؟ ہر شخص اس کا جواب یہی دے گا
کہ قرآن کا قرآن ہونا امت کے تواتر سے ثابت ہے۔ چودہ سو سال سے یہی قرآن
مسلمانوں کے پاس تواتر سے چلا آتا ہے۔ یہی قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حق
تعالیٰ شانہ کی طرف سے نازل ہوا تھا اس لئے اس کے کسی ایک حرف میں بھی شک و شبہ کی
گنجائش نہیں۔ بس جس طرح قرآن کریم کے ہم تک پہنچنے کا ذریعہ امت مسلمہ کا تواتر
ہے اور اس تواتر کا منکر کافر ہے، اسی طرح دین محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) میں سے
جو چیزیں بھی تواتر سے مسلسل چلی آتی ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ اور یہ

بروزی نبوت کا ڈرامہ اور مسیحیت و مہدویت کے دعوے ایک سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ ہیں اور ان کے پردہ میں مخصوص اغراض و مقاصد کارفرما ہیں۔ البتہ عام لوگ جو کسی غلط فہمی سے قادیانیت کے دام فریب کا شکار ہیں، ان کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر مرزائی لیڈروں نے جو غلط فہمیاں اُمت میں پھیلادی ہیں، ان کا ازالہ بھی لازم ہے۔ اس مقصد کے لئے علمائے دیوبند نے رد قادیانیت پر قلم اٹھایا اور قادیانی فتنہ پردازوں کے تمام شبہات کا جواب لکھا۔ اس موضوع پر جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں، غالباً کسی مذہبی تحریک پر اتنا لٹریچر تیار نہیں ہوا ہوگا۔

اس سلسلہ میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۳۵ھ) اور حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ ان حضرات نے اور ان کے احباب و تلامذہ نے قادیانیت سے متعلق ہر مسئلہ پر گرانقدر کتابیں تالیف فرمائیں۔ اور اُمت اسلامیہ کو قادیانی دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کردیں۔ یہاں اکابر دیوبند اور ان کے متوسلین کی تالیف کردہ کتابوں کی ایک مختصر سی فہرست پیش کی جاتی ہے:

۱:	الشہاب	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
۲:	القادیانی والقادیانیہ	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
۳:	ایمان و کفر	مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ
۴:	آئینہ قادیانی	محمد عبدالرحمن مونگیری
۵:	آئینہ کمالات مرزا	سید محمد علی مونگیری
۶:	المتنبی القادیانی	مولانا مفتی محمودؒ
۷:	التصریح بما تواتر فی نزول المسیح	مولانا انور شاہ کشمیریؒ
۸:	اکفار الملحدین	ایضاً
۹:	الاسس القادیانیہ لحرکۃ القادیانیۃ	سید عباس

نمبر	کتاب	مصنف
۷۹:	صحیفہ نمبر ۲۲	ایضاً
۸۰:	صولت محمدیہ بر فرقہ قادیہ	حافظ محمد عبدالسلام
۸۱:	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۱	محمد علی
۸۲:	عقیدۃ الاسلام	مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ
۸۳:	عشرہ کاملہ	جناب محمد یعقوب پٹیالویؒ
۸۴:	عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت	علامہ خالد محمود
۸۵:	عبرتناک موت	مولانا لال حسین اخترؒ
۸۶:	علامات قیامت اور نزول مسیح علیہ السلام	مولانا محمد رفیع عثمانی
۸۷:	فتویٰ تکفیر قادیان	مختلف بیانات علمائے اسلام
۸۸:	فیصلہ آسمانی حصہ اول	مولانا ابو احمد رحمانی
۸۹:	تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ دوم	ایضاً
۹۰:	فیصلہ آسمانی حصہ دوم	ایضاً
۹۱:	فیصلہ آسمانی حصہ سوم	ایضاً
۹۲:	فتنہ مرزائیت	محمد امیر الزمان کشمیری
۹۳:	فتنہ قادیانیت	مولانا محمد تقی
۹۴:	فتنہ مرزائیت اور مسئلہ ختم نبوت	محمد اکرم زاہد
۹۵:	قادیانی نبوت	ابو سیف عتیق الرحمن فاروقی
۹۶:	قادیانی فتنہ	مولانا عتیق الرحمن
۹۷:	قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۹۸:	قادیانی نبوت کا خاتمہ	مفتی محمد نعیم لدھیانوی
۹۹:	قادیانی مفتی کا جھوٹ اسہال میں وصال	مولانا لال حسین اخترؒ
۱۰۰:	قادیانیت	مولانا ابو الحسن علی ندویؒ
۱۰۱:	قادیانی دجل کا جواب	قاضی مظہر حسین چکوال

۱۲۳:	مرزا قادیانی اور غیر محرم عورتیں	مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ
۱۲۴:	مسلمانوں کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ با تبصرہ	مولانا لال حسینؒ
۱۲۵:	مرزا بشیر الدین (خلیفہ قادیانی جواب دیں)	مولانا محمد علی جالندھریؒ
۱۲۶:	نزول مسیح	مولانا بدر عالم صاحبؒ
۱۲۷:	نبوت قادیانی	انجمن تائید اسلام
۱۲۸:	نصرت اسلام (مناظرہ مابین خالد محمود اور قاضی نذیر)	
۱۲۹:	وزیر خارجہ	جانباز مرزاؒ
۱۳۰:	ہدایت المفتری من غوایت المفتری	مولانا محمد عبدالغنی خانؒ
۱۳۱:	مرزائی نامہ	مولانا مرتضیٰ احمد میکشؒ
۱۳۲:	چودہ معیار تکلی	مولانا منظور احمد

یہ معلوم کتابوں کی فہرست ہے ورنہ تلاش و جستجو کی جائے تو بہت سی کتابیں اور بھی ہوں گی، جو اب نایاب ہو چکی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب "قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت" مطبوعہ عالمی مجلس ملتان۔

میدان مباحثہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری تگ و دو کاغذی پتنگ بازی تک محدود تھی۔ انہوں نے علمائے امت کو للکارنے اور پھر قادیان کے "بیت الفکر" کے گوشہ عافیت میں پناہ گزیں ہو جانے کا فن بطور خاص ایجاد کیا تھا۔ مرزا صاحب کی اس حکمت عملی سے مباحثہ کی اول تو نوبت ہی نہ آتی، اگر مرزا صاحب کی بدقسمتی سے اس کا موقع آہی جاتا تو ان کی شکست و ناکامی ہی "فتح مبین" کا پردہ اختیار کر لیتی تھی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات کا مختصر تذکرہ کافی ہوگا:

۱..... ۳۰ جنوری ۱۸۹۱ء کو مرزا صاحب نے علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج کیا کہ حیات مسیح پر مجھ سے مناظرہ کر لیں۔ علمائے لدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم آج سے آٹھ سال

پہلے آنجناب سے کفر و خروج از اسلام کا فتویٰ دے چکے ہیں، اس لئے کوئی جگہ تجویز کرکے ہمیں مطلع کیجئے۔ ہم بلا تاخیر وہاں پہنچ جائیں گے۔ آنجناب پہلے اپنا اسلام ثابت کرکے دکھائیں، اس کے بعد حیاتِ مسیح اور دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہوجائے گی۔ لیکن مرزا صاحب نے اس کے جواب میں "خموشی معنیٰ دارد کہ در گفتن نمی آید" پر عمل کیا۔ اور علمائے لدھیانہ کا چیلنج آج تک قائم ہے۔ کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا، نہ ان شاء اللہ قیامت تک دے سکتا ہے (اس مباحثے کی روئداد رئیس قادیان جلد دوم مؤلفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری میں ملاحظہ فرمائیے)۔

۲:... مرزا صاحب کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے سیرة المہدی صفحہ ۲۳۸ جلد اوّل میں مرزا صاحب کے پانچ مباحثوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک آریہ سے ہوا، ایک عیسائی اور تین مسلمانوں سے۔ بدقسمتی یہ کہ ان میں سے چار کی روئداد پڑھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب میدان چھوڑ کر بھاگے۔ اور بعد میں ان کی یہ شکست "فتح مبین" قرار پائی..... اور پانچویں مباحثے میں تو مولانا عبدالحکیم کلانوری نے مرزا صاحب سے دعویٰ نبوت سے توبہ کرائی، اور ان سے یہ تحریر لی کہ وہ آئندہ نبوت کا لفظ استعمال نہیں کیا کریں گے۔ یہ ان کی پہلی فتح مبین تھی۔ لیکن بعد میں مرزا صاحب نے توبہ توڑ ڈالی، اور اس تحریری توبہ نامے سے انحراف کیا، یہ ان کی دوسری فتح مبین تھی (اس کی تفصیل مرزا صاحب کے اشتہارات میں موجود ہے)۔

۳:... مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ مباحثات کی وادیٔ پُرخار میں ان کے پاؤں شل ہوچکے ہیں اور مباحثوں میں ان کی ذلت نما "فتح" دن بدن نمایاں ہورہی ہے تو انہوں نے الہامی اعلان کردیا کہ وہ آئندہ علماء سے مباحثہ نہیں کیا کریں گے۔ (انجام آتھم ص:۲۸۲) یہ مرزا صاحب کی فتح کا آخری اعلان تھا۔

۴:... مرزا صاحب کے اس بہادرانہ اعلان کے بعد لازم تھا کہ قادیانی صاحبان کبھی مناظرہ و مباحثہ کا نام نہ لیتے لیکن انہیں شاید یہ احساس تھا کہ وہ علم و فضل اور فہم و دانش میں مرزا صاحب سے فائق ہیں، اس لئے اگر مرزا صاحب نے مناظروں اور مباحثوں سے

"توبہ کرنی ہے تو یہ قسم صرف انہی کی ذاتی لیاقت سے متعلق ہے، ان کی امت پر اس کی تعمیل واجب نہیں، چنانچہ قادیانی صاحبان، مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد بھی مناظرہ کے چیلنج کرتے رہے (خود مرزا صاحب کی زندگی میں بھی، اور ان کے انتقال پر ملال کے بعد بھی)۔ مناظروں کی نوبت آخر پیش آئی، نتیجہ وہی "فتح" بصورت شکست۔ مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، جو دارالعلوم دیوبند کے رئیس المناظرین تھے، اور جنہیں قادیانی مناظروں سے گفتگو اور مباحثہ کے بہت سے مواقع پیش آتے تھے، قادیانی مباحثوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علمائے اسلام نے مرزا صاحب کی لغویات باطلہ کا پورا رد اور خود ان کا کذب و مفتری ہونا ایسا ثابت کر دیا کہ منصف کے لئے تو کافی ہی ہے، مرزائی ہٹ دھرموں کے بھی منہ بند کر دیئے اور قلم توڑ دیئے، اور ان کو جواب کی تاب نہ رہی، لہٰذا اب نہ مناظرہ کی ضرورت، نہ مباہلہ کی، فقط جاہل مریدوں کو جہنم تک پہنچانے کے لئے یہ روش اختیار کی جاتی ہے کہ کبھی مناظرہ کا اشتہار، کبھی مباہلہ کا چیلنج، اور نہ وہ مناظرہ کریں نہ مباہلہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہمیں عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ علمائے اسلام نے فرض ادا فرما دیئے، اور حق بات بتا دی اور تسلیم نہ کرنا یہ محض ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے، درست مناظرے بھی ہو چکے، اور جس کو فتح دینی تھی اور جس کو ذلیل کرنا تھا وہ بھی ہو چکا....

سرور شاہ (قادیانی) سے ہر دفعہ مونگیر سے دریافت کر لو، حافظ روشن علی صاحب، اللہ دتہ صاحب، احمد صاحب شاہجہانپوری، غلام رسول پنجابی (قادیانی مناظر) ان میں سے جو زندہ ہوں ان سے دریافت

کرلو...... موضع مونگیر و بھاگلپور کے رہنے والوں سے دریافت کرلو...... (مونگیر کے مناظرہ میں) جب ذلت کی کوئی حد باقی نہ رہی تو اسے بڑھ کر فرمایا: "یہ بھی حضرت کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ ایک جماعت ہمیں ذلت ہوگی۔" جی ہاں! کیوں نہیں؟ آخر اسی پر بقیہ وہ مرگئے جب بھی خدا کا یہ پیش گوئی آج پوری ہوئی۔"

(صحیفۂ حق ص:۳،۲)

۵:... علمائے دیوبند کے جواب میں ۱۲ جولائی ۱۹۳۵ء کے "الفضل" میں خاص مرزا محمود صاحب کے قلم سے قرآن دانی کے دو چیلنج شائع ہوئے۔ مولانا سید مرتضیٰ حسن دیوبندی نے "قادیان میں قیامت خیز بھونچال" میں اس کا جواب تحریر فرمایا۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں:

"دونوں پرچوں کے مضامین کے جواب کا نام "واقعۃ الواقعہ" اور لقب "عذاب اللہ الشدید علی المنکر العنید" ہے، جس میں ڈیڑھ درجن سے زیادہ قادیانیوں کی وہ شکستیں اور علمائے دیوبند کی وہ صاف اور ظاہر فتحیں اور قیامت خیز قسمیں بیان کی گئی ہیں کہ مرزا محمود صاحب تو کیا اگر خود بالفرض مرزا صاحب بھی بروز فرما ہوں تو ان کو خدا بچائے۔ بجز اقرار یا سکوت اور مبہوت رہنے کے کوئی چارہ ہی نہ ہوگا۔ چونکہ وہ رسالہ طویل ہو گیا ہے، طبع میں کچھ دیر ہوگی، اس لئے وجہ صرف خلیفہ صاحب کے چیلنج کے متعلق یہ "زلزلۃ الساعۃ" تمہید کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔"

اس کے بعد حضرت نے مرزا محمود صاحب کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تین ہفتہ میں اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی، مگر مرزا محمود نے حسب سابق خاموشی میں ہی مصلحت سمجھی۔ اس کے بعد حضرت نے بھی سکوت ہی اختیار فرمایا۔ اسی رسالہ میں خلیفہ صاحب کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صاحب زادہ صاحب! آپ! اور معارف قرآنیہ بیان فرمائیں؟ اور وہ بھی علمائے دیوبند کے سامنے؟

دہلی زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے
بے جیسے بولے مشک فروشوں کے سامنے

سن لو! ایک منٹ میں فیصلہ ہوتا ہے، ہمارا خیال ہے کہ معارف قرآنیہ تو درکنار؟ آپ تو علمائے محققین کے دو چار ورق بھی صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر ان کی عبارت کا صحیح مطلب بیان نہیں کرسکتے، بٹالہ، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، اور تمہارا جی چاہے تو قادیان چلے چلو، محققین اسلام نے جو کتابیں لکھی ہیں اور جن معارف الٰہیہ کو بیان کیا ہے، جو جگہ ہم تجویز کریں اس جگہ سے کتاب کے دو ورق کی صحیح عبارت مجمع عام میں پڑھ کر بامحاورہ ترجمہ کرنے کے بعد مطلب صحیح بیان کردو، اگر مطلب غلط بیان کیا تو اسی مجمع میں آپ پر اعتراض کیا جائے گا، آپ جواب دیں، اگر آپ نے صحیح عبارت پڑھ کر صحیح مطلب بیان کردیا تو ہم مجمع عام میں یہ اقرار کریں گے کہ مرزا محمود صاحب کو عبارت پڑھنے کا سلیقہ ہے۔" (ص:۸)

مرزا محمود نے اس کے جواب میں ایسی چپ سادھی کہ "قبر سے نعشت کر بہت" کا مضمون صادق آیا۔

۷:... مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ نے ایک رسالہ "اول السبعین" کے نام سے تحریر فرمایا، جس میں لاہوری جماعت کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود صاحب سے مسئلہ نبوت کے بارے میں ان کے مذہب کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ستر سوالات کئے، اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جواب خواہ دونوں امیر صاحبان خود لکھیں، یا اپنے کسی ماتحت سے لکھوائیں، مگر دستخط ان دونوں صاحبوں کے ہونے لازم ہیں۔ قادیانی امت کے ذمہ داروں پر رسالے کے جواب میں جب سے اب تک خاموشی ہے۔

مباحثہ مونگیر کا تذکرہ مولانا مرتضیٰ حسنؒ کی سوانح میں ابھی اوپر گزر چکا ہے جس میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور مرزائیوں کے امیر وفد سرور شاہ کو بھی ذلت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ اسی نوعیت کا ایک مباحثہ فیروز پور میں ہوا، جس میں قادیانیوں نے من مانی شرائط پر مناظرہ کیا۔ لیکن علمائے دیوبند کے ہاتھوں وہ شکست کھائی کہ انہیں مدت تک نہ بھولی۔ اس مباحثہ کا مختصر سا تذکرہ "بیس بڑے مسلمان" میں بالفاظ ذیل کیا گیا ہے:

"فیروز پور میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا۔ اور عام مسلمانوں نے جو فن مناظرہ سے ناواقف تھے مرزائیوں کے ساتھ بعض ایسی شرائط پر مناظرہ طے کرلیا، جو مسلمان مناظرین کے لئے خاصی پریشان کن ہوسکتی تھیں۔ دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے صدر مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت (مولانا محمد انورؒ) شاہ صاحب کشمیریؒ (کے مشورے سے مناظرے کے لئے) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تجویز ہوئے۔ یہ حضرات جب فیروز پور پہنچے تو مرزائیوں کی شرائط کا علم ہوا کہ انہوں نے کس طرح دھاندلی سے من مانی شرائط سے مسلمانوں کو جکڑ دیا ہے، اب دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان شرائط پر مناظرہ کیا جائے یا پھر انکار کردیا جائے، پہلی صورت مضر تھی، دوسری صورت مسلمانان فیروز پور کے لئے ذلت کا باعث ہوسکتی تھی کہ دیکھو تمہارے مناظر بھاگ گئے۔ انجام کار انہی شرائط پر مناظرہ کرنا منظور کرلیا گیا، اور حضرت شاہ صاحبؒ کو تار دے دیا گیا۔ اگلے روز مقررہ وقت پر مناظرہ شروع ہوگیا اور عین اسی وقت دیکھا گیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ بنفس نفیس

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، انہوں نے آتے ہی اعلان فرمادیا کہ جائیے ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم نے جتنی شرائط مسلمانوں سے منوائی ہیں، اتنی شرائط اور منوالی ہوتیں۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں، مناظرہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو، چنانچہ اسی بات کا اعلان کردیا گیا، اور مفتی صاحبؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سید بدر عالم صاحبؒ نے مناظرہ کیا، اس میں مرزائیوں کی جو درگت بنی، اس کی گواہی آج بھی فیروز پور کے در و دیوار دے سکتے ہیں، مناظرے کے بعد شہر میں جلسہ عام ہوا، جس میں حضرت شاہ صاحبؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تقریریں کیں، یہ تقریریں فیروز پور کی تاریخ میں یادگار رہنماؤں کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو قادیانی دجل کا شکار ہوچکے تھے، اس مناظرہ اور جلسے کے بعد اسلام میں واپس لوٹ آئے۔" (بیس بڑے مسلمان ص:۳۹۳ طبع سوم)

خلاصہ یہ کہ مرزائیوں کے ساتھ علمائے دیوبند کے سینکڑوں تقریری و تحریری مباحثے ہوئے اور بحمد اللہ ہر موقع پر قادیانیوں کو میدان ہارنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں علمائے دیوبند کی جانب سے متواتر ایک سال تک اشتہارات بھی نکلتے رہے مگر قادیانیوں نے جواب دہی سے توبہ کرلی۔

۷۔ عدالت کے کٹہرے میں:

مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں سیالکوٹ کچہری میں محرر کے فرائض انجام دیتے تھے، نیز اسی زمانہ میں مختاری کے امتحان کی بھی تیاری کی تھی جس میں ناکامی ہوئی، اس لئے مرزا غلام احمد اور اس کی ذریت کو "مقدمہ بازی" کا خوب شوق تھا، لیکن قسمت کا پھیر کچھ یہ تھا کہ انہیں ہمیشہ ناکامی ہی ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں جو مقدمہ

جاری ہوئی اس کا تذکرہ قادیانی لٹریچر میں بھی موجود ہے، ان مقدموں کی روئداد محترم مرزا جاوید مرزا کی کتاب "مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں" نیز مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی کتاب "رئیس قادیان" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ یہاں صرف دو مقدموں کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی طبعی جبلت کے مطابق حضرت مولانا کرم الدین صاحب سکنہ موضع بھیں جہلم (حضرت مولانا قاضی مظہر حسین چکوالی کے والد ماجد) کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال کیے تھے، مولانا نوجوان تھے انہوں نے مرزا قادیانی کو عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا، اور جہلم میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کر دیا۔ قادیانی گروہ نے یہ مقدمہ جہلم سے گورداسپور منتقل کرا لیا۔ بہرحال یہ مقدمہ ایک طویل مدت تک مرزا قادیانی اور ان کی ذریت کے لئے تماشہ عبرت بنا رہا۔ بالآخر عدالت ماتحت نے مرزا قادیانی کو مجرم قرار دیتے ہوئے اس پر جرمانہ عائد کیا، جو عدالت بالا میں قادیانی اپیل پر معاف کیا گیا۔ اس مقدمہ کی دلچسپ روئداد اسی زمانہ میں سراج الاخبار جہلم اور دیگر اخبارات میں شائع ہوتی رہی۔ بعد ازاں "تازیانہ عبرت" کے نام سے دوبارہ کتابی شکل میں بھی شائع ہوئی، جو جناب مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

۲:...دوسرا "مقدمہ بہاولپور" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مقدمہ کی تقریب یہ ہوئی کہ ایک مسلمان لڑکی مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش کا شوہر مسمی عبدالرزاق ولد جان محمد اسلام سے مرتد ہو کر مرزائی بن گیا تھا، زوجہ کی طرف سے ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ کی عدالت میں دعویٰ کیا گیا کہ:

> "مدعیہ اب تک نابالغ رہی ہے، اب عرصہ دو سال سے بالغ ہوئی ہے، مدعا علیہ نے بعد نکاح مدعیہ کے مذہب اہل سنت والجماعت ترک کر کے قادیانی مرزائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور اس وجہ سے وہ مرتد ہو گیا ہے، اس کے مرتد ہونے کے باعث مدعیہ اب اس کی منکوحہ نہیں رہی، کیونکہ وہ شرعاً کافر ہو گیا ہے، اور بموجب احکام

شرع شریف بوجہ ارتداد مدعا علیہ، مدعیہ مستحق انفراق زوجیت ہے
اس لئے ڈگری تنسیخ نکاح بحق مدعیہ صادر کی جاوے، اور یہ قرار دیا
جاوے کہ مدعیہ بوجہ مرزائی ہوجانے مدعا علیہ کے اس کی منکوحہ جائز
نہیں رہی، اور نکاح بوجہ ارتداد مدعا علیہ قائم نہیں رہا۔"

(فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص:۵ طبع اول)

یہ مقدمہ ابتدائی عدالت سے دوبار چیف کورٹ تک پہنچا اور وہاں سے باین حکم ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں واپس کردیا گیا کہ "مستند مشاہیر علمائے ہند کی شہادت لے کر بروئے احکام شرع شریف فیصلہ کیا جاوے۔"

اگرچہ یہ مقدمہ سات سال سے چل رہا تھا اور مدعا علیہ قادیانی بڑے فخر سے اعلانیہ کہتا تھا کہ قادیان کا خزانہ اور منظم جماعت اس کی پشت پر ہے، مگر مسلمانوں نے اسے ایک شخص کا مقدمہ سمجھا، اور مدعیہ کی مالی امداد کی طرف بھی توجہ نہ کی، لیکن ڈسٹرکٹ عدالت نے — جو اس مقدمہ کی سماعت کے لئے ریاست کے سربراہ نے بطور کمیشن مقرر کی تھی — فریقین کو اپنے اپنے مسلک کے مستند اور مشاہیر علماء کو بغرض شہادت پیش کرنے کا حکم دیا تو مسلمانان بہاولپور کا احساس بیدار ہوا کہ کہیں مدعیہ کی کسمپرسی و ناداری اسے شہادت شرعی پیش کرنے سے قاصر نہ رکھے۔ چنانچہ انجمن مؤید الاسلام بہاولپور نے مدعیہ کی جانب سے اس مقدمہ کی پیروی شروع کردی۔ بالآخر دو سال کی کامل تحقیق و تنقیح کے بعد ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو عالی جناب محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے اس مقدمہ کا تاریخی فیصلہ مدعیہ کے حق میں صادر کرتے ہوئے قرار دیا کہ:

"مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب
کاذب مدعی نبوت ہیں، اس لئے مدعا علیہ (عبدالرزاق قادیانی)
بھی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا، لہٰذا
ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ جاری کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد
مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی، مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی از اں مدعا

علیحدگی کی حقدار ہوئی۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص:۱۰۴)

یا ایک مسلمان ریاست کے مسلمان جج کا تاریخی فیصلہ تھا جو اسلام اور مرزائیت کی پوری تحقیق کے بعد صادر کیا گیا، اور پھر ایک ایسی عدالت کی جانب سے تھا جس کی حیثیت عدالت خاص کی تھی اس لئے یہ فیصلہ آئندہ کے لئے نشان راہ ثابت ہوا، اور بعد ازاں آئندہ اس قسم کے تمام فیصلے اسی کے مطابق ہوئے۔ حضرات اکابر دیوبند نے اس مقدمہ میں جو کارنامہ انجام دیا اس کا تعارف کراتے ہوئے مولانا ابوالعباس محمد صادق نعمانی، جن کی وساطت سے یہ فیصلہ شائع ہوا تحریر فرماتے ہیں:

"مدعیہ کی طرف سے شہادت کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، حضرت مولانا محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور اور مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند پیش ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری نے تمام ہندوستان کی توجہ کے لئے جذب مقناطیسی کا کام کیا، اسلامی ہند میں اس مقدمہ کو غیرفانی شہرت حاصل ہوگئی، حضرات علمائے کرام نے اپنی اپنی شہادتوں میں علم و عرفان کے دریا بہادیئے اور فریق مخالف مرزائیہ کا کفر و ارتداد روز روشن کی طرح ظاہر کردیا، اور فریق مخالف کی جرح کے نہایت مسکت جواب دیئے۔

خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہادت میں ایمان، کفر، نفاق، زندقہ، ارتداد، ختم نبوت، اجماع، تواتر، متواترات کے اقسام، وحی، کشف، الہام کی تعریفات اور ایسے اصول و قواعد بیان فرمائے جن کے مطالعہ سے ہر ایک انسان علی وجہ البصیرت بطلان مرزائیت کا یقین کامل حاصل کرسکتا ہے۔

پھر فریق ثانی کی شہادت شروع ہوئی، مقدمہ کی پیروکاری اور

خوش قسمتی سے اکابر دیوبند میں کوئی نہ کوئی ایسی شخصیت موجود رہی ہے جو اپنے دور میں مرجع خلائق تھی، جس کے دل کی دھڑکنیں امت مسلمہ کے جذبہ جہاد کو بیدار رکھتی تھیں، جسے علماء و مشائخ میں قطبیت کبریٰ کا مقام حاصل تھا، جس کا سینہ عشق رسالت کے نور سے منور تھا، اور جس کے انفاس قدسیہ زندیقان قادیاں کے کفر و ارتداد کے لئے آتش سوزاں کا حکم رکھتے تھے۔

گزشتہ سطور میں قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ اور ان کے خلیفۂ ارشد حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ کے بعد یہ قیادت و سیادت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے حصہ میں آئی جن کا وجود ہی انگریز اور انگریزی حکومت سے بغاوت کا نام تھا، یو پی کے انگریز گورنر جیمس مسٹن کے بقول:

"اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچہ سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔"

"اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی بھی کر دی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کے خلاف عداوت ٹپکے گی۔"

(بحوالہ "بیس بڑے مسلمان" ص: ۱۲۲ طبع سوم)

"اور "ریشمی خطوط" سازش کیس کے مرتبین کے الفاظ میں (حضرت شیخ الہندؒ) "حضرت مولانا" بھی کہا جاتا ہے۔ ریشمی خطوط کے مکتوب الیہ، مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے صدر مدرس، پارسائی اور تقدس کے لئے مشہور، ان کے مرید جن میں سربرآوردہ مسلمان بھی ہیں، ہندوستان بھر میں ہیں.....

ہندوستان میں "اتحاد اسلامی کی سازش" میں مولانا کی یہ رہنمایانہ قائدانہ شخصیت بڑی سرگرم رہی ہے۔" (تحریک شیخ الہند انگریزی سرکار کی زبانی ص: ۲۱، ۲۲ شائع کردہ مکتبہ رشیدیہ ۳۲ - شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے چونکہ انگریزی ذریت (قادیانی ٹولہ) سے نہیں بلکہ براہ راست قادیانی نبوت کے خالق (انگریز بہادر) سے ٹکرا رہے تھے لیکن انہوں نے ذریت برطانیہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ "القول الصحیح فی مکائد المسیح" نامی فتویٰ کا تذکرہ اوپر کر چکا ہوں، جس میں کذاب قادیان کی عبارتیں درج کر کے اس کے کفر و ارتداد کا فتویٰ علمائے دیوبند کی جانب سے مرتب کیا گیا ہے، حضرت شیخ الہندؒ اس پر تحریر فرماتے ہیں:

(کل جوابات حق ہیں)

"مرزا ــــ علیہ ما یستحقہ ــــ کے عقائد و اقوال کا کفریہ ہونا ایسا بدیہی مضمون ہے کہ جس کا انکار کوئی منصف تو کر نہیں کر سکتا۔ جس کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔" (مہر) (بندہ محمود عفی عنہ دیوبندی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند)

حضرت شیخ الہند کے بعد آپ کے تلامذہ نے، جو آسمان علم و فضل اور تقدس و تقویٰ کے مہر و ماہ تھے، قادیانی نبوت کا تعاقب کیا، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور دیگر اکابر نے اس تحریک کا علم بلند کیا۔

اس دور کے امام و مقتدا حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ تھے، فتنہ قادیانیت کی شدت نے حضرت کشمیریؒ کو جس طرح بے آب کی طرح بے چین اور مضطرب کر دیا تھا حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ "نفحة العنبر فی هدی الشیخ الانور" میں حضرت کشمیریؒ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

"جب یہ فتنہ پھیلا تو مصیبت عظمیٰ سے غم اور اضطراب کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ کئی کروٹ چین نہ تھا راتوں کی نیند حرام ہو گئی، مجھے قلق تھا کہ قادیانی نبوت سے دین میں ایسا رخنہ واقع ہو جائے گا جس کو بند کرنا دشوار ہوگا۔ اس قلق و

اضطراب اور بے چینی میں چھ مہینے گزر گئے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے
میرے دل میں القا کیا کہ عنقریب اس فتنہ کا شور و شغب ان شاء اللہ
جاتا رہے گا، اور اس کی قوت و شوکت ٹوٹ جائے گی، چنانچہ ایک
طویل مدت کے بعد میرا اضطراب رفع ہوا اور سکونِ قلب نصیب
ہوا۔" (ص:۴۰۲ نفحۃ العنبر جدید)

حضرت کشمیریؒ نے اس اضطراب و بے چینی کا اظہار اپنے بعض قصائد میں بھی کیا ہے، ایک طویل عربی قصیدہ میں جو "اکفار الملحدین" میں طبع ہوا ہے، آپ نے قادیانی فتنہ کی شدت و گہرائی کی طرف اُمتِ اسلامیہ کو متوجہ فرمایا ہے، اس قصیدہ کا دردِ بیان، قلق و اضطراب آج بھی اُمتِ اسلامیہ کا خون گرمادینے کی صلاحیت رکھتا ہے:

"الا یا عباد اللہ قوموا وقوموا
خطوبا المت ما لھن یدان"

ترجمہ:... اے اللہ کے بندو! اٹھو اور ان فتنوں کے کس بل
نکال دو، جو ہرجگہ چھارہے ہیں، اور جن کے برداشت کرنے کی تاب
وتاب نہیں رہی۔

"ولقد کاد ینقض الھدی ومنارہ
وزعزع عبر ما لذاک تدان"

ترجمہ:... ان فتنوں کی شدت سے ہدایت کے نشانات
مٹا چاہتے ہیں، خیر و صلاح معدوم ہے اور پھر اس کے تدارک کی
کوئی صورت نہیں بن پڑے گی۔

"یسب رسول من اولی العزم فیکم
تکاد السماء والارض تنفطران"

ترجمہ:... ایک اولو العزم رسول (سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام)
کو تمہارے سامنے گالیاں دی جارہی ہیں قریب ہے کہ قہرِ الٰہی سے

زمین وآسمان پھٹ پڑ گیا۔

"وحـــارب قـــوم ربـهـــم ونـبـيـه
فـقـــومـوا لـنـصـر الله اذ هـو دان"

ترجمہ:… بے شک نابکار قوم (مرزائیوں) نے اپنے رب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی چھیڑ رکھی ہے، پس اللہ کی مدد کے لئے اٹھو کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔

"وقد عيل صبري في انتهاك حدوده
فـهـــل ثـــم داع او مـــجـيـــب اقامي"

ترجمہ:… حدود اللہ کو توڑتے دیکھ کر صبر کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے، پس کیا اس بھری دنیا میں کوئی حدودِ الٰہی کے تحفظ کے لئے پکارنے والا، میری دعوت پر لبیک کہنے والا ہے؟

"واذ عز خطب جئت مستنصرا بكم
فـهـــل ثـــم غـوث يـالـقـوم يـدانـي"

ترجمہ:… اور جب مصیبت حد برداشت سے نکل گئی تب میں نے مدد کے لئے تمہارے دروازے پر دستک دی، پس اے قوم! کیا کوئی فریاد رس ہے جو آگے بڑھ کر میرے دکھ درد میں شریک ہو جائے؟

"لـعـمـري لـقـد نـبـهـت من كـان نـائـمـا
واسـمـعـــت مـن كـانـت لـه اذنـان"

ترجمہ:… بقسم! میں ان لوگوں کو جو خواب غفلت میں مست تھے، بیدار کر چکا ہوں اور ہر ایسے شخص کو جسے قدرت نے سننے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، سنا چکا ہوں۔

"وناديت قوما في فريضة ربهم
فهل من نصير لي من اهل زمان"

ترجمہ:... اور میں قوم کو ان کے رب کی جانب سے عائد شدہ فریضے کے سلسلہ میں پکار چکا ہوں، تو کیا اس زمانہ میں کوئی شخص میری مدد کو اٹھے گا؟

"دعوا كل امر واستقيموا لما دهى
وقد عاد فرض العين عند عيان"

ترجمہ:... سب کچھ چھوڑ کر اس فتنۂ عظمیٰ کے مقابلہ میں کمربستہ ہو جاؤ، اس لئے کہ اس فتنہ کا مشاہدہ ہو چکنے کے بعد اس کا استیصال ہر شخص پر فرض عین ہو گیا ہے۔

"الا فاستقيموا واستقيموا لدينكم
فموت عليه اكبر الحيوان"

ترجمہ:... ہاں اٹھو! اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے داؤ پر جان کی بازی لگا دو، کیونکہ دین کی خاطر جان دے دینا ہی سب سے اعلیٰ و اشرف زندگی ہے۔

"وعند دعاء الرب قوموا وشمروا
حنانا عليكم ليس الا حنان"

ترجمہ:... اور جب تحفظ دین کے لئے رب تعالیٰ کی طرف سے پکارا جا رہا ہے تو دیر کیوں کر رہے ہو؟ اٹھو اور کمر ہمت چست کر لو، اس راستے میں تم پر رحمتیں ہی رحمتیں نازل ہوں گی۔

(اکفار الملحدین ص:۱۲۳)

حضرت کشمیریؒ کے قلب صافی پر اس فتنہ کی شدت کا جو اثر تھا وہ ان اشعار سے نمایاں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے مامور من اللہ تھے، اور

ان کی تمام صلاحیتیں اس پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ قادیانیت کے قصرِ الحاد کو پھونک ڈالیں۔ حضرت امام العصرؒ نے قادیانی الحاد پر تابڑ توڑ حملے کئے اور ان کے کفر و ارتداد کو عالم آشکار کرنے کے لئے قلم اٹھایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، قادیانی فرقے کے سب سے بڑے حریف تھے، مرزا اور مرزائی امت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جس دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے ایک باغیرت دینیت مسلمان کا خون کھول جاتا ہے، اور جو شخص اس کے بعد بھی قادیانیوں کے بارے میں کسی نرمی یا مصالحت کا رویہ رکھتا ہے اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ یا تو دولتِ ایمان سے محروم ہے، یا پھر اس کی غیرت و حمیت کو مصلحت کی دیمک چاٹ گئی ہے، امام العصرؒ فرماتے ہیں:

"فشانئ شأن الأنبياء مكفر

ومن شك فيه هذا لأول ثان"

ترجمہ:۔ انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والا قطعاً کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے تو صاف کہہ دو کہ یہ بھی پہلے کا دوسرا ہے۔

حضرت امام العصرؒ نے قادیانیت کے تعاقب میں جو کارنامے انجام دیئے اس کی تفصیل کے لئے یہ مقالہ کافی نہیں، مختصر یہ کہ:

الف:۔ حضرت نے خود بھی ان تمام مسائل پر قلم اٹھایا جو اسلام اور قادیانیت کے درمیان زیر بحث تھے، چنانچہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تین کتابیں تالیف فرمائیں:

"التصريح بما تواتر في نزول المسيح۔"

"عقيدة الإسلام في حياة عيسى عليه السلام۔"

"تحية الإسلام في حياة عيسى عليه السلام۔"

یہ تینوں کتابیں اپنے موضوع میں بے نظیر ہیں۔ ختم نبوت کے موضوع پر فارسی میں رسالہ "خاتم النبیین" تالیف فرمایا، (جس کا اردو ترجمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کیا ہے) جو آیت ختم نبوت کی تفسیر میں دقیق معارف کا ذخیرہ ہے۔ ان تمام رسائل

جس قادیانی دجل وفریب سے نقاب کشائی فرمائی اور قادیانیوں کے کفر وارتداد کو ثابت کرنے کے لئے ”اکفار الملحدین“ تالیف فرمائی۔

ب:... حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ میں مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ محمد امرتسریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد چراغ گوجرانوالہؒ اور دیگر بہت سی ایسی نابغہ شخصیتیں موجود تھیں، جن کو حضرت شاہ صاحبؒ نے ردِ قادیانیت پر مامور فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے تلامذہ سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے لئے کام کرنے کا عہد لیتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت سے وابستہ ہونا چاہتا ہے وہ قادیانی درندوں سے ناموسِ رسالت کو بچائے۔ ان حضرات نے حضرت شاہ صاحبؒ کی وصیت کے مطابق قادیانیت کے تعاقب کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔

ج:... قادیانی امت کا مذہبی و دینی سطح پر تو مقابلہ علمائے امت شروع سے کرتے آرہے تھے، لیکن جدید طبقہ میں قادیانیوں سے رواداری کا مرض سرایت کئے ہوئے تھا اور سمجھتے تھے کہ قادیانیوں کے خلاف جو کچھ مذہبی اسٹیج سے کہا جا رہا ہے، وہ صرف ملاؤں کی افتادِ طبع کا نتیجہ ہے، حضرت امام العصرؒ نے قادیانیت کے خلاف جدید طبقہ تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر ”زمیندار“ اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم کو آمادہ کیا۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ لکھتے ہیں:

> ”باخبر حضرات جانتے ہیں کہ پنجاب کے خصوصاً اور ہندوستان کے عموماً انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں قادیانی فتنہ کی شر انگیزی اور اسلام کشی کا جو احساس پایا جاتا ہے اس میں بڑا دخل ڈاکٹر اقبال مرحومؒ کے اس لٹریچر کا ہے جو ختم نبوت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالے کا ہے جو انگریزی میں قادیانی تحریک کے خلاف شائع ہوا

قتل کیا۔ لیکن یہ حقیقت ہم لوگوں کو معلوم ہے کہ دونوں تحریکوں کا اصل
باعث حضرت العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری تھے۔"

(نقش ہائے مسلمان ص: ۲۷۷)

علامہ اقبال مرحوم نے اپنے خطوط، مقالات اور مختصر سے مجالس میں قادیانیت کا فلسفی اور منطقیانہ رنگ میں تجزیہ کیا، جس سے جدید طبقہ کو یہ سمجھنے میں مدد ملی کہ قادیانیت کا مذہبی منظر کیا ہے، اور امت مسلمہ کے حق میں اس کے نتائج کس قدر مہلک ہوں گے؟ ڈاکٹر صاحب کے ان مقالات کا اردو ترجمہ حرف اقبال، اقبال اور قادیانی، ارمغان اقبال، انوار اقبال اور دیگر کتب و رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔

مولانا ظفر علی خان مرحوم علی گڑھ کے گریجویٹ تھے، مگر اکابر دیوبند سے تعلق و وابستگی نے انہیں واقعی "مولانا" بنا دیا تھا۔ موصوف نے ۱۹۱۰ء سے "زمیندار" کی ادارت سنبھالی اور نازک ترین دور میں قادیانیت کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور جب تک جسم میں توانائی رہی وہ اس محاذ پر لڑتے رہے۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے "تحریک ختم نبوت" کے صفحہ ۶ سے صفحہ ۵۷ تک مولانا ظفر علی خان کی اس داستان وفا کی تفصیلات قلم بند کی ہیں، ۱۹۳۴ء کے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے کہ:

"عدالت نے وہ نوٹس پڑھ کر سنایا، جو اس مقدمہ کی بنیاد
تھا کہ تمہارے اور احمدی جماعت کے درمیان اختلاف ہے، تم نے
ان کے عقائد اور ان کے مذہبی پیشواؤں پر حملے کئے ہیں، جس سے نقص
امن کا اندیشہ ہو گیا ہے، وجہ بیان کرو کہ تم سے کیوں نہ نیک چلنی کی
ضمانت طلب کی جائے۔"

مولانا نے عدالت کو جواب دیتے ہوئے کہا:

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں
مرزائیوں کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے گا، لیکن جہاں تک مرزا غلام احمد کا
تعلق ہے ہم ان کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے، اس نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموس رسالت پر عظیم حملہ کیا ہے، اپنے اس عقیدے سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصے کے لئے بھی دستکش ہونے کو تیار نہیں، اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام احمد دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا۔ میں اس سلسلے میں قانونِ انگریزی کا پابند نہیں، میں قانونِ محمدی کا پابند ہوں۔"

(تحریک ختم نبوت، مولفہ آغا شورش مرحوم، ص:۱۸)

و:... حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے تحریک ختم نبوت کو باقاعدہ منظم کرنے کے لئے خطیب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" مقرر کیا، اور انجمن خدام الدین کے ایک عظیم الشان اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہندوستان کے ممتاز ترین پانچ سو علماء کی بیعت ان کے ہاتھ پر کرائی، علماء بچشم نظر یہ دیکھ رہی تھیں دارالعلوم دیوبند کا صدر المدرسین حجة الاسلام علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ "امیر شریعت" کے ہاتھ پر بیعت کر رہا تھا، لیکن خود "امیر شریعت" کا تاثر یہ تھا کہ:

"آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت (مولانا سید محمد انور شاہؒ) نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے، بلکہ حضرت نے مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایا ہے۔ یہ کہہ کر شاہ جی زار و قطار رونے لگے اور ان کا سارا جسم کانپنے لگا۔" (حیات امیر شریعت مولفہ مرزا جانباز ص:۱۵۵)

بہرحال یہ بحث تو اپنی جگہ ہے کہ حضرت امام العصر کشمیریؒ، حضرت امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے؟ ان سے فتنۂ قادیانیت کے استیصال کا عہد لے رہے تھے! مگر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت امیر شریعتؒ اور ان کی جماعت نے قادیانیت کے محاذ پر جو کام کیا وہ حضرت امام العصرؒ کی باطنی توجہات اور دعاہائے سحری کا ثمرہ تھا۔

حضرت امام العصرؒ کے وصال کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ،

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت تھانویؒ نے نہایت شفقت سے حالات سنے اور تشریف آوری کی غرض دریافت فرمائی۔ شاہ جیؒ نے بے تکلفی سے عرض کیا کہ حضرت العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ ہمارے روحانی پیشوا تھے، انہوں نے ہمیں رد قادیانیت کے کام پر لگادیا، چنانچہ مجلس احرار اسلام کا شعبہ تبلیغ اسی کے لئے وقف ہے، حضرت کشمیریؒ کے سانحۂ ارتحال کے بعد آپ سے دعائیں لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت حکیم الامت نے دریافت کیا کہ آپ کی جماعت کا رکن بننے کے لئے کیا کوئی شرط بھی ہے؟ عرض کیا کہ ایک روپیہ سالانہ رکنیت کی فیس ادا کرکے ہر مسلمان، جماعت کا رکن بن سکتا ہے۔ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو معلوم نہیں کہ زندگی کے کتنے دن باقی ہیں؟ تاہم مجھے پچیس سال کے لئے اپنی جماعت کا رکن بنالیجئے اور اگر اس سے زیادہ جیتا رہا تو پھر رکنیت کی تجدید کرالوں گا، یہ کہہ کر پچیس روپے عطا فرمائے اور پچیس سال کے لئے رکنیت قبول فرمائی۔ (روایت مولانا محمد علی جالندھریؒ)

بظاہر یہ ایک معمولی نوعیت کا واقعہ ہے، لیکن اس سے مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ علمائے دیوبند کے غیر معمولی شغف کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت امام العصر مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ مجلس احرار اسلام کا رخ فتنۂ قادیانیت کی طرف موڑنے کے لئے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" کے منصب پر فائز کرتے ہیں، اور خود بنفس نفیس ان کے ہاتھ پر بیعت کرکے ان پر کامل اعتماد کا اظہار فرماتے ہیں، ادھر حضرت حکیم الامت تھانویؒ مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ کی رکنیت قبول فرماکر گویا امیر شریعت کی اس جہاد میں قیادت کو قبول فرماتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ جب تک حیات رہے ان کی توجہ اور دعا اور ہر قسم کی اعانت مجاہدین ختم نبوت کے شامل حال رہی، ان کے وصال کے بعد قطب العالم حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اس قافلے کے سالار بن گئے۔ "احرار اسلام" کے اکابر حضرت رائے پوریؒ کے حلقۂ ارادت میں منسلک اور حضرتؒ کی عنایات و توجہات سے مستفید تھے، جن لوگوں کو حضرت رائے پوریؒ کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا انہیں علم ہے کہ حضرتؒ قادیانی

فتنے کے بارے میں کس قدر گہرا احساس رکھتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی نسبت حضرت رائے پوریؒ کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔ حضرتؒ مجاہدین ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے، ان کی مالی خدمت کرتے، انہیں مفید مشورے دیتے، ان سے کارگزاری کی باقاعدہ رپورٹ سنتے، اور ان حضرات کی بے حد قدر دانی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

حضرت رائے پوریؒ کے حکم سے مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "القادیانی والقادیانیۃ" عربی میں تالیف فرمائی، اور پھر حضرت کے فکر وحکم سے اس کا اردو ایڈیشن "قادیانیت" کے نام سے مرتب فرمایا۔ دونوں کتابوں کا ایک ایک حرف حضرتؒ نے سنا۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی کتاب "شہادۃ القرآن" کو بھی حرفاً حرفاً سن کر اس کی اشاعت کا (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کو) حکم فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت رائے پوری کے عجیب وغریب واقعات ایسے ہیں جن کو یہاں ذکر کرنا قصے کہانی کے زمرہ میں آئے گا۔

۱۹: تنظیم ملت اور علمائے دیوبند:

علمائے اُمت قادیانی فتنہ کا مقابلہ انفرادی طور پر اپنے اپنے رنگ میں شروع ہی سے کر رہے تھے، مگر علمائے دیوبند نے محسوس کیا کہ "تحفظ ختم نبوت" کے لئے مسلمانوں کو منظم کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لئے ایک ایسی مضبوط جماعت ہونی چاہئے جو ناموس رسالت کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کرے، اور وہ فتنہ قادیانیت کے استیصال کو اپنا مشن بنالے، اس کے لئے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی نظرِ انتخاب "مجلس احرارِ اسلام" پر پڑی، اور فتنہ قادیانیت کا منظم مقابلہ کرنے کے لئے "احرارِ اسلام" کے قائد حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیرِ شریعت" مقرر فرمایا۔

"احرارِ اسلام" کے سرفروش، فرنگی اقتدار سے نبرد آزما تھے، ادھر قادیانی نبوت فرنگی اقتدار کی سیاسی ضرورت کا مذہبی مہرہ تھی، اس لئے "احرارِ اسلام" کو جس قدر نفرت انگریز اور انگریزی اقتدار سے تھی، اور اس سے کئی سو گنا زیادہ قادیانی کی سیاسی نبوت سے تھی، جس

نے اسلام کی تحریف و تخریب اور برطانیہ کی خوشامد و چاپلوسی کو اپنا شعار بنا رکھا تھا۔" احرار اسلام" نے قادیانی نبوت کے مقابلہ میں جو کچھ کیا اس کا تذکرہ "تاریخ احرار"، "حیات امیر شریعت" اور "تحریک ختم نبوت" میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مختصراً چند امور کی جانب یہاں اشارہ کردینا مناسب ہوگا۔

تحریک کشمیر:

۱۹۳۱ء میں کشمیر کی ڈوگرہ حکومت کے خلاف مسلمانانِ کشمیر نے علم حریت بلند کیا، قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے موقع کو غنیمت سمجھ کر "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کی تشکیل کی، جس کا صدر خود مرزا محمود قادیانی تھا، اور سیکریٹری شپ بھی قادیانیوں کے ہاتھ میں تھی، ہندوستان کے بڑے نامور لوگ اس کمیٹی کے رکن تھے، اس کمیٹی کا مقصد مسلمانانِ کشمیر کی دادرسی ظاہر کیا گیا، لیکن اندرونی مقاصد کچھ اور تھے، ان میں سب سے بڑا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ ہندوستان کے چوٹی کے لیڈر مرزا محمود کی قیادت میں متحد ہیں، اور وہ انہیں اپنا قائد اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں، یہ گویا ان مذہبی فتووں کا جواب تھا جو علمائے اُمت کی جانب سے قادیانیوں کے خلاف صادر ہورہے تھے۔ "احرارِ اسلام" نے اس قادیانی سازش کا بروقت نوٹس لیا اور قادیانی عزائم کو طشت ازبام کیا، نتیجۃً "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" ٹوٹ گئی، آپ مرحوم اور علامہ محمد اقبال مرحوم نے اپنے بیانات میں قادیانی ذہنیت کو جو اس کمیٹی کے قیام میں کارفرما تھی، عالم آشکارا کردیا۔

قادیان میں داخلہ:

قادیانی خلیفہ (میرزا محمود) قادیان کی آبائی ریاست میں قوسِ "لمن الملک الیوم" بجا رہا تھا، قادیان میں مرزائی جماعت کے علاوہ نہ کسی کی جان محفوظ تھی، نہ عزت و آبرو کا لحاظ تھا، دن دہاڑے قتل ہوجاتے اور کوئی باز پرس نہ کرسکتا، غریب مظلوموں کا بائیکاٹ کردیا جاتا اور دکانداروں سے عہد لیا جاتا کہ وہ خلیفہ صاحب کے خلاف خشا کسی کے پاس خورد و نوش کی کوئی چیز فروخت نہیں کریں گے۔" احرارِ اسلام" نے قادیان کے حسن بن

صیاحی طلسم کو توڑنے کے لئے ۱۹۳۳ء میں قادیان میں اپنا دفتر قائم کر دیا، اور مظلومانِ قادیان کی دادرسی کے لئے ایک ڈیفنس کمیٹی بنادی گئی۔ "احرارِ اسلام" کی اس جرأت نے خلیفہ قادیان کو چراغ پا کردیا، اور ظلم و ستم میں اضافہ ہونے لگا لیکن تا کے؟ بالآخر وہ وقت آیا کہ خلیفہ قادیان کے "خفیہ اسرار" کی شہادت دینے کے لئے پردہ نشینانِ قادیان عدالت میں پہنچ گئیں، قادیان میں کیا کچھ ہوتا تھا؟ اور "احرارِ اسلام" کے جانثاروں نے قادیانی مظالم کا کس جرأت و مردانگی سے مقابلہ کیا؟ یہ ایک طویل داستان ہے جو دردناک بھی ہے اور عبرت آموز بھی مگر افسوس ہے کہ یہ فرصت اس کے لئے موزوں نہیں۔

احرار تبلیغ کانفرنس:

قادیان کی سنگینی توڑنے کے لئے "احرارِ اسلام" نے ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی تاریخوں میں "قادیان تبلیغ کانفرنس" منعقد کرنے کا فیصلہ کرلیا، اس فیصلے کا اعلان ہونا تھا کہ قادیان میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ آقایانِ فرنگ کے دردولت پر دستک دی گئی کہ "احرار" ہمارے مقدس شہر پر چڑھائی کر رہے ہیں، خلیفہ محمود نے بروقت صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے ایک محکمہ قائم کردیا، ادھر میرزا محمود نے اپنے طویل طویل خطبوں میں اپنی مظلومیت و بے بسی اور خوف و ہراس کا صور پھونکنا شروع کیا، حکومتِ برطانیہ کب برداشت کرسکتی تھی کہ اس کے چہیتے خاندان اور ان کی سیاسی نبوت کو کوئی آنچ آئے، نتیجۃً قادیان کے حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی گئی۔

مجبوراً احرار کو "تبلیغ کانفرنس" قادیان کے حدود کے متصل موضع رجادہ میں منعقد کرنا پڑی، کانفرنس کی صدارت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمائی، دور ہندوستان کے اطراف و اکناف سے مسلمانانِ ہند "تبلیغ کانفرنس" میں شرکت کے لئے پہنچ گئے۔ شاہ جیؒ نے اس موقع پر صدارتی تقریر فرمائی جو عشاء کے بعد سے شروع ہوکر اذانِ فجر تک جاری رہی۔ اس میں قادیانیت کا اپنے مخصوص انداز میں ایسا تجزیہ کیا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ مرزائی، گورنمنٹ کے دروازے پر فریاد لے کر پہنچے اور گورنمنٹ نے شاہ جیؒ

پی ۱۵۳- اے کے تحت مقدمہ بنا دیا۔ مقدمہ کی سماعت دیوان سکھ آنند ایڈیشنل مجسٹریٹ گورداسپور نے کی۔ شاہ جی نے شہادت کے لئے مرزائیوں کے بڑے بڑے لوگوں کے علاوہ مرزا محمود کو بھی عدالت میں طلب کرنے کی درخواست کی، چنانچہ میرزا محمود کی شہادت تین دن تک جاری رہی، بالآخر عدالت نے شاہ جی کو چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی، اس فیصلہ کے خلاف مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور میں اپیل کی گئی، مسٹر کھوسلہ نے ملزم کے جرم کو محض اصطلاحی قرار دیتے ہوئے تابرخاست عدالت سزا دی، اور ایک تاریخ ساز فیصلہ لکھا۔

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ:

مرزائیوں نے "احرار" کی گوشمالی کے لئے شاہ جی پر مقدمہ بنوایا تھا، لیکن خدائی قدرت انہیں لینے کے دینے پڑ گئے، شاہ جی کی تبلیغ کانفرنس کی تقریر سے مرزائیت کی ہوا نہ اکھڑی تھی جو اس مقدمے سے اکھڑی، مسٹر کھوسلہ کا یہ تاریخی فیصلہ جو قادیانیت کے لئے پیغام موت کی حیثیت رکھتا ہے طبع ہو چکا ہے، اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

الف:۔ "مرافعہ گزار کے خلاف جو الزام عائد کیا گیا ہے، اس پر غور وخوض کرنے سے قبل چند ایسے حقائق و واقعات بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جن کا تعلق امور زیر بحث سے ہے۔ آج سے تقریباً پچاس سال قبل قادیان کے ایک باشندہ مسمی غلام احمد نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس کے اعلان کے ساتھ ہی اس نے "ہائی پادری" کی حیثیت بھی اختیار کی اور ایک نئے فرقے کی بنا ڈالی، جس کے ارکان اگرچہ مسلمان ہونے کے مدعی تھے، لیکن ان کے بعض عقائد و اصول عام عقائد اسلامی سے بالکل متبائن تھے۔ اس فرقہ میں شامل ہونے والے لوگ قادیانی یا مرزائی یا احمدی کہلاتے ہیں، اور ان کا باپ

الامتیاز یہ ہے کہ یہ لوگ فرقہ مرزائیہ کے بانی (مرزا غلام احمد) کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

ب:... "مسلمانوں کی اکثریت نے مرزائیوں کے بلند بانگ دعاوی خصوصاً ان کے دینی تفوق کے دعووں پر بہت ناک منہ چڑھایا اور مرزا نے ان پر کفر کا الزام لگایا، اس کے جواب میں ان لوگوں نے بھی سخت لہجہ اختیار کیا، مگر قادیانی حصار میں رہنے والے اس سے کچھ بھی متأثر نہ ہوئے۔"

ج:... "قادیانی متعاقباً محفوظ تھے، اس حالت نے ان میں متمردانہ غرور پیدا کردیا، انہوں نے اپنے دلائل دوسروں سے منوانے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کے لئے ایسے حربوں کا استعمال شروع کردیا جنہیں ناپسندیدہ کہا جائے گا، جن لوگوں نے قادیانیوں کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا انہیں بائیکاٹ، قادیان سے اخراج اور بعض اوقات اس سے بھی بڑھ کر دوسرے مصائب کی دھمکیاں دے کر دہشت انگیزی کی فضا پیدا کی، بلکہ بسا اوقات انہوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنی جماعت کے استحکام کی کوشش کی، قادیان میں رضاکاروں کا ایک دستہ مرتب ہوا اور اس کی ترتیب کا مقصد غالباً یہ تھا کہ قادیان میں "لمن الملک الیوم" کا نعرہ بلند کرنے کے لئے طاقت پیدا کی جائے۔"

د:... "انہوں نے عدالتی اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں لے لئے، دیوانی اور فوجداری مقدمات کی سماعت کی، دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کیں اور ان کی تعمیل کرائی گئی، کئی اشخاص کو قادیان سے نکالا گیا، یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا، بلکہ قادیانیوں کے خلاف کھلے طور پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے مکانوں کو تباہ کیا، جلایا

دوری کے مرتکب ہوئے۔"

ھ:... "کم از کم دو اشخاص کو قادیان سے اخراج کی سزا دی گئی، اس لئے کہ ان کے عقائد مرزا کے عقائد سے متفاوت تھے۔ یہ اشخاص حبیب الرحمن گواہ صفائی نمبر ۲۸ اور مستری محمد اسماعیل ہیں۔"

"کئی اور گواہوں نے قادیانیوں کے تشدد و ظلم کی عجیب و غریب داستانیں بیان کی ہیں۔" بھگت سنگھ گواہ صفائی نے بیان کیا کہ قادیانیوں نے اس پر حملہ کیا، ایک شخص مسمی غریب شاہ کو قادیانیوں نے زدوکوب کیا، لیکن جب اس نے عدالت میں استغاثہ کرنا چاہا تو کوئی اس کی شہادت دینے کے لئے سامنے نہ آیا۔"

و:... "سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم ایڈیٹر "مباہلہ" کا ہے، جس کی داستان دردناک ہے، یہ شخص مرزا کے مقلدین میں شامل ہوا اور قادیان میں جاکر مقیم ہوگیا، وہاں اس کے دل میں شکوک پیدا ہوئے اور وہ مرزائیت سے تائب ہوگیا۔ اس کے بعد اس پر ظلم و ستم ہوا۔ اس نے قادیانی معتقدات پر تبصرہ کرنے کے لئے "مباہلہ" نامی اخبار جاری کیا۔ مرزا بشیرالدین نے ایک تقریر میں "مباہلہ" والوں کی موت کی پیش گوئی کی، اس تقریر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو مذہب کے لئے ارتکاب قتل پر بھی تیار ہوجاتے ہیں، اس تقریر کے بعد جلد ہی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، مگر وہ بچ گیا، لیکن اس کا ساتھی قتل کردیا گیا۔"

مولانا عبدالکریم کو مرزا محمود کے کیرکٹر پر اعتراض تھا، وہ مرزا محمود سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ پر عائد الزامات غلط ہیں تو آئیے "مباہلہ" کرلیجئے۔ اخبار "مباہلہ" میں انہوں نے مرزا محمود کو بار بار مباہلہ کا چیلنج دیا، اس کے جواب میں مرزائی جماعت کی جانب سے انہیں وہ سزا دی گئی جس کا تذکرہ فاضل جج نے کیا ہے۔ ناقل۔

ہو چکے تھے اور دینی و دنیاوی معاملات میں مرزا کے حکم کے خلاف کبھی آواز بلند نہیں ہوئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات پیش ہوئی لیکن وہ اس کے انسداد سے قاصر رہے۔ کس پر کچھ اور شکایات بھی ہیں لیکن یہاں ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ اس مقدمے کے سلسلے میں صرف یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ قادیان میں جور و ستم رانی کا دور دورہ ہونے کے متعلق نہایت واضح الزامات عائد کئے گئے ہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ (حکومت کی طرف سے اس صورت حال کے انسداد کے لئے) کوئی توجہ نہ ہوئی۔ ان کاروائیوں کے سدباب کے لئے اور مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کرنے کے لئے تبلیغ کانفرنس منعقد کی گئی۔"

اس کے بعد فاضل جج نے تفصیل سے مقدمہ پر بحث کی ہے۔ ان اقتباسات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ قادیان کے غیر مرزائی افراد کس قسم کی حالت سے دوچار تھے اور "احرار اسلام" نے کتنی سنگلاخ زمین میں اپنا کام شروع کیا تھا۔

مباہلہ کا چیلنج:

مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے سے مرزائی امت کی یہ عادت چلی آئی ہے کہ بلند بانگ دعووں کے ذریعہ لوگوں پر رعب جمایا جائے اور جب تحقیق کا وقت آئے تو کوئی نہ کوئی حیلہ کر کے بچنے کا راستہ نکالنے کی کوشش کی جائے۔ ۱۹۳۵ء میں "احرار" کی یورش سے تنگ آ کر میرزا محمود نے "احرار" کو مباہلہ کی دعوت دی، اپنی طرف سے شرائط مقرر کر کے اعلان کر دیا کہ "احرار" ہمارے ساتھ مباہلہ کی شرائط طے کر لیں۔ "احرار" تو میرزا محمود کے رخ زیبا کے عاشق تھے، انہوں نے فی الفور اعلان کر دیا کہ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں، ہم فلاں تاریخ کو قادیان حاضر ہو جائیں گے۔ یہ خبر احرار کے مجاہدین میں پہنچی تو مرزا محمود کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے، فوراً پینترا بدل لیا کہ "احرار" شرائط مباہلہ طے کئے بغیر قادیان

کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔"

(تاریخ محمودیت ص ۱۲۳ شائع کردہ: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

شیخ مصری کا یہ بیان مذہبی تاریخ میں انوکھی مثال ہے کہ ایک مرید اپنے واجب الاطاعت خلیفہ کے بارے میں حلفیہ طور پر اپنی رائے کا اظہار عدالت میں ان الفاظ میں کرے۔۔۔ اگر شیخ مصری کے اس بیان کو اس کے مباہلہ کا نتیجہ کہا جائے تو کیا یہ بے جا ہوگا؟

احرار کی تبلیغی مہم:

"احرار" کے نزدیک قادیانی ناموس رسالت کے قزاق اور انگریز کے وفادار پالتو تھے۔ قادیانی نبوت سراسر مکاری، عیاری اور دجل وتلبیس کا دام فریب تھی۔ قادیانیوں کی حکومت کے لئے جاسوسی اور خوشامد، اسلام اور مسلمانوں سے غداری کے مترادف تھی۔ اس لئے احرار کے کسی گوشہ دل میں مرزائیت اور مرزائیوں کی عزت و احترام کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی، وہ قادیانیت کو کسی سنجیدہ بحث و تجزیہ کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں مرزائیت اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک مذاق کی حیثیت رکھتی تھی اور مرزائی جماعت ایک مسخروں کا ٹولہ تھا۔ اس لئے احرار نے علمی بحثوں سے ہٹ کر مسلمانوں کو قادیانیوں سے نفرت دلانے پر توجہ دی اور اسے اپنے تبلیغی فرائض میں شامل کر لیا۔

احرار کی تبلیغی مہم کے کئی پہلو تھے۔ ان میں سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد اور ان کے جانشینوں کے اخلاق و کردار پر ان کی کتابوں سے ثبوت پیش کیا جاتا اور مسلمانوں کو توجہ دلائی جاتی کہ جن لوگوں کی یہ حالت ہو کیا وہ نبی، مسیح موعود یا مذہبی پیشوا ہو سکتے ہیں؟

جرار حملہ کرتے اور مرزائی لٹریچر سے وہ مواد پیش کرتے جس سے مرزائیت ایک جھوٹ بن کر رہ جائے۔ مرزائیوں کو شکایت ہوتی کہ "احرار" ان کے "مسیح موعود" کو گالیاں نکالتے ہیں، ان کے خلیفہ صاحب کی بے ادبی کرتے ہیں۔ لیکن یہ شکایت بے جا تھی، احرار کا جرم اگر تھا تو یہ تھا کہ وہ مرزائی لٹریچر کے آئینے میں مرزائیت کا بھیانک چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کر دیتے تھے۔ مثلاً سیرۃ المہدی میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد قادیانی نے بہت سے واقعات درج کئے کہ مرزا غلام احمد، نامحرم عورتوں سے پرہیز نہ رکھتے تھے، نامحرم جوان لڑکیاں شب تنہائی میں ان کی "خدمت" کیا کرتی تھیں، ان کے کمرۂ خاص میں ان کے سامنے غیر عورتیں بلا تکلف برہنہ غسل فرمایا کرتی تھیں، اس قسم کے بے شمار واقعات احرار بیان کرتے تو لوگ سن کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے۔ اور مرزائیوں کی طرف سے واویلا کیا جاتا کہ احرار ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ یہاں بطور مثال ایک "مرزائی فتویٰ" درج کیا جاتا ہے جس سے نفسانی ذہنیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ مرزا صاحب کے خاص اخبار "الحکم قادیان" شمارہ ۱۳ جلد ۱۱ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء میں "احمدی مردان کے جواب" کے زیر عنوان کسی محمد حسین نامی مرزائی کے چند سوالات کا جواب شائع ہوا۔ ان کا چھٹا سوال یہ تھا: "سوال ششم: حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے تھے؟" اس کے جواب میں مرزائیوں کے مفتی صاحبان نے علم و فقاہت کے پرخچے اڑاتے ہوئے جو دلچسپ جواب دیا وہ یہ تھا:

> "جواب: وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں، بلکہ موجب رحمت و برکات ہے اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنیٰ ہیں، دیکھو سوالات دوم و ہفتم کے جوابات۔ (۲) امت اپنے نبی کی روحانی اولاد ہوتی ہے اس لئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں۔"

ساتواں سوال مرزا صاحب کے صاحبزادوں سے متعلق تھا کہ وہ بھی نامحرم عورتوں سے اختلاط رکھتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے:

"سوال پنجم: حضرت کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلاتکلف اندر کیوں جاتے ہیں؟ کیا ان سے پردہ درست نہیں؟"

جواب: آپ نے اس سوال کے وقت جلدی سے کام لیا اور غور نہیں کیا کہ پردہ کرنے کی پابند عورتیں ہیں، جو عورتوں کے پردہ کرانے کے بھی پابند مرد ہی ہیں؟ غرض مردوں کو حکم ہے: "**یغضوا من ابصارھم**" (۲۴/۳۰) کہ مرد اپنی آنکھیں نیچی رکھیں، اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے تو اس کے جواب کی ضرورت بھی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: "**لست علیھم بمصیطر**" یعنی تو ان پر داروغہ نہیں کہ ان سے عمل درآمد کرادے، جو منوا دے۔ جب مامور کسی کا داروغہ نہیں تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ دار ہیں؟ مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجوہ اور منشا بیان کرتے ہوئے میں نے لکھ دیا ہے کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کے لئے ہے، جہاں ان کے وقوع کا احتمال کم ہو، ان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے، اس واسطے انبیاء اور اتقیاء لوگ مستثنیٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں، پس حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں، ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء ص:۳)

اس سوال اور جواب کو بار بار پڑھئے، قادیانی مفتی یہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت صاحب نامحرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبوانے کی خدمت لیا کرتے تھے، اور ان کے صاحبزادگان گرامی قدر بھی "بلاتکلف" نامحرم عورتوں کے مجمع میں تشریف لے جانے کے خوگر تھے، مگر مرزائی مفتی کی منطق یہ ہے کہ وہ چونکہ نبی اور نبی زادے ہیں اس لئے پردہ کا

لیڈروں کے خلاف جو بڑی بڑی شکایات تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ انگریزوں کے "وکیل خوشامدی" ہیں۔"

"جب انہوں نے (مرزا غلام احمد) عقیدہ جہاد کی تاویل میں "مہربان انگریزی گورنمنٹ" اور اس کی مذہبی رواداری کی تعریف نہایت خوشامدانہ لہجے میں کرنی شروع کی تو اس تاویل پر چند در چند شبہات پیدا ہونے لگے۔ پھر جب مرزا صاحب نے ممالک اسلامی کی عدم رواداری اور انگریزوں کی فراخ دلانہ مذہبی پالیسی کا موازنہ وقتاً فوقتاً توہین آمیزانہ زبان میں کیا تو مسلمانوں کا غیظ و غضب اور بھی زیادہ مشتعل ہوگیا۔ احمدی جانتے تھے کہ ان کے عقائد دوسرے مسلم ممالک میں اشاعت ارتداد پر محمول کئے جائیں گے اور ان کا یہ خیال اس وقت اور بھی پختہ ہوگیا جب افغانستان میں عبداللطیف (احمدی) کو سنگسار کیا گیا۔ جب پہلی جنگ عظیم میں (جس میں ترکوں کو شکست ہوئی تھی) بغداد پر ۱۹۱۸ء میں انگریزوں کا قبضہ ہوگیا اور قادیان میں اس "فتح" پر جشن مسرت منایا گیا تو مسلمانوں میں برہمی پیدا ہوئی اور احمدی انگریزوں کے پٹھو سمجھے جانے لگے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۰۸)

احرار جنگ آزادی کے مجاہد تھے وہ اپنے دین، مذہب اور قوم و وطن کی آزادی کے لئے انگریزی حکومت کی آہنی دیوار سے ٹکرا رہے تھے۔ اس لئے مرزائیت سے نفرت کرنا اور نفرت دلانا احرار کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے تھا۔ احرار کا کوئی جلسہ اور ان کی کوئی تقریر اس سے خالی نہیں رہ سکتی تھی۔ احرار نے انگریز کی خوشامد پر اس شدت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا کہ خود قادیانیوں کو اپنی روش سے نفرت ہونے لگی۔ کسی زمانہ میں وہ بڑے فخر سے انگریز پرستی کو اپنا زریں کارنامہ قرار دیتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی خوشامد اور وفاداری کو اپنا خاندانی پیشہ ظاہر کیا کرتا تھا۔ لیکن احرار کی یلغار کے بعد انہیں

انگریز پرستی کا نقشہ کوئی نظر آنے لگا۔ مرزائیوں کے بس میں ہوتا تو مرزا غلام احمد کی وہ تمام
کتابیں ضبط کر دیتے جن میں انگریز کی نقشہ خوشامد درج ہے اور جن میں ملکہ برطانیہ کو "خدا
کا نور" قرار دیا گیا ہے۔

اقلیت قرار دینے کا مطالبہ:

قادیانی اپنے عقائد و نظریات کے لحاظ سے کسی وقت بھی مسلمانوں کی صف میں شمار نہیں کئے گئے۔ لیکن انگریزی سیاست انہیں مسلمانوں میں شامل رکھنے پر بضد تھی۔ مسلمانوں کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے علامہ اقبال مرحوم نے اٹھایا۔ اس کے بعد احرار نے اس کو مستقل مشن بنالیا۔ مرزا غلام احمد اور مرزائی جماعت کی تحریرات کو پیش کر کے انہیں مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تقریباً ہر بڑے جلسے میں کیا جاتا۔ اگرچہ تقسیم سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد بھی (۱۹۵۳ء تک) ارباب اقتدار نے احرار کے اس مطالبہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ لیکن اس مطالبہ کو بار بار دہرانے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ مطالبہ راسخ ہوتا چلا گیا اور عملی طور پر عام مسلمانوں نے قادیانیوں کو کبھی اپنی صف میں جگہ نہیں دی۔

مرزائیوں کے خلاف احرار کی مہم کا ایک پہلو یہ تھا کہ الیکشن میں کسی مرزائی کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ مرزائی مسلمانوں کی سیٹ پر مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے کھڑے ہوتے اور ارباب اقتدار کے ساتھ اپنے غیر معمولی اثر و رسوخ اور زر و دولت کے بل بوتے پر کامیاب ہونے کی کوشش کرتے۔ لیکن احرار کو جہاں پتہ چل جاتا کہ فلاں سیٹ پر مرزائی امیدوار مسلمانوں کے ووٹ سے آگے جانے کی تیاری کر رہا ہے، یہ فوراً وہاں پہنچ جاتے اور پوری قوت سے مرزائیوں کی مزاحمت کرتے۔ آخر کار بیشتر مرزائیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس محاذ پر صرف "احرار" نے کام کیا ہے۔ اس عنوان کو مسٹر جسٹس منیر کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں، موصوف لکھتے ہیں:

"احرار کی بڑی بڑی سرگرمیوں میں ایک یہ بھی کہ وہ ...

کسی شکل میں احمدیوں کی مخالفت کرتے رہتے تھے۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ احرار کی پیدائش ہی احمدیوں کی نفرت سے ہوئی ہے۔ اسی مجلس احرار کی تاسیس پر دو ہی سال گزرے تھے کہ انہوں نے ایک قرارداد منظور کی جس کا منشا یہ تھا کہ کوئی قادیانی کسی مجلس عاملہ کا ممبر منتخب نہ کیا جائے۔ قادیان تقسیم سے پہلے تقریباً خالص احمدی قصبہ تھا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے قادیان میں ایک کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا، لیکن جب اس جلسے کو ممنوع قرار دیا گیا تو انہوں نے اسی سال ۲۱ راکتوبر کو قادیان سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں رجادہ کے دیانند اینگلو ویدک ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں کانفرنس منعقد کی جس میں حاضرین کی تعداد ہزاروں تک تھی۔ اس کانفرنس میں احرار کے مشہور عام خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے احمدیوں کے خلاف پانچ گھنٹے کی ایک نفرت آمیز تقریر کی جس میں انہوں نے ایسی باتیں کہیں جن سے صرف یہ مقصود تھا کہ سننے والوں کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اٹھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں امن وامان کے دعاوی کے ساتھ نہایت پست قسم کی دشنام طرازی اور مسخرگی سے کام لیا۔ (فاضل مصنف کو غلط فہمی ہوئی ہے، قادیانی کتابوں کے حوالوں کو وہ "پست قسم کی دشنام طرازی اور مسخرگی" سے تعبیر فرماتے ہیں جو شخص ناموس رسالت کے ساتھ مسخرہ پن کا مظاہرہ کرے وہ مسلمانوں کے نزدیک تو اسی کا مستحق ہے۔ ناقل) اس تقریر کی بنا پر بخاری کے خلاف مقدمہ چلایا گیا جس کی سماعت کے دوران اتنی سنسنی پیدا ہوئی اور احمدیوں کے خلاف جذبات اتنے برانگیختہ ہوئے کہ خود تقریر سے

بھی نہ ہوئے ہوں گے۔ (گویا شاعر کی زبان میں:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اس میں غریب بخاری کا یا احرار کا کیا قصور تھا؟ ...ناقل) اس مقدمے میں بخاری کو سزا دی گئی، وہ دن اور یہ رات، برابر احراری مقررین احمدیوں، ان کے راہنماؤں اور ان کے عقیدوں کے خلاف ہر قسم کی باتیں کہہ رہا ہے۔" (تحقیقاتی رپورٹ ص:۱۰)

جسٹس منیر صاحب نے اور بھی بیسیوں جگہ قادیانیت کی مخالفت پر "احراری علماء" کو "خراج تحسین" پیش کیا ہے، اور احراری رہنماؤں میں سے ایک ایک کا نام لے کر بھی ریمارکس دیئے ہیں، قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پہلا شخص جس نے خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم کی توجہ قادیانی تحریک کی سنگینی کی طرف مبذول کرائی وہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی تھا۔ قادیانیت کی مخالفت اس شخص کی زندگی کا واحد مقصد معلوم ہوتا ہے اور وہ جہاں کہیں جاتا اپنے ساتھ ایک بڑا چوبی صندوق لے جاتا، جس میں احمدیوں کا اور احمدیوں کے خلاف لٹریچر بھرا ہوتا، زیادہ اہم سیاسی واقعات کا ذکر تو در کنار؟ پاکستان یا کسی اور شخص کو کوئی آفت پیش آجائے، کوئی افسوسناک واقعہ رونما ہو جائے، قائد ملت قتل کر دیئے جائیں یا ہوائی جہاز گر پڑیں، قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے نزدیک وہ ہمیشہ احمدیوں کی سازش ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔" (تحقیقاتی رپورٹ ص:۲۷)

ہم اس پر صرف اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ نظریہ صرف قاضی صاحب مرحوم کا نہیں تھا، بلکہ تمام احرار کا تھا اور اب پاکستان اور عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کا ہے۔

قادیان سے ربوہ تک:

مختصر یہ کہ ان اکابر کی قیادت میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور "مجلس احرار اسلام" کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعہ انگریز اور انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوت کے خرمن امن کو پھونک ڈالا، تا آنکہ ۱۹۴۷ء میں انگریز کی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا تو برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ وجود پر جلوہ گر ہوا۔ اس تقسیم کے نتیجہ میں قادیانی نبوت کا شجر خشک ہو گیا اور قادیان کی منحوس بستی دارالکفر اور دارالحرب ہندوستان کے حصہ میں آگئی۔

قادیانی خلیفہ ثانی "ارض حرم" اور "مکۃ المسیح" (قادیان) سے برقعہ پہن کر فرار ہوا۔ اور پاکستان میں ربوہ کے نام سے نیا دارالکفر تعمیر کرنے کے بعد شاہ ہونہار نبوت کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد کرنے کا اعلان کرنے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد:

قادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے۔ ملک کے کلیدی مناصب ان کے قبضے میں ہیں، پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان خلیفہ قادیان (حال ربوہ) کا ادنیٰ مرید ہے۔ اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا خاص پہلو یہ بھی تھا کہ "احرار اسلام" کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے لٹ چکا تھا۔ تنظیم اور تبلیغی وسائل کا فقدان تھا اور پھر "احرار اسلام" ناخدایان پاکستان کے دربار میں معتوب تھے، اس لئے قادیانیوں کو غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی کے فرائض انجام دینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی۔ لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ حفاظت دین اور "تحفظ ختم نبوت" کا کام انسان نہیں کرتے، خدا کرتا ہے اور وہ اس کام کے لئے خود ہی رجال کار بھی مہیا فرما دیتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء قادیانیوں کے عزائم سے

بے خبر نہیں تھے، چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد "مسجد سراجاں" میں ۱۹۴۹ء میں ایک مجلس مشاورت ہوئی، جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا تاج محمود لائل پوریؒ، اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی بنیاد رکھی گئی، اور اس کا ابتدائی بجٹ ایک روپیہ یومیہ تجویز کیا گیا۔ چنانچہ صدر المبلغین کی حیثیت سے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو، جو قادیان میں شعبہ تبلیغ احرار اسلام کے صدر تھے، ملتان طلب کیا گیا، ان دنوں مسجد سراجاں ملتان کا چھوٹا سا حجرہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر تھا۔ وہی دار المبلغین تھا، وہی دار الاقامہ تھا، وہی مشاورت گاہ تھی اور یہی چھوٹی سی مسجد اس عالمی تحریک "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا ابتدائی مرکز و آفس تھا۔ شہید اسلام حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کے بقول:

"وذالک فی ذات الالٰہ وان یشأ یبارک علی اوصال شلو ممزع۔"

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس نحیف و ضعیف تحریک میں ایسی برکت ڈالی کہ آج اس کی شاخیں اقطار عالم میں پھیل چکی ہیں اور اس کا مجموعی بجٹ لاکھوں سے متجاوز ہے۔

قیادت باسعادت:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کو یہ سعادت ہمیشہ حاصل رہی ہے کہ اکابر اولیاء اللہ کی قیادت و سرپرستی اور دعائیں اسے حاصل رہی ہیں، حضرت اقدس رائے پوریؒ آخری دم تک اس تحریک کے قائد و سرپرست رہے، ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، اور حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں اس کے سرپرست ہیں۔ "مجلس تحفظ ختم

نبوت" کے بانی اور امیر اول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے، امیر شریعتؒ کی وفات ۱۹۶۱ء میں ہوئی اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحبؒ جالندھری کو امارت سپرد کی گئی۔ ان کے وصال کے بعد مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ امیر مجلس ہوئے، مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد عارضی طور پر فاتح قادیاں حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ کو منصب امارت تفویض ہوئی مگر آپ نے ضعف و عوارض کی بنا پر انہوں نے اس بار گراں باری سے معذرت کا اظہار فرمایا، یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان تحریک کی پیش قدمی رک جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدۂ حفاظت دین یکا یک ایک ایسی ہستی کو اس منصب جلیلہ کے لئے کھینچ لایا جو اپنے اسلاف کے علوم و روایات کی امین تھی اور جس پر ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر حاصل تھا، میری مراد شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت، امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی وراثت و امانت تھی اور اس کا اہل علوم انوری کے وارث حضرت شیخ بنوریؒ سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا؟ چنانچہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی امارت، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہ کی ذہانت، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی بلندی عزم نے نہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوت کی عزت و شہرت کو چار چاند لگائے بلکہ ان حضرات کی قیادت نے قصر قادیانیت پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر کذب و افترا کی آ گئی مہر لگ گئی۔

غیر سیاسی جماعت:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کا مقصد تاسیس، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور امت مسلمہ کو قادیانی الحاد سے بچانا تھا۔ اس کے لئے ضروری تھی کہ جماعت خارزار سیاست میں

الجھ کر نہ رہ جائے، چنانچہ جماعت کے دستور میں تصریح کردی گئی کہ جماعت کے ذمہ دار ارکان سیاسی معرکوں میں حصہ نہیں لیں گے، کیونکہ سیاسی میدان میں کام کرنے کے لئے دوسرے حضرات موجود ہیں، اس لئے ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا دائرۂ عمل دعوت و ارشاد، اصلاح و تبلیغ اور ردِ قادیانیت تک محدود رہے گا۔ اس فیصلے سے دو فائدے مقصود تھے، ایک یہ کہ ”جماعت تحفظ ختم نبوت“ کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا اجتماعی پلیٹ فارم رہے گا اور عقیدۂ ختم نبوت کا جذبہ اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق اور ان کے باہمی ربط و تعلق کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ دوم یہ کہ ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا ارباب اقتدار سے یا کسی اور سیاسی جماعت سے تصادم نہیں ہوگا، اور اُمتِ مسلمہ کا اجتماعی عقیدۂ ختم نبوت اطفال سیاست کا کھلونا بننے سے محفوظ رہے گا۔

مشکلات و موانع:

حق تعالیٰ شانہ نے اس کمزور ترین جماعت کو جن دینی خدمات سے سرفراز فرمایا ان کی تفصیل معلوم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان مشکلات کا بھی ایک نظر مطالعہ کیا جائے جو اس کے راستے میں کوہِ گراں کی طرح حائل رہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد اس نوزائیدہ مملکت میں قادیانی مرتدین کا اثر و رسوخ خوفناک حد تک بڑھ گیا تھا، مسٹر ظفر اللہ خان قادیانی، پاکستان کے پہلے وزیرِ خارجہ، دورِ ملکی پالیسی کے خالق تھے۔ مسٹر ایم ایم احمد سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر تھے، فوج، پولیس، عدلیہ، انتظامیہ اور قانون سروس کے اہم اور متحرک ترین کلیدی مناصب پر چن چن کر قادیانی افراد کو مقرر کیا گیا۔ یہ تمام لوگ جن کے ہاتھوں میں ملک کے نظم و نسق کی کلید تھی خلیفۂ ربوہ کے مرید و مطیع تھے ان کا ہر اقدام خلیفہ کے اشارۂ چشم و ابرو کا رہین منت تھا۔ گویا قادیانی خلیفہ صرف اپنی ”مرتد جماعت“ کا ہی امیر المؤمنین نہیں تھا، بلکہ اپنے مریدوں کی وساطت سے نظمِ مملکت میں براہِ راست دخیل تھا، اور مسلمانوں پر خلافت و حکمرانی کر رہا تھا، اور ملک کی قسمت کے فیصلے ”ربوہ“ کے ”دار القضاء“ میں کئے جاتے تھے۔

ان حالات میں خلیفہ قادیان کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کے خلاف لب کشائی کی اجازت کیوں کر ہو سکتی تھی؟ یہی وجہ ہے کہ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے کارکنوں کی زبان بندی، نظر بندی اور پابندی روز کا معمول بن چکی تھی۔ ان جرم ناآشناؤں کا "جرم بے گناہی" یہ تھا کہ اب قادیان میں مرزا غلام احمد کی نبوت کو غلط اور اس جھوٹی نبوت کے پرستاروں کو "کافر" کہنے کی "غلطی" کیوں کی جاتی ہے۔ ختم نبوت کے مجاہدین جہاں کہیں قادیان کی جعلی نبوت پر لب کشائی کرتے قانون فوراً وہاں ہتھکڑی لے کر پہنچ جاتا۔ گرفتاری، مقدمے، پیشی، سزا اور بالآخر جیل مجاہدین ختم نبوت کا تحفہ تھا جو انہیں قادیانی گماشتوں کی جانب سے عطا کیا جاتا۔ بلا مبالغہ ایک ایک کارکن پر بیک بیس مقدموں کا تانتا بندھا رہتا اور پھر یہ غیر مختتم سلسلہ کہیں تھمنے کا نام نہ لیتا۔ اس جبر و تشدد اور ان ستم رانیوں کے باوجود مجاہدین ختم نبوت نے ہمت نہ ہاری بلکہ ان کے کیف و سرمستی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور جور و ستم کے طوفان، قید و سلاسل کا خوف اور دار و رسن کے اندیشے ان کا راستہ نہ روک سکے بلکہ اس سنگلاخ زمین میں بھی "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے آہنی عزم جواں مردوں نے سفر جاری رکھا۔ اس کسمپرسی و بے بضاعتی کے عالم میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" نے جن شعبوں میں کام کیا ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

شعبۂ تبلیغ:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" نے ملک میں ایسا مخصوص تبلیغی نظام رائج کیا جو اپنی نوعیت کا منفرد "تبلیغی نظام" ہے۔ مجلس نے تدریجاً ایسے مبلغین کی مضبوط جماعت تیار کی جو ہر علاقہ میں بلا معاوضہ دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیں اور "مجلس تحفظ ختم نبوت" ان کے مصارف کی کفیل ہو۔

ملک کے کسی حصے میں دعوت و تبلیغ اور رد قادیانیت کی ضرورت ہو، مجلس کے مرکزی دفتر کو ایک کارڈ لکھ کر وقت طے کر لیجئے، مجلس کا مبلغ ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ جائے گا۔ وہاں اگر کوئی خدمت کرے تو وہ مجلس کے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

اس نظام تبلیغ کا یہ فائدہ ہوا کہ لاہور سے کوئٹہ اور کراچی سے پشاور تک ہر طرف
سے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کو جلسوں کی دعوتیں آنے لگیں، مبلغین ختم نبوت اور رد
قادیانیت پر اظہار خیال کرنے کے لئے وسیع میدان ہاتھ آیا اور انہوں نے ملک کے چپے
چپے اور قریہ قریہ میں ختم نبوت کی تبلیغ کی۔

مجلس کے تبلیغی اثرات کا اندازہ صرف ایک معمولی سے واقعہ سے کیا جاسکتا ہے
کہ ربوہ کی گرمی سے گھبرا کر قادیانی خلیفہ نے اپنے گرمائی ہیڈ کوارٹر کے لئے ضلع سرگودھا کے
ایک سرد مقام وادی سون کو منتخب کیا اور "النخلہ" کے نام سے وہاں ایک قادیانی مرکز تعمیر کیا
گیا۔ پانی کے لئے ٹیوب ویل اور بجلی پیدا کرنے کے لئے ایک اعلیٰ درجے کا جنریٹر لگایا
گیا۔ قادیانی خلیفہ اور اس کے حواریوں کے لئے نفیس ترین بنگلے تعمیر کئے گئے۔ ختم نبوت
کے کارکنوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز کو اطلاع کی، مرکز نے "النخلہ" کے متصل
موضع "جابہ" میں ایک "ختم نبوت کانفرنس" منعقد کرنے کا اعلان کرایا۔ کانفرنس سے
خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت نے اس علاقہ کے مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت کے خدو
خال سے آگاہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ قادیانی مرتدین کو "النخلہ" جانے کی ہمت نہ
ہوئی۔ آج "النخلہ" کی ویرانی "کانہم اعجاز نخل خاویة" کی شکل میں اپنے باغوں کا
ماتم کررہی ہے۔

ختم نبوت چنیوٹ کانفرنس اور جابہ کانفرنس:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" نے اپنے تبلیغی نظام کو مزید وسعت دینے کے لئے ایک
خاص انتظام یہ کیا کہ جن علاقوں میں قادیانیوں کا زور تھا وہاں خود اپنے مصارف سے جلسے
اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا اہتمام کیا اور قادیانیوں کو خود ان کے علاقوں میں للکارا۔ اس قسم کی
بے شمار کانفرنسیں منعقد کی گئیں جن میں "چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس" اور "جابہ ختم نبوت
کانفرنس" کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ مسیحیت کا مدعی اور جدید
عیسائیت کا بانی تھا، اس لئے ان کا جلسہ عیسائیوں کے تہوار کے دنوں میں ۲۵ دسمبر

۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ دسمبر کو ان کی جماعت کے ذیلی مرکز ارتداد میں "حج" کے نام سے تقسیم سے قبل مرکز کفر قادیان میں ہوتا تھا اور تقسیم کے بعد سے مرکز ارتداد ربوہ میں ہونے لگا۔ اسی لئے قادیانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جانب سے ختم نبوت کانفرنس ان ہی تاریخوں میں پہلے قادیان میں ہوتی تھی، اور اب ربوہ کے متصل چنیوٹ (اور اب مسلم کالونی ربوہ) میں ہوتی ہے۔ اس عظیم الشان کانفرنس کا انتظام "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی طرف سے کیا جاتا ہے جس میں تمام اسلامی مکتب فکر کے نمائندے شریک ہوکر قادیانی کفر کی تردید کرتے ہیں۔ اسی طرح "ٹلفورڈ" کے قریب موضع "جابہ" میں بھی ہر سال باقاعدگی سے ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے، اور وہاں جماعت کا دفتر و مدرسہ بھی کام کر رہا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذیلی مراکز:

تحریک ختم نبوت کی دعوت کو مزید وسعت دینے کے لئے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی جانب سے یہ خاص اہتمام کیا گیا کہ ہر بڑے شہر میں جماعت کا دفتر قائم کر کے وہاں دیگر عملہ کے علاوہ ایک ایسے عالم کو مبلغ کی حیثیت سے مقرر کیا گیا جو قادیانیت کے اسرار و رموز پر ماہرانہ دسترس رکھتا ہو تاکہ مسلمانوں کا رابطہ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے ساتھ قوی اور مضبوط بنیادوں پر استوار ہو اور قادیانیوں کی مرتدانہ سرگرمیوں پر ہر لمحہ کڑی نظر رکھی جاسکے۔ یہ کام خاصا مشکل تھا لیکن بحمداللہ جماعت کو اس میں بڑی کامیابی ہوئی، اب حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی ذیلی شاخیں چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی موجود ہیں اور جماعت کے ضلعی دفاتر ان کا نظم و نسق چلا رہے ہیں۔ یہی انتظام بیرونی ممالک میں بھی کیا ہے۔ اور ان تمام ممالک میں جہاں قادیانی ارتداد کا فتنہ موجود ہے، "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مراکز قائم کردیئے گئے ہیں، اور اب تک تقریباً ایک درجن ممالک میں جماعت کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں۔

مرکزی دارالمبلغین:

"جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت" کے پیش نظر ایک اہم ترین فریضہ دینی و دنیاوی

علوم کے ہونہار نوجوانوں کو قادیانیت کی تعلیم دی جائے تاکہ انہیں قادیانیوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملے تو وہ پوری طرح بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ قادیانیوں سے بحث و گفتگو کرسکیں۔ اس مقصد کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں ایک دارالمبلغین قائم ہوا اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دو صورتیں تجویز کی گئیں۔ اول وہ نوجوان جو اس کے لئے کافی وقت نہیں دے سکتے انکی تعطیلات کے زمانے میں دارالمبلغین میں رکھا جائے اور ان کی رہائش و دیگر اخراجات کا انتظام جماعت کی جانب سے کیا جائے۔ دوم یہ کہ جو حضرات اس کے لئے معتد بہ وقت دے سکیں انہیں مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفیق کی حیثیت سے باقاعدہ وظیفہ دیا جائے اور قادیانیت کے مقابلہ میں دلائل کے اسلحہ سے پوری طرح مسلح کیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک خصوصی انتظام یہ کیا گیا کہ ملک کے بڑے بڑے دینی مدارس میں دارالمبلغین کے نمائندے کچھ مدت قیام کریں اور فارغ التحصیل یا منتہی طلبہ کو رد قادیانیت کی تربیت دی جائے۔ بحمداللہ مبلغین کے اس تربیتی نظام کے تحت ہر سال مبلغین کی ایک ایسی جماعت تیار ہو جاتی ہے جو اپنی اپنی جگہ تبلیغ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے فرائض انجام دیتی ہے۔ اب تک ہزاروں کی تعداد میں ایسے مبلغین تیار ہو چکے ہیں جن میں سے بعض حضرات بیرونی ممالک میں بھی کام کر رہے ہیں۔ جاری (سنہ ۱۹۷۵ء) میں مرکزی جماعت کے رہنما مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ "مجلس العلمی ٹرانسوال اناسلامیہ" کے صدر حسین الحسنی کی دعوت پر افریقہ تشریف لے گئے اور معہد الاسلامی اور دیگر اداروں کے طلبہ کو قادیانیت پر تیاری مکمل کرائی۔

مناظرے اور مباحثے:

قادیانی مرتدین مناظروں اور مباحثوں کے مریض ہیں۔ ایک زمانے میں وہ پورے ملک میں جگہ جگہ بھولے بھالے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر ان سے "حیات و وفات مسیح" اور "اجرائے نبوت" کے موضوع پر بحث چھیڑ لیا کرتے تھے۔ "مجلس تحفظ ختم نبوت" نے قادیانی

مرتدین کی اس جارحیت کا نوٹس لینا ضروری تھا، چنانچہ ختم نبوت کے مبلغین کو سینکڑوں مرتبہ قادیانیوں سے گفتگو اور مناظرہ و مباحثہ کی نوبت آئی، خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر جگہ مرتدین کو ذلت آمیز شکست کا منہ دیکھنا پڑا، اور قادیانی ٹولہ مجلس کے مبلغین سے اس قدر مرعوب ہوا کہ قادیانی خلیفہ کو باقاعدہ اعلان کرنا پڑا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کسی مبلغ سے مناظرہ نہ کیا جائے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کو اطلاع ہوئی کہ فلاں جگہ مرتدین، مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، جماعت کا فاضل مبلغ سیکڑوں کا سفر کر کے سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے وہاں پہنچا تو قادیانی مرتدین نے وہاں سے راہِ فرار اختیار کرنے کو سب سے بڑی فتح سمجھا۔ پورے ملک کے لئے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا اعلان تھا (اور اب یہ اعلان پوری دنیا کے لئے ہے) کہ کسی جگہ بھی قادیانی مرتدین، مسلمانوں کو پریشان کر رہے ہوں تو مجلس کے مرکزی دفتر کو "مجلس تحفظ ختم نبوت" حضوری باغ ملتان پاکستان کے پتہ پر ایک اطلاع نامہ لکھ دیجئے، ختم نبوت کے مجاہدین ان شاء اللہ فوراً اس محاذ پر پہنچ جائیں گے، اور قادیانی مرتدین سے نمٹ لیں گے، ان شاء اللہ۔

مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحبؒ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ کسی سفر میں وہ اسٹیشن پر ایسے وقت پر پہنچے کہ ریل کے آنے میں کچھ وقت تھا، غور کیا کہ اس مختصر سے فارغ وقت کو کیسے کام میں لایا جائے، چائے کے اسٹال پر گئے، چائے نوش کی، پیسے ادا کئے اور چائے والے سے کہا: میرا نام محمد علی جالندھری ہے، میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا نمائندہ ہوں، میرا پتہ یہ ہے، اگر خدا نہ کرے کسی وقت کوئی مرزائی تمہارے علاقے میں شرارت کرے تو مجھے خط لکھ دینا۔ مولانا مرحوم فرماتے تھے کہ سات برس بعد اس شخص کا خط آیا کہ ہمارے قصبے میں مرزائی مبلغین قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں، اور انہوں نے ایک خاندان کو مرتد کر لیا ہے، یہ خط ملتے ہی مبلغین وہاں پہنچے، قادیانیوں کو چیلنج کیا تو دونوں بھاگ گئے، اور جو مرتد ہوا نے کو قادیانیت کی حقیقت سمجھائی تو وہ دوبارہ مشرف باسلام ہوئے۔ اس کے بعد قادیانیوں کو اس قصبے کا رخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سینکڑوں

واقعات میں سے یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے جو مجاہدین ختم نبوت کے ذوق و شوق، محنت و خلوص اور فہم و تدبر کی ٹھیک ٹھیک عکاسی کرتا ہے۔

مسلم، قادیانی مقدمات:

مجلس تحفظ ختم نبوت کو قادیانیت کے خلاف ہمہ گیر مسائل سے واسطہ پڑتا تھا، اور اس کے رہنماؤں کو "قادیانی مسئلہ" کے ہر پہلو پر مسلمانوں کی اعانت اور رہنمائی کی ضرورت لاحق رہتی تھی۔ چنانچہ مجلس نے ایک اہم خدمت اپنے ذمہ لے رکھی تھی (اور ابھی تک اس کے ذمہ ہے) کہ اسلام اور قادیانیت کے تقابل کے سلسلہ میں جس قدر مقدمات عدالتوں میں جائیں، ان میں نہ صرف مسلمانوں کی اخلاقی و قانونی مدد کی جائے بلکہ حسب ضرورت مقدمہ کے مصارف کا تکفل بھی کیا جائے۔ اس قسم کے مقدمات کو ہم تین قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلی قسم ان مقدمات کی ہے جو انتظامیہ کی جانب سے مجاہدین ختم نبوت اور دیگر علمائے امت پر محض اس "جرم" میں دائر کئے گئے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کے خلاف لب کشائی کی گستاخی کیوں کی؟ اس قسم کے مقدمات روز مرہ کا معمول تھے، اور ان کے مصارف کا بہت سا بار "مجلس تحفظ ختم نبوت" کو برداشت کرنا ہوتا تھا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۴ء تک کے دوران میں بہت سے ایسے حضرات بھی تھے جن کے اہل و عیال کی جانب بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کو توجہ کرنا پڑی۔

دوسری قسم ان فوجداری مقدمات کی تھی جو مسلم، قادیانی نزاع کی صورت میں رونما ہوتے رہے۔ قادیانیوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ جس جگہ انہیں اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کے مواقع میسر آئیں اور حکام بالا سے اثر و رسوخ ہو، وہاں وہ مسلمانوں کی اذیت اور دل آزاری کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا کر لیتے ہیں، اور بعض اوقات خود مسلمانوں کو پیٹ کر تھانے میں اپنی مظلومیت کی داستان سرائی بھی کیا کرتے ہیں کہ آج فلاں جگہ ہم پر مسلمانوں نے "مسلح حملہ" کر ڈالا۔ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے رہنماؤں کو جہاں کہیں ایسے فوجداری

اطلاع ہوئی تو وہ وہاں پہنچے اور اگر معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی زیادتی ہے تو مسلمانوں کی طرف سے مقدمے کی سرپرستی کی اور مسلمانوں کو ہر طرح کی قانونی، اخلاقی اور مالی مدد بہم پہنچائی۔

تیسری قسم ان دیوانی مقدمات کی تھی جو مسلم، قادیانی قضیے کے سلسلہ میں عدالت میں دائر ہوتے تھے، اور جن میں بنیادی طور پر تصفیہ طلب یہ نکتہ ہوتا تھا کہ آیا قادیانی، مسلمان ہیں یا خارج از اسلام؟ مثلاً کسی قادیانی نے دھوکہ دے کر کسی مسلمان خاتون سے شادی کرلی، یا شادی کے بعد معاذ اللہ اسلام سے مرتد ہوکر قادیانی بن گیا، اس صورت میں کبھی قادیانیوں کی جانب سے خانہ آبادی کا دعویٰ ہوجاتا، اور کبھی مسلمانوں کی جانب سے اس نکاح کو کالعدم قرار دینے کا، اس نوعیت کے مقدمات کا سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری رہتا تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کو ملک کے کسی حصہ میں اس قسم کے مقدمہ کی اطلاع ہوئی تو مجلس نے بہت فراخ دلی سے ان مقدمات کی سرپرستی کی اور مجلس کے مبلغین نے قادیانیوں کی کتابوں سے ان کا کفر و ارتداد ثابت کرکے عدالت کو صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں مدد دی۔ چنانچہ اس نوعیت کے تمام مقدمات میں مختلف عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر و ارتداد کا فیصلہ کرتے ہوئے مسلم، قادیانی نکاح کو کالعدم قرار دیا۔ اسی طرح کبھی کسی مسجد کی تولیت کے معاملہ میں قادیانیوں کے کفر و اسلام کا نکتہ عدالتوں میں زیر بحث آیا، اور کبھی کسی وراثت کے مقدمہ میں، ایسے مقدمات میں بھی "مجلس تحفظ ختم نبوت" نے مسلمانوں کی وکالت کے فرائض انجام دیئے اور عدالتوں نے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" اور مدارس عربیہ

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کا اصل موضوع قادیانی ارتداد کا استیصال تھا، لیکن اس تنظیم کے اکابر نے دینی تعلیم کی اہمیت اور ترویج کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا، کیونکہ دینی مدارس حق و دین کے قلعے اور علوم دین کے سرچشمے ہیں، اور یہیں سے اسلام کے سپاہی تیار ہوکر کفر و ارتداد کو للکارتے ہیں، چنانچہ اکثر و بیشتر دینی مدارس کے جلسوں میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے خطیب اور مبلغ قوم سے خطاب کرتے اور مسلمانوں کو دینی مدارس کے قیام و

استحکام کی ترغیب دیتے، بالخصوص امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تو دینی مدارس کے قیام کی ترغیب شادیٔ فرمایا کرتے تھے کہ: ''اپنے گاؤں میں دینی مدرسہ قائم کرلو، اور پھر مجھے کارڈ لکھ دو، میں اس کے جلسے میں تقریر کرنے چلا آؤں گا۔'' چنانچہ ان حضرات کی دعوت و ترغیب سے سینکڑوں مکاتب وجود میں آئے اور بعض جگہ خود ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے زیر اہتمام بھی دینی مدارس جاری کئے گئے، خصوصاً ایسے علاقے جہاں قادیانیوں کا اثر تھا، وہاں مجلس نے خود دینی مدارس جاری کئے، چنانچہ ملتان، بہاولپور، گکھڑ، چناب نگر، سرگودھا، پیرمست (ضلع مظفرگڑھ)، کنری (ضلع تھرپارکر)، ربوہ، کراچی میں مجلس کے زیراہتمام دینی مدارس چل رہے ہیں، جن کے جملہ مصارف مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت ادا کرتی ہے۔

شعبۂ نشرواشاعت:

مجلس نے تبلیغ اسلام اور رد قادیانیت کے لئے نشرواشاعت کے شعبہ پر بھی خصوصی توجہ دی اور مجلس کے شعبۂ نشرواشاعت نے عربی، اردو، انگریزی، سندھی، پشتو اور بنگلہ میں بھی بہت سی کتابیں، پمفلٹ اور اشتہارات لاکھوں کی تعداد میں شائع کئے ہیں۔ مجلس کے اشاعتی کارنامے سے تعارف کے لئے مندرجہ ذیل مختصری فہرست پر ایک نظر ڈال لینا ضروری ہوگا:

❊:... حیات مسیح

❊:... فیصلہ کمشنر بہاولپور

❊:... نزول مسیح

❊:... التصریح بما تواتر فی نزول المسیح

❊:... القادیانی والقادیانیہ

❊:... قادیانیت، مرزائیت کے عقیدے وارادے

❊:... فیصلہ مقدمہ بہاولپور

- ❖ :... ترک مرزائیت
- ❖ :... سوچنے کی بات
- ❖ :... حیات عیسیٰ علیہ السلام
- ❖ :... محاسن ختم نبوت
- ❖ :... قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے
- ❖ :... قادیانیت ہماری نظر میں
- ❖ :... تحفہ قادیانیت (اردو اور انگلش)
- ❖ :... رئیس قادیان
- ❖ :... قادیانی مذہب
- ❖ :... قادیانیت کا سیاسی تجزیہ
- ❖ :... مرگ مرزائیت
- ❖ :... قادیانیت شکن
- ❖ :... قادیانی افسانے
- ❖ :... احتساب قادیانیت
- ❖ :... قادیانیت کا علمی محاسبہ
- ❖ :... قادیانی دین، کفر خالص
- ❖ :... المتنبی القادیانی
- ❖ :... اعداء المسلمین فی العالم
- ❖ :... مرزائی یہودی فوج میں
- ❖ :... القادیانیۃ ماھی؟
- ❖ :... الہامی گرگٹ
- ❖ :... ایک مذہبی غدار
- ❖ :... آئینہ مرزائیت

❊ ... : تحفۂ شریعہ
❊ ... : غیر ممالک میں قادیانیوں کی تبلیغ کی حقیقت
❊ ... : قادیانیوں کی سیاسی چالیں
❊ ... : مرزائی کی ایک پیش گوئی
❊ ... : تقاریر مجاہدات
❊ ... : فتنہ قادیانیت
❊ ... : قادیانی ازم
❊ ... : الکفر والایمان
❊ ... : تحریک کشمیر اور قادیانی
❊ ... : مسئلہ ختم نبوت اور ہمارے اکابر
❊ ... : مرزا غلام احمد کی آسان پہچان
❊ ... : قادیانیت ایک خطرناک تحریک
❊ ... : مرزائیوں کے خطرناک عزائم
❊ ... : خدارا پاکستان کو بچایئے
❊ ... : قادیانی کافر کیوں؟
❊ ... : تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء
❊ ... : تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء (تین جلدیں)
❊ ... : قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت
❊ ... : تذکرہ مجاہدین ختم نبوت
❊ ... : ایمان پرور یادیں
❊ ... : تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا
❊ ... : تحفظ ختم نبوت
❊ ... : کمال فضل رحمانی

اور ان کے علاوہ سینکڑوں مختلف اشتہارات جو مختلف مقامات میں لاکھوں کی تعداد میں شائع کئے گئے۔

مختصر یہ کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' دنیا کی مختلف زبانوں میں مسلمانوں کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے لاکھوں روپے کا لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرچکی ہے اور ان کے علاوہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ترجمان ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد اور ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی، قادیانیت کے مد و جزر سے قوم کو آگاہ رکھتے ہیں، ان کے مصارف ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا صدر دفتر ادا کرتا ہے۔

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' اور تنظیم ملت:

اہل اسلام، قادیانی فتنے سے کبھی غافل نہیں ہوئے، لیکن قادیانیت کے خلاف بیشتر کام غیر منظم شکل میں ہوا۔ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی تاسیس کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ قادیانیت کے خلاف اُمتِ مسلمہ کو رشتۂ تنظیم عطا کیا جائے، اور پوری اُمت کو قادیانیت کے خلاف ''بنیان مرصوص'' بنادیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس نے دو اہم کام انجام دئیے:

اول:... یہ کہ ملک کے ہر شہر، ہر محلے، ہر قصبے اور ہر قریے میں مسلمانوں کو دعوت دی گئی کہ وہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی تنظیم میں شامل ہوکر ہر جگہ اس کی شاخیں قائم کریں اور قادیانیوں کی دست برد سے ناموسِ رسالت کو بچانے کے لئے رشتۂ وحدت میں منسلک ہوجائیں۔ بحمداللہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی یہ پُرخلوص دعوت رائیگاں نہیں گئی، بلکہ مسلمانوں نے فراخ دلی سے اس پر لبیک کہی اور ملک میں مجلس کی ہزاروں شاخیں قائم ہوگئیں۔

علاوہ ازیں جو حضرات اپنے مخصوص اعذار کی بنا پر ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے باقاعدہ کارکن نہیں بن سکتے تھے، انہوں نے مجلس کی دعوت سے ہمدردی و خیرخواہی اور بڑی حد تک سرپرستی کا التزام فرمایا، اور مسئلہ ختم نبوت کے بیان میں کسی خوف و ملامت کی پروا نہیں کی، بالخصوص ائمہ مساجد اور خطیب حضرات نے اس سلسلہ میں بہت ہی اہم خدمت

انجام دینی حق تعالیٰ شانہ ان سب کو جزائے خیر دے۔

آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی ہر مسجد، خواہ وہ کسی بھی مکتب فکر سے ہو، قادیانیت کے خلاف ایک "اسلامک سینٹر" ہے، اسی طرح "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی تنظیم ہر مسلمان کو جس کے دل میں قادیانیت کے خلاف ذرا بھی نفرت ہے، تحفظ ختم نبوت کا سپاہی سمجھتی ہے اور اس کا نعرہ ہے "ھم اولیائی من کانوا، وایما کانوا"۔

تمام امت مسلمہ ایک اسٹیج پر:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" نے دوسرا کارنامہ یہ انجام دیا کہ امت مسلمہ کے مختلف فرقوں کو ختم نبوت کے اسٹیج پر جمع کیا، انگریز نے اپنے دور اقتدار میں "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی حکمت عملی کے تحت مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان شدید تلخیوں کا زہر گھول دیا تھا کہ ان کا آپس میں کسی مسئلہ پر مل بیٹھنا، قادیانیوں کے نزدیک ناممکن تھا۔ مرتدین اور زنادقہ نے اس افتراق وتصادم سے خوب فائدہ اٹھایا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ صورت حال نہ صرف قائم رہی بلکہ قادیانی سازشوں نے اس میں مزید اضافہ کردیا اور مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پورے پاکستان پر بالعموم اور بلوچستان کے صوبے پر غلبہ وتسلط جمانے کے منصوبے کا اعلان کردیا اور قادیانیوں کے سرکاری آرگن "الفضل" نے مسلمانوں کو یہاں تک دھمکی دے ڈالی کہ:

"ہم فتح یاب ہوں گے، ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء)

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کے رہنماؤں نے، جو ہمیشہ قادیانیت کی نبض پر ہاتھ رکھنے کے خوگر تھے، بجا طور پر یہ محسوس کیا کہ اگر اس نازک موقع پر امت اسلامیہ کو قادیانیوں کے عزائم اور اس کی ان ترانیوں سے آگاہ کرکے تمام فرقوں اور جماعتوں کو ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع نہ کیا گیا تو چند دن بعد یہ مسلمانوں کے پاؤں تلے سے نکل

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت بظاہر ناکامی سے ہمکنار اور تشدد کا شکار ہوئی، مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ تحریک اپنے مقاصد میں پورے طور پر کامیاب رہی، تفصیل کی گنجائش نہیں، البتہ چند اہم امور کی جانب اشارہ ضروری ہے:

اوّل:... تحریک کا سب سے اہم مطالبہ یہ تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان کو برطرف کیا جائے، ہم دیکھتے ہیں کہ تحریک کامیاب نہ صرف مسٹر ظفر اللہ خان کی وزارت کو بہا کر لے گئی بلکہ اس کے تمام ہی نقیب بھی "خدا کی بے آواز لاٹھی" کا شکار ہو گئے۔ خواجہ ناظم الدین سے جنرل اعظم تک کا جو حشر ہوا وہ کس کو معلوم نہیں؟

دوم:... تحریک ختم نبوت کا دوسرا اہم مطالبہ یہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم تسلیم کیا جائے، بلاشبہ یہ مطالبہ اقتدار کی عدالت میں قابل سماعت نہ ہوا، لیکن تحریک کے بعد عوام کی عدالت نے قادیانیوں سے وہی سلوک کیا، جو ایک سازشی کافر ٹولے سے کیا جانا چاہئے۔

سوم:... تحریک کا اہم مقصد پاکستان کو قادیانی سازش سے محفوظ کرنا تھا، بحمد اللہ یہ مقصد بھی پوری طرح حاصل ہوا، ۱۹۵۳ء کی تحریک نے قادیانیوں کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا، وہ سازشی خلیفہ جو بڑے طنطنے سے بلوچستان کو مرتد کرنے کا اعلان کر رہا تھا ـــــ سب نے دیکھا کہ وہ تحریک کے بعد تحقیقاتی عدالت کے کٹہرے میں اپنے بیانات کا حساب چکا رہا ہے۔

چہارم:... قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کا اتحاد ناممکن تھا، لیکن ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت نے اس کو نہ صرف "ممکن" بلکہ ایک امر واقعی بنا کر دکھایا اور قادیانیوں کو اپنی لغت سے "ناممکن" کا یہ لفظ حذف کرنا پڑا۔ بحمد اللہ جب سے اب تک مسلمان قادیانیوں کے خلاف متحد ہیں اور اس "اسلامی اتحاد" کا مظاہرہ ہر سال "ختم نبوت ربوہ (حال چناب نگر) کانفرنس" میں ہوتا ہے۔

پنجم:... ۱۹۵۳ء کی تحریک نے مسلمانوں کو دائمی بیداری، تنظیم اور مقصد کے لئے ایک مسلسل تب و تاب عطا کر دی، تا آنکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وہ مقصد عظیم حاصل ہوا اور قادیانیت کا کانٹا اسلام کے جسم سے نکال پھینکا گیا۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء سے ۷ ستمبر تک:

۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت کے بعد ایک سرکاری افسر نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے طنزاً کہا: ''شاہ جی! وہ آپ کی تحریک کا کیا ہوا؟'' فرمایا: ''میں نے اس تحریک کے ذریعہ ایک ''ٹائم بم'' مسلمانوں کے دلوں کی زمین میں چھوڑ دیا ہے، جب وہ اپنے وقت پر پھٹے گا تو قادیانیوں کو اقتدار کی کوئی طاقت تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکے گی۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو یہ ''ٹائم بم'' خود قادیانیوں کے ہاتھوں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پھٹا، جس سے قادیانیت کو زلزلہ آیا۔ قادیانیوں کے قصرِ خلافت ربوہ پر مایوسیوں کے بادل منڈلاتے رہے اور سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب مطلع صاف ہوا تو پوری دنیا نے دیکھا کہ قادیانیت کا مصنوعی سورج اسلامی افق سے غروب ہو چکا ہے، اور آئینِ پاکستان میں قادیانیوں کا نام غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں سکھوں، ہندوؤں اور اچھوتوں کے ساتھ درج ہے اور دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ نہ تو امریکہ سے برطانیہ تک اقتدار کی کوئی طاقت قادیانیوں کو اس انجامِ بد سے بچا سکی، نہ یہودیوں کا سرمایہ ان کی ذلت و رسوائی کے داغ مٹا سکا۔ سچ ہے: ''قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔''

۱۹۵۳ء کی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی مسلمانوں نے ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کے پلیٹ فارم پر جمع ہوکر بے مثال اتحاد و تنظیم کا مظاہرہ کیا اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے قربانیاں پیش کیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے امراض و اشغال اور ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود جوانمردی و اولوالعزمی سے مسلمانوں کی قیادت کی۔ معزز ارکانِ اسمبلی نے قومی اسمبلی میں جس اسلامی ترجمانی کے فرائض انجام دیئے اور ملتِ اسلامیہ کے تمام طبقات کے ہر فرد نے اپنی ہمت و بساط سے بڑھ چڑھ کر ناموسِ رسالت پر جاں نثاری کا ثبوت پیش کیا، ان گئے گزرے زمانے میں یہ اتحاد و تنظیم، یہ اولوالعزمی اور یہ پرخلوص قربانیاں، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی

ختم نبوت ہی کا معجزہ تھا۔ اس موقع پر مجلس تحفظ ختم نبوت نے دیگر خدمات کے علاوہ مجلس عمل کے مصارف کا بار برداشت کیا اور قومی اسمبلی پر قادیانیت کی حقیقت واضح کرنے کے لئے "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی کتاب شائع کی۔ خلاصہ یہ کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کی کامیابی دراصل ۱۹۵۳ء کی تحریک کا نتیجہ تھی، جب سے اب تک "مجلس تحفظ ختم نبوت" نے مسلمانوں کو ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد رکھنے کے لئے نہایت جانفشانی اور خلوص سے کام کیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں چلی جس کے نتیجہ میں قادیانی گروہ کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور قادیانی سربراہ کو ملک چھوڑنا پڑا۔ عالمی مجلس نے بیرون ملک کے کام کو وسیع سے وسیع تر کر دیا، جس کی تفصیلات مستقل کتاب کی متقاضی ہیں۔

ختم نبوت کا پیام! ایک عالمی پیام:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کے وسائل نہایت محدود تھے، اس کا ضعف و ناتوانی اندرون ملک بھی کام پر قابو پانے کی استطاعت نہیں رکھتی تھی، لیکن مجلس کے رہنماؤں کی اولوالعزمی، اسباب و وسائل سے زیادہ مسبب الاسباب پر نظر رکھ کر چلنے کی خوگر تھی، وہ ختم نبوت کی دعوت دنیا کے ہر اس خطے میں پھیلانا چاہتے تھے، جس میں کوئی انسانی آبادی موجود ہو۔ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مبلغ مولانا محمد علی جالندھری کی تقریروں کا یہ فقرہ بہت سے لوگوں کے حافظہ میں محفوظ ہوگا کہ:

> "آج کل امریکہ چاند پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے، اگر کسی وقت چاند پر انسان آباد ہوں، اور اگر زمین سے کوئی انسانی قافلہ چاند پر منتقل ہوا تو جو سیارہ انسانی آبادی کے سب سے پہلے قافلے کو لے کر جائے گا، اس میں ان شاء اللہ ہماری کوشش ہوگی کہ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا نمائندہ بھی ہو۔"

کا مدرسہ جاری ہوا، جو "مجلس مسلم لیگ" کے زیر اہتمام بحسن وخوبی چل رہا ہے۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کے ممتاز رہنما مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی نے دو مرتبہ متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا، وہاں کی عدالت عالیہ اور دیگر ممتاز شخصیتوں کو قادیانی لٹریچر سے ان کی کفریہ عبارتیں پڑھ کر سنائیں، اور ان کے عقائد ونظریات کی تفصیل پیش کی، جس کے نتیجہ میں وہاں کی عدالت عالیہ نے ان کو خارج از اسلام اور مرتد وزندیق قرار دیا۔

مولانا سید منظور احمد حجازی نے بحرین کا دورہ کیا اور وہاں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی شاخ قائم کی گئی۔ بحمد اللہ تمام عرب امارتوں میں قادیانی دجل وفریب کھل چکا ہے اور قادیانیوں کے خلاف موٴثر کارروائی شروع ہوچکی ہے۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے فوراً بعد حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے انگلینڈ کا دورہ کیا اور وہاں قادیانیت کے خلاف کام کو مزید موٴثر ومنظم کیا گیا۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی معیت میں مشرقی افریقہ کے متعدد ممالک کا دورہ کیا، ان تمام ممالک میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی شاخیں قائم کی گئیں اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف منظم کیا گیا۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کے عظیم رہنما مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا اللہ وسایا کی معیت میں "المجلس الاعلیٰ" کے صدر جناب الشیخ حسین الحبشی کی دعوت پر انڈونیشیا تشریف لے گئے، وہاں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا مرکز قائم ہوچکا ہے، وہاں بھی ان شاء اللہ عنقریب قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا۔

نائیجیریا اور دیگر مغربی افریقی ممالک میں بھی "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے نمائندے پہنچ چکے ہیں، اور الحمدللہ وہ قادیانیت کے خلاف خوب کام کر رہے ہیں، لندن میں عالمی مجلس کا اپنا دفتر قائم ہے، اور ہر سال قادیانیت کے خلاف عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔

آثار و نتائج:

اکابر دیوبند کی مساعی اور "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مقاصد و خدمات کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے آچکا ہے، اب ایک نظر ان آثار و نتائج پر بھی ڈال لینا چاہئے جو جماعت کی جہدِ مسلسل اور اُمتِ اسلامیہ کے تعاون و تعاون کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے:

اوّل:... پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا، علاوہ ازیں قریباً تمام اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر، مرتد، دائرۂ اسلام سے خارج اور خلافِ قانون قرار دے چکے ہیں۔

دوم:... ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفر و نفاق واضح ہوگیا، اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہوگئے۔

سوم: بہاولپور سے ماریشس جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کی غیرمسلم حیثیت کی بنا پر فیصلے دیئے۔

چہارم:... "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ و تسلط سے محفوظ کردیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کر ان سے قطع تعلق اور جوکنا رہنے لگے۔

پنجم:... بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دامِ ہمرنگِ زمین کا شکار ہوکر مرتد ہوگئے تھے، جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامنِ اسلام سے وابستہ ہوگئے۔

ششم:... ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازمت پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا، چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے، اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے، اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی مرعوبیت کی حق تلفی ہوتی

تھی اور بہت سے نوجوان بھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہو جاتے تھے، اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں، اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے، مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساسِ کمتری ختم ہو رہا ہے، اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی مقررہ حد سے زیادہ کسی ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

ہفتم:... قیامِ پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک "ربوہ" مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا، وہاں مسلمانوں کے داخلے کی اجازت نہیں تھی، حتیٰ کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی، لیکن اب "ربوہ" کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے، وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ اور اب تو الحمدللہ "ربوہ" کا نام چناب نگر سے بدل کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی گئی ہے۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مدارس و مساجد، دفتر و لائبریری قائم ہیں۔

ہشتم:... قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے، لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

نہم:... پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

دہم:... پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا قابلِ تعزیر جرم قرار دیا جاچکا ہے۔

یازدہم:... سعودی عرب، لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، اور انہیں "سامراج کے جاسوس" قرار دیا جاچکا ہے۔

دوازدہم:... مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی، مگر اب صورتِ حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

سیزدہم:... قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈا کیا کرتے تھے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ "ربوہ" ہے، وہ اس جھوٹ پر تصرف

پوری دنیا میں ذلیل ہو چکے ہیں۔ بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو رہی ہے، حتیٰ کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" اور بیت المال:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کے وسیع ترین تبلیغی نظام کا ایک مختصر خاکہ آپ کے سامنے آچکا ہے، البتہ اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ جماعت کے ہاتھوں روپے کے مصرف کا انتظام کیسے ہوتا ہے، جماعت کے بیت المال کے لئے کوئی مستقل ذریعہ حاصل نہیں، اس نے محض حق تعالیٰ شانہ کے خزانۂ عامرہ پر توکل کرتے ہوئے ایک روپیہ نو پیسے کے سرمایہ سے اپنا کام شروع کیا اور جوں جوں جماعت کا ٹھوس کام سامنے آتا گیا، حق تعالیٰ شانہ نے عام مسلمانوں کو خدمت وتعاون کی طرف متوجہ فرمایا اور وہ تمام حضرات جن کو مسئلہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت سے دلچسپی تھی، انہوں نے اپنے صدقات جماعت کے بیت المال میں جمع کرانے شروع کئے، گویا جماعت کا کل سرمایہ توکل علی اللہ اور مسلمانوں کا دست تعاون ہے۔

جماعت نے بیت المال کے نظام میں جن امور کو ملحوظ رکھا ان کا خلاصہ یہ ہے:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" میں جس قدر کارکن کام کرتے ہیں ان کے قوت لایموت کا انتظام جماعت کرتی ہے، اور ان پر پابندی عائد ہے کہ کسی مسلمان کی جانب سے ایک پیسہ بھی انہیں دیا جائے تو وہ جماعت کے بیت المال کی رسید دیں اور وہ پیسہ بیت المال میں جمع کرائیں، جماعت کے مبلغین اور کارکنوں نے اس سلسلہ میں جس بے مثال قربانی اور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا، اس کی نظیر موجودہ دور میں مشکل سے ملے گی۔

اہل اسلام کی جانب سے زکوٰۃ، صدقات، صدقۂ فطر، چرم قربانی اور دیگر عطیات کی شکل میں جو مد اور جس مد میں دی جاتی ہے، بیت المال کی جانب سے اس کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ وہ احتیاط کے ساتھ اسی مد میں خرچ کی جائے۔

چنانچہ اسی بیت المال سے مبلغین کے مشاہرات، دفاتر کے اخراجات، مدارس

۱۹۷۴ء کے بعد پوری دنیا جماعت ختم نبوت کی دعوت وتبلیغ کا میدان بن چکا ہے، جہاں جہاں قادیانی پہنچے ہیں، وہاں وہاں سے جماعت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کو تقاضوں پر تقاضے آرہے ہیں کہ یہاں ختم نبوت کے کام کی ضرورت ہے، اس لئے ۱۹۷۴ء سے پہلے اگر جماعت کو سینکڑوں کارکنوں کی ضرورت تھی تو اب سینکڑوں کی جگہ ہزاروں کی ضرورت ہے، پہلے اگر اس کا کام ہزاروں میں چل سکتا تھا تو اب اس کے لئے لاکھوں کا نہیں کروڑوں کا نقشہ سامنے آتا ہے، بہرحال پہلے بھی خدا کے بھروسے پر جماعت چل رہی تھی اور آئندہ بھی اسی کا سہارا ہے، تاہم مسلمانوں کے سامنے جماعت کے نئے مسائل اور نئے تقاضوں کا پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

۱:... جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے، ختم نبوت کی تحریک پوری دنیا میں پھیل چکی ہے، اور کم وبیش ہر جگہ قادیانیوں سے وہی معرکہ گرم ہے، جو یہاں ہمارے ملک میں رہا، اس لئے فوری ضرورت اس امر کی ہے کہ ساری دنیا کے ممالک میں اور بالخصوص ان ممالک میں جہاں قادیانیوں کا زیادہ تسلط ہے، ختم نبوت کے مضبوط مرکز قائم کئے جائیں اور چونکہ باہر کی دنیا قادیانیوں کی کتابوں سے واقف نہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ یہاں سے کثیر تعداد میں مبلغ بھیجے جائیں اور ان کے ساتھ ضروری لٹریچر بھی دیا جائے۔

۲:... اسی طرح یہ امر بھی فوری طور پر توجہ طلب ہے کہ اردو، عربی، انگریزی، فارسی، فرانسیسی اور افریقی وایشیائی ممالک کی معروف زبانوں میں خصوصاً ان ممالک کی زبانوں میں جہاں قادیانی ہیں، رد قادیانیت پر لٹریچر تیار کرکے شائع کیا جائے، یہ لاکھوں روپے کا منصوبہ ہے۔

۳:... ایک اہم ترین ضروری بات یہ ہے کہ بیرونی ممالک سے ذہین وفطین نوجوانوں کو پاکستان لایا جائے اور انہیں قادیانیت کی تعلیم دے کر ان کے ممالک میں تبلیغ ختم نبوت کا کام ان کے سپرد کیا جائے، اس مقصد کے لئے ملتان میں ایک عالمی تبلیغی مرکز قائم ہے، جس میں بحمداللہ تعالیٰ ان تمام ضروریات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ،

اما بعد!

دین اسلام کا سنگ بنیاد ختم نبوت کا عقیدہ ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کا مقدس سلسلہ حق تعالیٰ شانہ نے سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا اور سید العالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس مبارک سلسلہ کو ختم کردیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں جن کے وجود پاک سے قصر نبوت تکمیل پذیر ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کی جو فہرست حق تعالیٰ شانہ کے علم ازلی سے طے شدہ تھی اس میں آخری نام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے وہ فہرست مکمل ہوگئی جس میں کسی اضافہ کا امکان نہ رہا۔

ختم نبوت کا یہ عقیدہ تمام امت کا اجماعی اور مسلمہ عقیدہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سب سے پہلا جہاد اسی عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہوا جس میں ہزاروں صحابہؓ و تابعینؒ نے اپنی قیمتی جانیں قربان کرکے اس عقیدہ کو زندہ جاوید بنادیا۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ اپنے دور میں علوم و حقائق کے بحر ناپیدکنار اور بقول حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ”حق تعالیٰ شانہ کی صفت علم کا مظہر اتم تھے۔“

(ماہنامہ ”الرشید“ ساہیوال دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۸۷۷)

لیتے ہیں مگر معلومات کے ذریعہ مجہولات کو حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ افہام عامہ کی رہنمائی کے لئے۔ الغرض ان کی نظر اطراف و جوانب اور مبادی و وسائل میں الجھ کر نہیں رہ جاتی بلکہ نتائج و مقاصد کی بلندیوں میں پرواز کرتی ہے۔

حضرت نانوتویؒ کے نزدیک یہی لوگ راسخین فی العلم ہیں اور ان کے علاوہ سب لوگ عوام کی صف میں آتے ہیں۔ قاسم العلوم میں فرماتے ہیں:

"جز انبیاء علیہم السلام و راسخین فی العلم ہمہ عوام اند۔" (مکتوب ۱، ص:۲)

"یعنی انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا باقی سب عوام ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں، یہ مسئلہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے اور ملت اسلامیہ کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس سے ناواقف ہو، لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی (یا بلفظ دیگر خاتم النبیین) کیوں ہیں؟ تو عوام بس یہی کہہ سکیں گے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو آخری نبی بنایا ہے، اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں، لیکن جب آگے بڑھ کر یہ دریافت کیا جائے کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کیوں اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب کیا گیا؟ تو اس کا جواب صرف علمائے راسخین ہی دے سکتے ہیں، یہ سوال عوام کے دائرے سے باہر کی چیز ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنی تصانیف "آب حیات"، "قبلہ نما"، "حجۃ الاسلام" اور "تقریر دلپذیر" میں کہیں مختصر اور کہیں مطول اس راز سے عقدہ کشائی فرمائی ہے اور خصوصیت کے ساتھ "تحذیر الناس" تو آپ نے صرف اسی موضوع پر تالیف فرمائی ہے۔ سب سے پہلے عوام کے مبلغ پرواز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو "عوام" کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "خاتم" ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب

میں آخری نبی ہیں۔"　　(تحذیر الناس ص:۳ کتب خانہ قاسمی دیوبند)

ظاہر ہے کہ "عوام" بے چارے خاتم النبیین کا مطلب اس سے زیادہ کیا جانتے ہیں کہ آپ کی بعثت تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہوئی ہے، آپ کا زمانہ سب کے بعد رکھا گیا ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کے یہ معنی بالکل صحیح ہیں اور ان میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن مجید کا مدعا آپ کی آخریت کو بیان کرنا ہے، لیکن قرآن کریم نے آپ کی آخریت زمانیہ کو کس غرض سے بیان فرمایا ہے؟ اس کے جواب میں ہم ایسے عوام بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے جھوٹے مدعیان نبوت کا انسداد مقصود تھا۔

حضرت نانوتویؒ کے نزدیک:

"باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے، جو کل کو جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے، البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔"

(تحذیر الناس ص:۳ کتب خانہ قاسمی دیوبند)

لیکن کیا ختم النبیین کا مفہوم صرف اسی حد تک محدود ہے؟ قرآن کریم کا منشا صرف آپ کی آخریت زمانی کو ذکر کرنا ہے؟ اور معنائے خاتمیت بس یہی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں؟ یہ ہے وہ سوال جس کے حل کے لئے "عوام" کافی نہیں، بلکہ اس راز سے پردہ اٹھانے کے لئے ارباب قوت قدسیہ کا علم وبصیرت درکار ہے۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا علم ویقین تو عوام کے دائرے کی چیز ہے، لیکن اس خاتمیت زمانی کی علت کیا ہے؟ یہ عوام کے دائرے سے اوپر کی چیز تھی، حضرت نانوتوی کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس علت العلل کی طرف رہنمائی فرمائی، فرماتے ہیں:

"اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے، بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی

باطل ہیں کیونکہ) انبیائے متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا۔ حالانکہ (یہ بات شرعاً وعقلاً باطل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ) خود فرماتے ہیں:

"ما ننسخ من اٰیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها"

اور کیوں نہ ہو، یوں نہ ہو تو اعطائے دین منجملہ رحمت نہ رہے آثار غضب میں سے ہو جاوے۔

ہاں اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجے کے علماء کے علوم، ادنیٰ درجے کے علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا۔

پر سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتب علوم پر موقوف ہے، یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔ اور انبیائے متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیائے متاخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا، ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟

سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو بعد وعدہ محکم "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون" کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہیے، اور بہ شہادت آیت: "و نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء" جامع العلوم ہے (نبوت جدیدکی) کیا ضرورت تھی؟

اور اگر علوم انبیائے متاخرین علوم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا "تبیانا لکل شیء" ہونا غلط ہو جاتا۔

بالجملہ ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب جامع چاہئے تھی، تا کہ علو مراتب نبوت، جو لا جرم علو مراتب علمی ہے۔

چنانچہ معروض ہو چکا کہ بے اس صورت کے علو مراتب نبوت، بے شک
ایک قول دروغ اور دیکھ بہت غلط ہوتی ہے، ختم نبوت بمعنی معروض
کو تاخر زمانی لازم ہے۔" (تحذیر الناس ص:۱۸، کتب خانہ قاسمیہ دیوبند)

یہ عبارت کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں اور اس میں دلیل عقلی سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے، خواہ وہ شریعت جدیدہ کا مدعی ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور پیروی کا دم بھرتا ہو، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت ذاتی کے مرتبہ پر فائز ہیں اور یہ خاتمیت، تاخر زمانی کو مستلزم ہے ورنہ آپ کی نبوت کی بلندی مرتبت محض ایک قول دروغ اور حرف غلط ہوگی۔

اسی دلیل کو حضرت نے اپنی دیگر تصنیفات میں مختلف عنوانات سے واضح فرمایا ہے، یہاں صرف ایک حوالہ نقل کر دینا کافی ہے۔ "حجۃ الاسلام" میں تحریر فرماتے ہیں:

"غرض یہ بات ثابت ہو گئی جب یہ کھلا چکا ہے کہ علم سے اوپر کوئی اور صفت نہیں جس کو عالم سے تعلق ہو تو خواہ مخواہ اس بات کا یقین بھی ہو جاتا ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مراتب کمال اسی طرح ختم ہو گئے جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں، اس لئے جیسے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الکاملین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔

مگر جس شخص پر مراتب کمال ختم ہو جائیں گے تو یہی وجہ کہ نبوت سب کمالات بشری میں اعلیٰ ہے چنانچہ مسلم بھی ہے اور تقریر متعلق بحث مقرب بھی جو ہو چکی ہے اس پر شاہد ہے۔ اس لئے آپ کے دین کے ظہور کے بعد سب اہل مذاہب کو بھی ان کا اتباع ضروری ہوگا، کیونکہ حاکم اعلیٰ کا اتباع تمام حکام ماتحت کے ذمہ بھی ہوتا ہے، رعایا تو کس شمار میں ہیں؟

علاوہ بریں جیسے ادنیٰ کے ذمہ اعلیٰ کا اتباع

ضروری ہے، اس وقت احکام لازم نامحمد ہوئے (سابق وافسر سے بند) کہ اتباع کافی نہیں ہوسکتی اور نہ اس کا اتباع باعث نجات سمجھا جاتا ہے، ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکات میں اور ان کے بعد انبیائے سابق کا اتباع کافی اور موجب نجات نہیں ہوسکتا اور یہی وجہ ہوئی کہ سوائے آپؐ کے اور کسی نبی نے دعوائے خاتمیت نہ کیا، بلکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ جہان کا سردار آتا ہے۔ خود اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ خاتم نہیں، کیونکہ حسب اشارہ مثال خاتمیت بادشاہ وہ خاتم وہی ہوگا جو سارے جہان کا سردار ہو، اس وجہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں افضل سمجھتے ہیں۔ پھر یہ آپ کا خاتم ہونا آپ کے سردار ہونے پر دلالت کرتا ہے اور بقرینہ دعویٰ خاتمیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، یہ بات یقینی سمجھتے ہیں کہ وہ جہان کے سردار جن کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔"

(حجۃ الاسلام ص:۳۴ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ذاتی، آپ کی خاتمیت زمانی کی علت ہے اور خاتمیت زمانی آپ کی سیادت وقیادت اور افضلیت وبرتری کی دلیل ہے۔

حضرت نانوتوی کا موقف یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت "خاتم النبیین" میں بیک وقت تینوں قسم کی خاتمیت کا ارادہ کیا گیا ہے اور یہ تینوں بدلالت مطابقی قرآن کریم سے ثابت ہیں جس کی مفصل تقریر "تحذیر الناس" میں کی گئی ہے، یہ ہے وہ نکتہ جو "عوام" کے فہم سے بالاتر تھا۔

اور اگر قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین خاتمیت کی ان تینوں قسموں پر بدلالت مطابقی مشتمل ہے تو حضرت کو اصرار ہے کہ خاتمیت ذاتی کو آیت کا مدلول مطابقی ٹھہرایا

جائے اور خاتمیت زمانی بدلالت التزامی اس سے خود بخود ثابت ہوجائے گی۔ اس لئے خاتمیت کی علت یہی خاتمیت ذاتی ہے اور جب علت ثابت ہوئی تو معلول اس سے تخلف نہیں ہوسکتا۔

اور یہ ختم نبوت زمانی کی دلیل عقلی ارشاد ہوئی تھی اب ذرا دلیل نقلی بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

> "سو اگر اطلاق اور عموم ہے (یعنی آیت خاتم النبیین کے تحت خاتمیت ذاتی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں بدلالت مطابقی داخل ہیں اور آیت تینوں کو عام ہے) تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (یعنی لفظ خاتم النبیین تینوں اقسام خاتمیت کو شامل نہیں بلکہ اس میں صرف خاتمیت ذاتی مراد لی ہے تو اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔
>
> ادھر تصریحات نبوی مثل: "انت منی بمنزلة ھارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی۔" او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔"
>
> (تحذیر الناس ص:۹،۱۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

اس استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ ختم نبوت زمانی قرآن کریم سے بطور دلالت مطابقی یا التزامی کے ثابت ہے، احادیث متواترہ سے ثابت ہے، اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کا منکر اسی طرح کا کافر ہے جیسا کہ تعداد رکعات کا منکر کافر ہے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہوگا کہ کسی عقیدے کے ثبوت میں قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماعِ اُمت پیش کردینے کے بعد اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی کیونکہ جو عقیدہ ان تین دلائل سے ثابت ہو، اس کی قطعیت شک وشبہ سے بالاتر ہے اور اس کا منکر کافر ہے، اسی بنا پر مولانا نانوتویؒ نے فرمایا جیسے اس کا (یعنی تعدادِ رکعات کا) منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا (یعنی ختمِ نبوت زمانی) منکر بھی کافر ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

گزشتہ بالا سطور سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی کے منکر نہیں بلکہ مثبت ہیں اور مثبت بھی ایسے کہ اسے عقلی ونقلی دلائلِ قطعیہ سے ثابت کرکے اس کے منکر پر کفر کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ یہاں مزید تاکید کے لئے مناظرہ عجیبہ کے چند جملے نقل کردینا بھی مناسب ہوگا:

الف:... "خاتمیتِ زمانی اپنا دین وایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔" (ص:۳۹)

ب:... "حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے، اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں، ہاں 'الاطلاق' کہئے یا 'بالاضافت'۔" (ص:۳)

ج:... "حاصل یہ ہے کہ خاتمیتِ زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔" (ص:۵۰)

د:... "مولانا! خاتمیتِ زمانی کی میں نے تو توجیہ وتائید کی ہے، تغلیط نہیں کی..... اخبار بالعلۃ مکذب خبر بالمعلول نہیں ہوتا بلکہ اس کا مصدق اور مؤید ہے، اوروں نے فقط خاتمیتِ زمانی اگر بیان کی ہے تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیتِ مرتبی ذکر کردی

اور شروع تحذیر ہی میں اقتضا خاتمیت ذاتی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا۔'' (ص:۵۳)

ھ: ''اپنا دین و ایمان ہے (کہ) بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے اس کو کافر جانتا ہوں۔'' (ص:۱۰۳)

حضرت کی اس قسم کی بہت سی تصریحات کی موجودگی میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت کی طرف انکار نبوت زمانی کا عقیدہ کیوں منسوب کیا گیا؟ اس کا منشا غلط فہمی تھی یا دیدہ دانستہ جسارت؟

میں اس موضوع سے تعرض نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن یہ بحث تشنہ رہے گی اگر اس پر گفتگو نہ کی جائے۔ لطیفہ یہ ہے کہ حضرتؒ کی طرف اس عقیدہ کا انتساب وہ بھی کرتے ہیں جو اس اُمت میں اجرائے نبوت کے قائل ہیں یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت۔

اور وہ حضرات بھی کرتے ہیں جو ختم نبوت کے قائل اور اس کے منکر کو کافر گردانتے ہیں، یعنی مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم بریلوی اور ان کے عقیدت مند حضرات۔

جہاں تک قادیانی صاحبان کا تعلق ہے ان کی خدمت میں تو یہی گزارش کافی ہے کہ اگر عقائد کے باب میں حضرت نانوتوی کی تحریر کوئی وزن رکھتی ہے تو جس کتاب کے فقرے سے وہ اجرائے نبوت کے عقیدے پر استدلال کرتے ہیں اسی کتاب میں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ختم نبوت زمانی کے منکر کو قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع اُمت کا منکر کافر کہا گیا ہے۔

اس لئے حضرتؒ کی تحریر سے استدلال کرتے ہوئے وہ بے شک اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھیں لیکن از راہ انصاف اس عقیدہ رکھنے والے کو کافر بھی قرار دیں۔

اگر یہ دونوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں تو ضرور کرنی چاہئیں اور اگر جمع نہیں ہو سکتیں تو اس سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے حضرتؒ کی جس عبارت سے اجرائے نبوت کا عقیدہ کشید

کرنے کی کوشش فرمائی ہے وہ اس کا مطلب نہیں سمجھے، جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنی مرضی اور اپنی عبارتوں کا مطلب نکال لیا کرتے تھے۔

جہاں تک جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم کا اور ان کی جماعت کا تعلق ہے ان کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے غلط فہمی کی بنا پر حضرتؒ سے یہ عقیدہ منسوب کیا ہے تو کیسے مانی ہوگی، کیا اتنا بڑا علامہ بلکہ اتنے بڑے علماء ان عبارتوں کو سمجھنے سے قاصر رہے؟ اور اگر یہ عرض کیا جائے کہ ان حضرات نے قصداً ایک بات غلط طور پر حضرتؒ سے منسوب کر دی ہے تو اس سے بڑھ کر ستم کی بات ہے اور چونکہ حضرتؒ اسی رسالے میں دلائل قطعیہ عقلیہ سے ختم نبوت زمانی کو ثابت کر کے اس کے منکروں پر کفر کا فتویٰ بھی صادر فرما چکے ہیں، اس لئے اسی کتاب کے کسی فقرے سے آپ کا منکر ختم نبوت ہونا ثابت کرنا گویا "دزدے بکف چراغ دارد" کی مثل یاد دلاتا ہے۔

راقم الحروف غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کا قلم اور حجاج بن یوسف کی تلوار توام پیدا ہوئے تھے، ان کے قلم کو تکفیر کا وہی چسکا تھا جو حجاج کی تلوار کو خون آشامی کا۔ وہ فطرتاً مجبور تھے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو تیغ تکفیر سے ختم قتل کریں، اگر کسی کی کوئی عبارت یا عبارت کا ناتمام جملہ بھی ان کو ایسا مل جاتا جو ان کے ذوق کافرگری کی تسکین کا سامان بن جاتا تو وہ اسے کافی سمجھتے تھے اور اس کی دوسری تحریروں سے آنکھیں بند کر لینا فرض سمجھتے تھے اور اگر خدانخواستہ انہیں ایک آدھ جملہ بھی میسر نہیں آتا تو وہ اپنے ذوق کی تسکین کے لئے خود ہی ایک عبارت بنا کر کسی صاحب سے منسوب کر دیتے اور اس کی بنیاد پر انہیں "کافرگری" کا جواز مل جاتا، وہ شخص ہزار چیخے چلائے شور مچائے کہ یہ عبارت میری نہیں ہے، میں ایسی عبارت لکھنے پر لعنت بھیجتا ہوں، مگر خان صاحب فرماتے کہ چونکہ یہ عبارت ہم نے تمہارے نام سے چھاپی ہے اور اتنی مدت سے چھاپ رہے ہیں لہٰذا تمہیں تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ عبارت تمہاری ہے اور اس لئے تم کافر ہو۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ خرافات نہیں بلکہ واقعہ ہے، خان صاحب کو دو بزرگ ایسے ملے جن کی تحریر میں ان کو کوئی کلمۂ کفر نہیں مل سکا جس کی بنیاد پر انہیں کافر بناتے، اس

لئے خان صاحب نے ایک صاحب کی طرف تو خود ایک عبارت بنا کر منسوب کردی اور ان پر کفر کا فتویٰ صادر کرکے اکابر حرمین سے اس کو رجسٹری کروالیا۔ یہ شخصیت قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی تھی۔ ان کے بارے میں خان صاحب حسام الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو......

پہلے تو اس نے اپنے پیر طائفہ اسماعیل دہلوی کے اتباع میں اللہ تعالیٰ پر یہ افترا باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے، اور میں نے اس کا یہ بیہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رد کیا جس کا نام "سبحان السبوح عن کذب عیب مقبوح" رکھا اور میں نے یہ بصیغۂ رجسٹری اس کی طرف بھیجی اور بذریعۂ ڈاک اس کے پاس سے رسید آگئی......

پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک پہنچا کہ اپنے ایک فتویٰ میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد چھپا، صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا۔ اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق، گمراہی درکنار، فاسق بھی نہ کہو، اس لئے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں جیسا اس نے کہا۔" (ایضاً ص:۱۱)

بمبئی کے اس فتوے کی جس پر خان صاحب نے تکفیر کی بنیاد رکھی ہے حضرت گنگوہیؒ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی اور جب اس کا علم ہوا تو اس سے برأت کا اظہار فرمایا اور ایسا لکھنے والے کو ملعون قرار دیا۔ (فتاویٰ رشیدیہ [illegible] ص:۹۳)

مگر جناب خان صاحب کا اصرار مدت العمر یہی رہا کہ چونکہ ہم آپ کی طرف اس عبارت کو منسوب کرکے کفر کا فتویٰ رجسٹری کروا چکے ہیں لہٰذا یہ عبارت یقیناً آپ ہی کی

ہے اور ہوتی چلا ہے اور لطف یہ کہ آج تک حضرت تھانویؒ کے انکار کے باوجود خان صاحب اور ان کی جماعت کا اصرار باقی ہے۔

کچھ اسی قسم کا حادثہ خان صاحب کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے بارے میں بھی پیش آیا۔ خان صاحب کا قلم حضرت مرحوم کو کافر بنانے کے لئے بے تاب تھا۔ مگر مشکل یہ تھی کہ حضرتؒ کے دفتر تحریر میں خان صاحب کو ایک فقرہ بھی ایسا نہ مل پاتا تھا جس کی بنیاد پر ان کی تیغ تکفیر نیام سے باہر نکل آتی۔ اس مشکل کا حل خان صاحب نے یہ تلاش کیا کہ حضرت نانوتویؒ کی اس کتاب سے جو صرف مسئلہ ختم نبوت پر لکھی گئی ہے اور جس میں منکرین ختم نبوت کو صاف الفاظ میں کافر کہا گیا ہے، تین جملے تلاش کئے اور ان کو آگے پیچھے جوڑ کر مربوط اور مسلسل عبارت بنا ڈالی جس سے خان صاحب کی تکفیر کے لئے جواز پیدا ہو گیا۔ خان صاحب نے جس چابکدستی سے تین الگ الگ جگہ سے تحذیر الناس کے ان تمام جملوں کو ملا کر ایک مکمل عبارت تیار کر لی وہ ان کی مہارت فن کا شاہکار ہے۔

پہلا فقرہ ص: ۱۴ سے لیا گیا:

"بلکہ بالفرض آپؐ کے زمانہ میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپؐ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

دوسرا فقرہ ص: ۲۸ سے لیا گیا:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اور تیسرا فقرہ ص: ۳ سے لیا گیا، جہاں تحذیر الناس شروع ہوتی ہے:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

ان تین فقروں کو ایک مسلسل عبارت میں ڈھالنے اور پھر انہیں عربی میں منتقل کرنے میں خان صاحب نے خدا ناترسی کا جو نمونہ پیش کیا ہے ان کو دیکھ کر آج یوں

صدق بعد بھی یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص جس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہو ایسی حرکتوں کا ارتکاب کر سکتا ہے؟

اس آخری فقرے کے بارے میں تو عرض کر چکا ہوں کہ حضرتؒ "عوام کے خیال" کی اس کوتاہی کی شکایت کر رہے ہیں کہ "خاتم النبیین" کے مفہوم کو صرف "آخری نبی" کے معنی میں محدود سمجھ لیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم کا مقصد اس سے صرف آپ کی خاتمیت زمانی کو بیان کرنا نہیں بلکہ خاتمیت ذاتی و رتبی کو واضح کرنا ہے۔ بالفرض خاتمیت زمانی سے انکار نہیں اور نہ اسے خاتم النبیین کے مفہوم سے خارج کرنا مقصود ہے بلکہ یہ بتانا منظور ہے کہ خاتمیت صرف خاتمیت زمانی میں منحصر نہیں جیسے کہ عوام کا خیال ہے بلکہ خاتم النبیین کا مفہوم اس سے کہیں بلند تر ہے۔ اسی صفحہ ۱۴ اور ۲۸ کی عبارت اعلیٰ خان صاحب نے جو فقرے نقل کئے ہیں ان کے شروع میں "بلکہ بالفرض" کا لفظ موجود ہے جس سے دو باتوں کا صاف پتہ چلتا ہے۔ ایک یہ کہ "بلکہ" سے پہلے جو عبارت چلی آرہی ہے خان صاحب کی نقل کردہ عبارت اس کا ایک ناتمام ٹکڑا ہے اور جب تک اس کا ماقبل اس کے ساتھ ملایا جائے اس سے کوئی مفہوم اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرے یہ کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ بطور واقعہ کے نہیں بلکہ بطور فرض محال کے کہا جا رہا ہے اور دنیا کا کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو کسی فرض محال پر کفر کا فتویٰ صادر کر دے۔

الغرض خان صاحب کے منقولہ ٹکڑے ہی اس بات کو بتانے کے لئے کافی تھے کہ ان ٹکڑوں کو جا بجا سے کاٹ کر ساتھ جوڑنے کے بعد بھی خان صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ص ۱۴ اور ص ۲۸ کی تشریحات متعدد اکابر کر چکے ہیں اور ان کے بعد ضرورت نہیں رہ جاتی کہ میں ان پوری عبارتوں کو نقل کر کے ان کی تشریحات کروں، اہل علم کو حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کے رسالہ "اشد العذاب" ["خاتم النبیین"] وغیرہ، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے رسالہ "معرکۃ القلم"، مولانا عبدالغنی پٹیالوی کی کتاب "الجہد المقل فی التنزیہ" اور مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کے رسالہ "عبارات اکابر" ملاحظہ کرنی چاہئیں۔

ان حضرات سے پہلے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری "التصدیقات لدفع التلبیسات" میں اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی "الشہاب الثاقب" میں بھی خان صاحب کے اس افترا کی کافی وشافی تردید فرما چکے ہیں، تاہم مناسب ہوگا کہ یہاں بھی ان عبارتوں کو نقل کرکے اس پر مختصری تنبیہ کردی جائے۔

ص ۱۴ کی پوری عبارت یہ ہے:

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق "خاتم النبیین" اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے اسی طرح...الخ"

اس پوری عبارت پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ جو فقرہ خان صاحب نے نقل کیا ہے (اور جسے میں نے اوپر خط کردیا) یہ پورا جملہ نہیں بلکہ جملہ شرطیہ کی جزا کا ایک حصہ ہے۔

شرط:...غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا۔

جزا:...تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔

منقولہ ٹکڑا:...بلکہ اگر بالفرض...الخ جزا ہے اسی جملہ شرطیہ کی۔ اب انصاف فرمائیے کہ شرط اور جزا کے ایک حصہ کو حذف کرکے جزا کے دوسرے حصہ کو نقل کردینا اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرنا، فہم و دیانت کی روشنی میں اس کو کیا نام دیا جائے؟ بہرحال خان صاحب کا منقولہ ٹکڑا خود بھی قضیہ فرضیہ ہے اور پھر یہ قضیہ فرضیہ اوپر کے جملہ شرطیہ کی جزا کا ایک جز ہے اور دنیا کا کوئی عاقل ایسا نہیں ہوگا جو مقدم اور تالی کے درمیان جو اتصال ہوتا ہے اسے نظرانداز کرکے صرف تالی (اور وہ بھی اس کے ایک جز) پر حکم لگانے بیٹھ جائے، مگر خان صاحب کے مذہب کا فقر کری میں یہ بھی ہے۔

اب ص ۲۸ کی عبارت ملاحظہ کیجئے:

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء علیہم السلام کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔۔۔۔۔ الخ"

پوری عبارت پر نظر ڈال کر دیکھئے یہاں بھی خان صاحب کی وہی مہارت فن نظر آتی ہے جس کا تذکرہ ابھی کر چکا ہوں۔

یہ قضیہ شرطیہ "ہاں اگر خاتمیت" سے شروع ہوتا ہے۔ تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کی جزا کا پہلا حصہ ہے بلکہ اس صورت میں اس کا دوسرا حصہ ہے اور بلکہ اگر بالفرض اس کا تیسرا حصہ ہے۔ خان صاحب نے قضیہ شرطیہ کے مقدم اور تالی کے دو حصوں کو حذف کر کے تالی کے تیسرے حصے کو جو خود قضیہ مفروضہ ہے نقل کر دیا اور اس نا تمام جملہ پر جس کے مشروط محمل ہونے کی تصریح بھی اس کے اندر موجود ہے، کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے افراد دو قسم کے ہیں ایک افراد حقیقی اور خارجی اور دوسرے افراد مقدرہ جن کو خارج میں وجود ہوا نہ ہوگا۔

اور خاتم النبیین کے دو مفہوم ہیں، ایک آپ کا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لانا اور دوسرے آپ کا وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہونا اور دوسرے انبیائے علیہم السلام کا آپ کی وساطت سے موصوف ہونا۔

افراد خارجیہ کے لحاظ سے تو یہ دونوں مفہوم لازم و ملزوم ہیں۔ چنانچہ آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے واسطہ نبوت بھی ہیں اور سب کے بعد تشریف لائے، سب سے پہلے یا ان حضرات کے درمیان میں آپ کا تشریف لانا عقلاً و شرعاً صحیح نہیں تھا۔

لیکن افراد مقدرہ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو خاتم النبیین کے مفہوم اول (زمانی

آخری نبی ہیں اسے وہ خارج نہیں کیونکہ یہ مفہوم افراد حقیقیہ واقعیہ کے اعتبار سے ہی صادق آ سکتا ہے نہ کہ افراد مقدرہ و فرضیہ کے اعتبار سے مگر ”خاتم النبیین“ بمعنی اتصاف ذاتی مقدرہ کو بھی محیط ہے اس لئے بفرض محال آپ کے بعد بھی کسی نبی کی آمد ہوتی تو وہ بھی انبیائے گزشتہ کی طرح وصف نبوت میں آپ کا محتاج ہوتا۔

حاصل یہ کہ خاتمیت ذاتی جیسے انبیائے کرام علیہم السلام کے افراد خارجیہ کے اعتبار سے ہے ایسے افراد فرضیہ کے اعتبار سے بھی ہے، پس اس دنیا میں جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، ان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اعتبار سے خاتم ہیں، خاتمیت ذاتی کے اعتبار سے بھی اور خاتمیت زمانی کے لحاظ سے بھی، اور اگر ان کے علاوہ کوئی انبیاء فرض کئے جائیں تو سوال یہ ہے کہ ان کے لئے بھی آپ خاتم ہوں گے یا نہیں؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ خاتمیت زمانی کے اعتبار سے یہ سوال بے ہودہ ظاہر ہے کہ آپ ان کے خاتم نہیں ہوں گے لیکن خاتمیت ذاتی کے اعتبار سے آپ کو ان کا خاتم بھی ماننا پڑے گا۔

یہاں ایک گزارش مزید کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت نانوتوی کا یہ رسالہ ”تحذیر الناس“ ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں سات زمینوں اور ان کے انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ہے اور جسے بیہقی وغیرہ نے ”صحیح“ کہا ہے، درج کر کے خاتم النبیین کے ساتھ اس کی تطبیق دریافت کی گئی تھی کہ آیا بیک وقت آیت اور حدیث دونوں پر عقیدہ رکھنا ممکن ہے؟

اس سوال کا جواب تین طرح دیا جا سکتا ہے:

اول:... یہ کہ آیت اور حدیث میں تعارض ہے لہٰذا اس حدیث کو غلط سمجھا جائے۔

دوم:... یہ کہ آیت اور حدیث دونوں صحیح ہیں کہ آیت میں آپ کی خاتمیت اسی اس زمین کے اعتبار سے بیان کی گئی ہے لہٰذا آپ صرف اسی زمین کے خاتم ہیں۔

سوم:... تیسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ آیت و حدیث دونوں کو تسلیم کر کے دونوں میں ایسی تطبیق دی جاتی کہ آپ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہ رہتی بلکہ دیگر

زمینوں کو بھی محیط ہو جاتی۔

خان صاحب اور ان کے ہم مشرب لوگوں نے پہلا راستہ اختیار کیا کہ یہ حدیث غلط ہے، لیکن حضرت نانوتویؒ نے آیت اور حدیث دونوں کو صحیح قرار دے کر تطبیق کی وہ شکل اختیار کی جو میں نے تیسری صورت میں ذکر کی ہے۔

حضرتؒ کی ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری زمین کے اعتبار سے تو آپؐ خاتم النبیین ہیں، باعتبار اتصاف ذاتی کے بھی اور باعتبار آخریت زمانہ کے بھی، لیکن آپ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہیں بلکہ پوری کائنات کو بھی محیط ہے، اور حدیث میں تو ہماری زمین کے علاوہ چھ زمینوں کا ذکر ہے، اگر بالفرض ہزاروں زمینیں بھی اور ہوتیں اور ان زمینوں میں سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے خاتم ہوتے، باقی انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں یہ تصریح نہیں آئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں یا بعد میں؟ اس لئے دونوں احتمال ممکن ہیں، پس اگر وہ حضرات بھی اس زمین کے انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح سب آپ سے پہلے ہوئے ہیں تو یوں کہا جائے کہ آپ سب کے لئے خاتم ہیں باعتبار ذات کے بھی، باعتبار زمانہ کے بھی، لیکن اگر یہ فرض کیا جائے کہ ان دیگر زمینوں کے کچھ انبیاء آپؐ کے معاصر یا بالفرض آپ کے بعد ہوئے تو ان کے اعتبار سے آپؐ کو خاتم زمانی نہیں بلکہ خاتم ذاتی کہا جائے گا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نانوتویؒ پر فرد جرم یہ نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زمین کے انبیائے کرام علیہم السلام کا خاتم (ختمیت ذاتی اور ختمیت زمانی دونوں کے اعتبار سے) نہیں مانتے بلکہ اصل جرم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات کا خاتم کیوں مانتے ہیں؟

تتمہ بحث:

ختم نبوت کے ساتھ ایک مسئلہ ضمنی طور پر خود بخود زیر بحث آ جاتا ہے اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ تشریف آوری کا مسئلہ۔

جیسا کہ شیخ ابو حیان اندلسی صاحب "البحر المحیط" نے لکھا: (ابو حیان، البحر المحیط ج:۲ ص:۳۷۳) پوری امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور ان کے دوبارہ تشریف لانے کے عقیدے پر متفق ہے اور ان کا دوبارہ تشریف لانا عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں، کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے اور آپ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا جبکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے کے نبی ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کی فہرست میں ان کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے درج ہے۔ حافظ ابن حجر "لا نبی بعدی" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "لا نبی بعدی" کی نفی کو اس معنی پر محمول کرنا چاہیے کہ آئندہ کسی شخص کے حق میں نبوت جدیدہ کا انشا نہیں ہوگا۔ اس سے کسی ایسے نبی کے موجود ہونے کی نفی نہیں ہوتی جو آپ سے قبل منصب نبوت سے سرفراز کیا جا چکا ہو۔"
>
> (ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج:۱ ص:۲۲۵)

بہرحال امت میں جس طرح ختم نبوت کا عقیدہ قطعی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ کی دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ بھی قطعی اور متواتر ہے۔ دور قدیم میں فلاسفہ و زنادقہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

(السفارینی "شرح عقیدہ منظومہ" ج:۲ ص:۹۳)

اور دور جدید میں ملاحدہ اور نیچریوں نے، مگر امت نے اس قطعی عقیدہ کے منکرین کو خارج از ملت قرار دیا۔

(السیوطی "الحاوی للفتاوی" ج:۲ ص:۱۴۲، روح المعانی ص:۶۰)

قادیانی امت ملاحدہ و زنادقہ کی تقلید میں اس عقیدے کی منکر ہے چونکہ یہ لوگ حضرت نانوتوی کی ایک عبارت سے عقیدۂ اجرائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں، لہٰذا عقیدۂ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں حضرت نانوتوی کی دو عبارتوں کا حوالہ

مقدماتِ تلبیس بھی شرح طلب ہو جاتے ہیں۔"

(آب حیات ص:۱۶۹، ۱۷۰ طبع مجتبائی دہلی)

حضرت قدس سرہ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جدید نبی نہ آنے کے جتنے وجوہ پیش فرمائے ہیں ان میں سے ہر ایک شرح و تفصیل کا خواستگار ہے اور اس موضوع پر ایک تفصیلی رسالہ تیار ہو سکتا ہے مگر میں یہاں حضرت کے اقتباس پر ہی اکتفا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے میں اس تحریر کو حضرت قدس سرہ کے ایک جملہ پر ختم کرتا ہوں:

"ماحصل مطلب یہ ہے کہ ختم نبوت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہیے منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔"

(مناظرہ عجیبہ ص:۱۱ مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی کراچی)

حریمِ نبوت کی پاسبانی کا اعزاز!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ، ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔" (المائدہ:۵۴)

ترجمہ:... "اے ایمان والو! جو شخص تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر، جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، بڑے علم والے ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حریمِ نبوت کی پاسبانی اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی نگہبانی ہر مسلمان کا دینی و ملی فریضہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے ختمِ نبوت کے قزاق اسود عنسی کو خنجر سے موت کے گھاٹ اتار کر دربارِ نبوت سے: "فاز

"فیصلہ ہوا" کا تحفظ حاصل نہیں۔ اور وصال نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت نے سب سے پہلے فتنہ ارتداد ہی کا قلع قمع کیا اور یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب و اس کی ذریت کو "حدیقۃ الموت" میں واصل جہنم کیا۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" (اپنی بے بسی اور بے سروسامانی کے باوصف) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی مقدس مشن کی علمبردار ہے:

تیغ برّاں بہر زندیق باش
اے مسلمان ہمہ صدیق باش

خدام مجلس کی دعوت و داعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و عقیدت ہے اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جب بہاولپور کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لائے تو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین سے فرمایا:

"میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا، نیز ڈابھیل جانے کے لئے پابہ رکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہ کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاولپور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے کہا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس زاد آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔"

یہ فرما کر بہت بے قرار ہوگئے، حضرت کے ایک شاگرد حضرت مولانا عبدالحنان ہزاروی بے اختیار کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اگر حضرتؒ کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت کی توقع ہوگی؟ اور حضرت کی تعریف و توصیف میں انہوں نے کچھ بلند کلمات اور بھی فرمائے، جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا:

"ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا ہے، حالانکہ

ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے، اگر ہم ختم
نبوت کا تحفظ نہ کرسکیں۔“ (نقش دوام ص:۱۹۰)

نیز اپنے آخری لمحات حیات میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ”میری
چارپائی دارالعلوم دیوبند لے چلو۔“ وہاں اساتذہ و طلبا اور باہر سے آنے والے مہمانوں کا
ایک بڑا مجمع تھا، حضرتؒ نے اپنے تمام تلامذہ اور دیگر علماء و طلبہ کو ختم نبوت کے تحفظ کی
تاکید فرمائی، اور فرمایا:

”جو شخص چاہتا ہے کہ کل قیامت میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت کریں، اسے چاہئے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی کا حق ادا کرے۔“

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند!

امام العصر حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے اسی سوز دروں کا نتیجہ تھا کہ
حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء نے اپنی زندگی کا موضوع
ہی اس مقدس مشن کو بنالیا، اور اس کے لئے ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا ادارہ قائم فرمایا،
حضرت امیر شریعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری،
مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری (رحمہم
اللہ) بھی بترتیب اس قافلے کے میر کارواں ہوئے اور آج بھی بحمداللہ شیخ طریقت حضرت
اقدس مولانا خان محمد مدظلہ العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کی قیادت میں
یہ کارواں ایمان و عزیمت اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ایک عرصے سے تمنا تھی کہ ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے کے لئے ”ختم نبوت“
ہی کے نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا جائے، لیکن یہاں کی ”نام نہاد اسلامی حکومت“ نے
اس نام سے پرچہ جاری کرنے کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ حکومتی وسائل عقیدۂ ”ختم نبوت“
کے تحفظ کے بجائے منکرین ختم نبوت کی حفاظت و مدافعت میں صرف ہوتے رہے، جب

باندھ کر صحیت کو کھانے لگے تو اس سے عمر کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ تاہم یہاں کے ناخداؤں کی حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرد مہری ہمارے ولولوں کو سرد نہیں کرسکی، بقول غالب:

"گو کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا؟"

ہماری کوششیں جاری رہیں، بالآخر موجودہ حکومت نے اپنے دینی و ملی فریضہ کا احساس کرتے ہوئے "ہفت روزہ ختم نبوت" کی اشاعت کی منظوری دے دی ہے، ہم بارگاہِ رب العزت میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے ہمارے موجودہ حکمرانوں کو اس کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی ہے۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کا موضوع یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و سیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی و ملی احساس پیدا کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا، یہی اغراض و مقاصد ان شاء اللہ "ہفت روزہ ختم نبوت" کے ہوں گے، اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی توفیق و عنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین و ملت کے اس خوانِ یغما پر قارئین کے ذہن و قلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں، اس کے لئے ہم اپنے باتوفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ و عاقلانہ مشوروں کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جو حادثہ پیش آیا، وہ تحریک ختم نبوت کا پیش خیمہ ثابت ہوا، جس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہوا، مناسب سمجھا کہ ہم اسی تاریخ سے اپنے اشاعتی سفر کا آغاز کریں، ہم بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ ان حقیر مساعی میں خلوص کامل نصیب فرمائے، اور اس بضاعتِ مزجاۃ کو شرفِ قبول عطا فرماکر دارین میں اپنی رضا و رحمت کا ذریعہ بنائے۔ (ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱ ش:۱)

تحریک ختم نبوت
اور حضرت بنوریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

متحدہ ہندوستان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجلس احرار اسلام کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعہ انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوت کے خرمن امن کو پھونک ڈالا تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا، برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس تقسیم کے نتیجے میں قادیانی نبوت کا شجر خشک ہو کر رہ گیا، اور قادیان کی منحوس سرزمین نہ صرف خود دار الکفر ہندوستان کے حصہ میں آئی بلکہ اپنے ساتھ مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے صوبے کو بھی لے ڈوبی۔

مرزا محمود قادیانی اپنے "مکۃ المسیح"، "ارض حرم" اور "مسجد اقصیٰ" سے برقعہ پہن کر فرار ہوا اور سیدھا لاہور آکر دم لیا۔ پاکستان میں دجل وتلبیس کا دار الکفر "ربوہ" کے نام سے آباد کیا۔ قبر فروشی کی آبادی اسکیم کے لئے "بہشتی مقبرہ" کا یہاں ڈھونگ رچایا، اور قادیانی خلافت کے شہسوار کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد بنانے کے منصوبے تیار کرنے لگا۔

قادیانیوں کو توقع تھی کہ چونکہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے، فوج میں ان کا گہرا اثر ورسوخ ہے، ملک کے کلیدی مناصب پر ان کا قبضہ ہے، پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی ہے۔ اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا

ایک خوش پہلو یہ بھی تھا کہ "احرار اسلام" کا قافلہ تقسیم ہند کی بدولت لٹ چکا تھا، ان کے پاس تنظیم اور تبلیغی وسائل کا فقدان تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ "احرار اسلام" بانیانِ پاکستان کے دربار میں معتوب تھے۔ قادیانیوں کو یہ غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی اور قادیان کی جعلی قبائے نبوت کے بخیے ادھیڑنے کی ہمت کسی کو نصیب ہوگی، جو شخص بھی اس کی جرأت کرے گا اسے "فرقہ پرست" اور "باغی" کہہ کر آسانی سے تختۂ دار پر لٹکوا دیا جائے گا، یا کم از کم جیل کی دیوار زنداں بھجوا دیا جائے گا۔ لیکن وہ یہ بھول جاتے تھے کہ حفاظت دین اور "تحفظ ختم نبوت" کا کام انسان نہیں کرتے خدا خود کرتا ہے، اور جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو اس کے ارادے کو نہ تلواریں روک سکتی ہیں نہ گولی بڑی سے بڑی طاقت بدل سکتی ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے مگر حالات کا تیز و تند دھارا ان کے خلاف بہہ رہا تھا۔ تاہم وہ شدید ترین ناموافق حالات میں بھی قادیانیت سے نمٹنے کا فیصلہ کر چکے تھے، گویا:

موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اٹھ جائیں کیا؟

چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے امیر شریعتؒ نے ملکی سیاسیات سے دست کش ہونے کا اعلان کر دیا اور آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد "مسجد سراجاں" میں ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ (مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۰ء) کو اپنے مخلص رفقا کی ایک مجلس مشاورت طلب فرمائی، جس میں حضرت امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا شیخ احمدؒ (تیرے والا)، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا تاج محمود لائل پوریؒ (فیصل آبادی)، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام محمد بہاولپوریؒ وغیرہ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے نام سے ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی، یہ تھا مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاسیس کا مختصر تعارف، ورنہ پس منظر حضرت امیر شریعتؒ

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس قافلہ کا پہلا امیر و قائد منتخب کیا گیا۔

۶ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعتؒ کا وصال ہوا اور جماعت کو طفولیت کے عالم میں یتیم کر گئے۔ شاہ جیؒ کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ (المتوفی: ۱۰ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء) امیر دوم، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (المتوفی: ۲۲ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء) امیر سوم، اور مفکر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ (المتوفی: ۱۱ جون ۱۹۷۳ء) امیر چہارم منتخب ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات مدظلہ العالی کو نئے انتخاب تک مسند امارت عارضی طور پر تفویض ہوئی، خیال تھا کہ آئندہ جماعت کی تمام قیادت مستقل طور پر انہیں کے سپرد کر دی جائے مگر اپنے ضعف و عوارض کی بنا پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرما دیا اور جماعت خلا میں گھومنے لگی۔ یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان تحریک کے رک جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدہ حفاظت دین بالکل ایک لطیفہ غیبی کی شکل میں رونما ہوا اور اس منصب عالی کے لئے اسلاف کے علوم و روایات کی حامل ایک ہستی کو کھینچ لایا جو اس منصب کی پوری طرح اہل تھی، جس سے ملت اسلامیہ کا سر بلند ہوا، جس کے ذریعہ قدرت نے ختم نبوت کی پاسبانی کا وہ کام لیا جو اس دور کی تاریخ کا جلی عنوان بن گیا، اور وہ تھے شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری الحسینی نور اللہ مرقدہ۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۳ء کو یہ عبقری شخصیت "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئی۔

کسی جماعت کی صدارت قبول کرنا حضرتؒ کے مزاج و مشغلہ کے قطعاً منافی تھا، لیکن مخلصین کے اصرار پر آپ کو یہ منصب قبول کرنا پڑا، یہ تو ظاہری سبب تھا، لیکن اس کے باطنی اسباب و دواعی متعدد تھے جن میں سے تین اسباب اہمیت رکھتے ہیں۔

اول:۔ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ اپنے دور میں رد قادیانیت کے امام تھے۔ انہوں نے ہی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" مقرر

کرتے تھے، یہ جماعت جو مستقل اسی مہم پر لگا دی گئی تھی اور علمائے امت نے ان سے قیادت کرنے کی بیعت لی تھی۔ دوم حضرت بنوری اپنے شیخ کے علوم و کمالات کے وارث تھے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت ان کے شیخ انور کی وراثت و امانت تھی، ظاہر ہے کہ ان کا اس علوم انوری کے وارث اور ان کے روحانی جانشین سے بہتر کون ہو سکتا تھا؟ اس لئے جب ایک اعلیٰ جماعت کی قیادت ان کے سپرد ہوئی تو آپ نے اسے عطیۂ خداوندی سمجھ کر قبول فرمایا۔

دوم:... حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے انجمن حمایت اسلام کے جس اجلاس میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" مقرر کر کے خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دیگر علماء سے بھی بیعت کرائی، اس میں حضرت بنوری بھی شریک تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے شیخ انور اور ان کے "امیر شریعت" کی جماعت بے کسی، بے بسی کے جنگل میں بھٹک رہی ہے اور بے سہارا جماعت کے سارے اکابر اسے یتیم چھوڑ کر جا چکے ہیں تو آپ نے اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود اس یتیم جماعت کو اپنی آغوش شفقت میں اٹھا لیا۔ گویا وہ بیعت جو آپ نے انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں امیر شریعت کے ہاتھ پر کی تھی وہی آپ کو امیر شریعت کی خلافت و جانشینی تک کھینچ لائی۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ سے پہلے آپ امیر شریعت کی "پاسبان ختم نبوت فوج" کے سپاہی تھے اور اس تاریخ سے آپ اس فوج کا سپہ سالار بنا دیا گیا۔

سوم: حضرت قدس سرہ پر حق تعالیٰ شانہ کے بے شمار انعامات تھے، آپ کے صحیفۂ زندگی میں قدرت ایک نئے باب اور بالکل آخری باب کا اضافہ کرنا چاہتی تھی، اور وہ تھا آپ کے مقام صدیقیت کا اظہار، مسیلمہ کذاب کی خبیث امت کا صفایا سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توفیق سے ہوا تھا اور "مسیلمہ پنجاب کی امت کی سرکوبی" بھی "صدیقی" کی توفیق سے "اول با آخر نسبتے دارد"، راقم الحروف کا خیال ہے کہ اسی صدیقی نسبت کی تکمیل کے لئے قدرت آپ کو آخری عمر میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی قیادت کے لئے کشاں کشاں کھینچ لائی۔

یہاں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہ نے حضرتؒ کی خدمت میں جماعت کی قیادت کے لئے درخواست کی تھی مگر حضرتؒ نے فرمایا کہ آپ کی موجودگی میں صرف آپ ہی اس کے لئے موزوں ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس وقت جماعت کی امارت قبول نہیں فرمائی، البتہ جماعت کی سرپرستی اور مجلس شوریٰ کی رکنیت قبول فرمائی۔ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ سے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے تھے اور مجلس کی کوئی کاروائی حضرتؒ کی قیادت و ارشاد کے بغیر نہیں ہوتی تھی، بظاہر حضرت جالندھریؒ مجلس کے امیر ہوتے تھے مگر اس کی حقیقی قیادت اس وقت بھی حضرت بنوری قدس سرہ کے ہاتھ میں تھی۔

حضرت بنوری قدس سرہ کا دورِ امارت اگرچہ بہت ہی مختصر رہا اور اس میں بھی حضرتؒ اپنے بے شمار مشاغل اور ضعف و پیرانہ سالی کی بنا پر جماعت کے امور پر خاطر خواہ توجہ نہیں فرماسکتے تھے اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے آپؒ کی پُرخلوص قیادت کی برکت سے جماعت کے کام کو ثریٰ سے ثریا تک پہنچادیا، اور "بنوری دور" میں جماعت نے وہ خدمات انجام دیں جن کی اس سے پہلے صرف تمنا کی جاسکتی تھی، ان کا بہت ہی مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

تاریخ ساز فیصلہ:

آپ کو جماعت کی زمامِ قیادت سنبھالے ابھی دو مہینے ہی گزرے تھے کہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن کا شہرۂ آفاق سانحہ رونما ہوا۔ حضرتؒ ان دنوں سوات کے دور دراز علاقے میں سفر پر تھے، وہیں آپ کو اس واقعہ کی کسی نے اطلاع دی، خبر سن کر چند لمحے توقف کے بعد فرمایا:

"عدو شرے برانگیزد خیر ما در آں باشد"

آپؒ سوات سے عجلت واپس ہوئے اور تحریکِ ختم نبوت کی کامیابی کے لئے حضرتؒ نے ایک طرف بارگاہِ خداوندی میں تضرع اور ابتہال کا سلسلہ تیز کردیا اور دوسری

ہوگی، تو حکومت کو بدنام کرنا نہیں چاہئے۔ اگر حکومت نے ان کی
حقیقت واضح کی، اس بارے میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل
کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ قبل از وقت کچھ کہنا درست
نہیں۔" (ماہنامہ بینات کراچی رمضان و شوال ۱۳۹۴ھ)

اس کے بعد مفتی محمود، نواب زادہ نصر اللہ خان اور دیگر نمائندوں کی تقریریں ہوئیں۔ تحریک کو نظم و ضبط کے تحت رکھنے کے لئے ایک "مجلس عمل" کی تشکیل ہوئی اور حضرت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک نے اس کی صدارت کے لئے حضرت کا نام پیش کیا، حضرت اس کے لئے آمادہ نہ تھے، اس لئے حضرت کو مجبور کیا گیا کہ فی الحال آپ عارضی حیثیت سے "مجلس عمل" کی قیادت قبول فرمائیں، مستقل صدر کے انتخاب پر بعد میں غور کر لیا جائے گا۔

اسی اجلاس میں "مجلس عمل" کی جانب سے ۱۴ر جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال کے اعلان اور مرزائی امت کے مکمل مقاطعہ (بائیکاٹ) کا فیصلہ کیا گیا۔

اسی دوران وزیر اعظم نے "مجلس عمل" کے ارکان سے فرداً فرداً ملاقات کی۔ حضرت نے نہایت صفائی اور سادگی سے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں وزیر اعظم کے سامنے مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کی، آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ تھا:

"قادیانی مسئلہ قیام پاکستان کے روز اول سے موجود ہے، پہلی غلطی اس وقت ہوئی جب ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ شہید ملت (خان لیاقت علی خان مرحوم) کو اس غلطی کا احساس ہوا، اور انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا عزم کر لیا تھا، لیکن افسوس کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ عزم ہی ان کی شہادت کا سبب بنا ہو۔ اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے اگر اس وقت اس کا تدارک کر دیا گیا ہوتا اور غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے ہوتے تو مسلمانوں کے جذبات مجروح نہیں

گے اور ان کی (قادیانیوں کی) جان و مال کی حفاظت حکومت کے
لیے مشکل ہو گی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان
کی حیثیت "ذمی" کی ہو گی اور ان کی جان و مال کی حفاظت شرعی
قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہو گی۔ اس طرح ملک میں امن
قائم ہو جائے گا۔

میں مانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیر اسلامی حکومتوں کا دباؤ
ہو گا، لیکن ان کے بالمقابل تمام اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان
کو جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جن ممالک سے ہمارے
سماجی تعلقات بھی ہیں اور ہر قسم کے مفادات بھی وابستہ ہیں،
خارجی دنیا میں غیر مسلم حکومتوں کے بجائے اسلامی مملکتوں کو
مطمئن اور خوش کرنا زیادہ ضروری ہے۔ نیز ایک معمولی سی اقلیت کو
خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی اکثریت کو غیر مطمئن کرنا دانشمندی
نہیں۔ اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل و اعتماد کر کے اللہ کی خوشنودی کے
لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا
بال بیکا نہیں کر سکتی، اور اس راستہ میں موت بھی سعادت ہے۔"

(حوالہ مذکور)

۱۳ر جون کو وزیر اعظم نے ایک طویل تقریر ریڈیو پر نشر کی، جس میں حادثہ ربوہ پر
ایک حرف بھی نہیں کہا، البتہ ختم نبوت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ نوے سال کا
پرانا ہے، اتنی جلدی کیسے حل ہو سکتا ہے؟

۱۴ر جون کو ملک بھر میں خیبر سے کراچی تک ایسی مکمل ہڑتال
ہوئی جو پاکستان میں بے نظیر تھی۔

۱۶ر جون کو "مجلس عمل" کا لاہور میں اجلاس ہوا جس میں وزیر اعظم کی
۱۳ر جون کی تقریر پر غور کیا گیا، "مجلس عمل" کی مستقل صدارت کے لئے حضرت کو چن لیا گیا

گیا۔ جسے آپ کو منظور کرتے ہیں۔ اسی اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ تحریک کو پُرامن رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر قیمت بچایا جائے۔

تحریک کو تادم آخر پُرامن رکھنے کے لئے حضرتؒ نے کراچی سے پشاور تک کے دورے کئے، چھوٹے چھوٹے قصبوں تک میں تشریف لے گئے، ہر جگہ مسلمانوں کو صبر و سکون سے تحریک چلانے کا حکم فرماتے لیکن اس کے برعکس حکومت نے جارحانہ رویہ اختیار کیا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں:

"ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے بہر صورت گریز کیا جائے، ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، پریس پر پابندی عائد کردی، انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سینکڑوں نوجوان، علماء اور طلباء کو گرفتار کرلیا گیا، انہیں ناروا ایذائیں دی گئیں، کبیر والا، اوکاڑہ، سرگودھا، لائل پور، کھاریاں وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے، جن کو مظلوموں نے صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا۔ صرف ایک شہر اوکاڑہ میں مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی۔ اسی سے اندازہ کیجئے کہ ملک بھر میں مجموعی طور پر کتنا ظلم اور اس کے خلاف کتنا احتجاج ہوا؟ جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا، اشک آور گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا، مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں۔ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ جون کے آخر میں بغداد و دمشق کے دورے پر جاتے ہوئے وزیراعظم (جناب

صاحب) نے اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے قومی اسمبلی کو ایک تحقیقاتی کمیٹی کی حیثیت دے دی جائے گی۔ بنگلہ دیش کے دورے سے واپس آئے تو یکم جولائی کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا، اور اس میں قومی اسمبلی کو "خصوصی کمیٹی" قرار دینے کا فیصلہ ہوا، اور یہ بھی طے ہوا کہ کمیٹی کے لئے چالیس ارکان کا کورم ہوگا، جن میں تیس ارکان حزب اقتدار کے اور دس حزب اختلاف کے ہوں گے۔ اس خصوصی کمیٹی کے سامنے دو قراردادیں بحث و تمحیص کے لئے پیش کی گئیں۔ ایک حزب اقتدار کی جانب سے وزیر قانون (مسٹر حفیظ پیرزادہ) نے پیش کی اور دوسری حزب اختلاف کی جانب سے پیش کی گئی۔"

• ۲۰ / جولائی کو حضرت قدس سرہ کے خلاف ملک بھر کے اخبارات (نوائے وقت لاہور کے سوا) میں ایک فرضی انجمن کے نام سے ایک لچر پوچ اشتہار چھپنا شروع ہوا، جس سے معلوم تھا کہ اس شر انگیزی کا منبع کہاں ہے؟ اور اس کے ٹانکوں کا سرا کہاں سے آتا ہے؟ لیکن حضرت قدس سرہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا، نہ اس کے خلاف کوئی احتجاج کیا۔ تاہم "چاند کا تھوکا منہ پر آتا ہے" کے مصداق یہ اشتہار حضرت کے بجائے حکومت اور مرزائیوں کے لئے مضر ثابت ہوا، ہر طرف سے ان کے خلاف صدائے نفرین بلند ہونا شروع ہوئی اور مسلمانوں کے مشتعل جذبات آتش فشاں بن گئے، نتیجتاً چند دن بعد یہ اشتہار بند ہوگیا۔

۳۱ / جولائی کو وزیراعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کل کر دیا جائے گا، چنانچہ فیصلہ کے لئے ۷ / ستمبر کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے دو مہینے میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں، مسلمانوں کی طرف سے "امت

اسلام کا موقف" نامی کتاب اسمبلی میں پیش کی گئی، قادیانیوں کی ربوائی اور لاہوری پارٹیوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے کتابچے پیش کئے، ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے ممبر مسٹر صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی۔

وزیراعظم (بھٹو) قادیانیوں کے حلیف رہ چکے تھے، وہ انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دینے پر رضامند نہیں تھے، وہ قادیانیوں کو کسی نہ کسی طرح آئینی تلوار کی زد سے بچانا چاہتے تھے اور اس کے لئے اپنی طاقت اور ذہانت کا سارا سرمایہ صرف کردینا چاہتے تھے چنانچہ حزب اختلاف کے ارکان سے جو "مجلس عمل" کے نمائندے تھے وزیراعظم کی بار بار ملاقاتیں ہوئیں، کئی بار صورت حال نازک ہوگئی، آخری دن تو گویا ہنگامۂ محشر تھا، امید وبیم کی کیفیت آخری حدوں کو چھو رہی تھی، وزیراعظم کی "انا" نے تصادم کا خطرہ پیدا کردیا تھا، حکومت کی جانب سے پولیس اور تحفظ جنس کو چوکنا کردیا گیا تھا، بڑے شہروں میں فوج لگادی گئی تھی، جو لوگ گرفتار تھے وہ تو تھے ہی ان کے علاوہ ہزاروں علماء اور سربرآوردہ افراد کی گرفتاری کی فہرستیں تیار ہوچکی تھیں، ادھر "مجلس عمل" کے نمائندے بھی سربکف کفن بدوش تھے گویا:

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف

بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

کا منظر تھا، مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس مہیب خطرہ سے ملک کو بچالیا، جب وزیراعظم کی "انا" میں لچک پیدا ہوتی نظر نہ آئی تو حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے (جو اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ "مجلس عمل" کے نمائندہ کی حیثیت سے وزیراعظم سے مذاکرات کر رہے تھے) ان سے فرمایا:

"ہمیں بتایئے کہ آخر ہم کیا کریں؟ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے، اور مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے۔"

وزیر اعظم نے نشۂ اقتدار کے جوش میں جواب دیا:

"میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہوتی ہے؟ میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں، آپ اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔"

حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا:

"بھٹو صاحب! آپ کو قوم کے ایک حلقے نے منتخب کر کے بھیجا ہے، اس لئے آپ اسمبلی کے "معزز رکن" ہیں۔ میں بھی ایک حلقۂ انتخاب کا نمائندہ ہوں، اس لئے میں بھی اسمبلی کا رکن کہلاتا ہوں، مگر آج آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ "مجلس عمل" کسی ایک حلقۂ انتخاب کی نمائندہ نہیں بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقے کے نمائندے کو عزت و احترام کا مقام دینے کے لئے تیار ہیں مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ "مجلس عمل" کو آپ بڑی حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں، بہتر ہے، میں ان سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ وزیر اعظم، پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں۔"

یہ سن کر وزیر اعظم کی "انا" سرنگوں ہوگئی، اور انہوں نے "مجلس عمل" کے نمائندوں کے مسودے پر دستخط کر دیئے اور اس طرح ۷ ستمبر کو چار بج کر پینتیس منٹ پر دونوں ایوانوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ پھر اس مسودہ کو آئینی شکل دینے کے لئے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کیا گیا، اور آئینی طور پر قادیانیوں کو ملت اسلامیہ کے جسد سے الگ کر دیا گیا۔ اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ نہ صرف پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں فرحت و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ایسی اجتماعی خوشی کسی نے نہ کبھی پہلے دیکھی، نہ شاید آئندہ دیکھنی نصیب ہوگی۔ یہ محض حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت و عنایت اور امت مسلمہ کے اتحاد اور صبر و عزیمت کا کرشمہ تھا، جسے چودھویں صدی میں اسلام کا معجزہ

ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ چونکہ حضرت اقدسؒ ہی اس تحریک کے روحِ رواں ''مجلس عمل'' کے صدر اور ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے قائد و امیر تھے، اس لئے آپ کو جتنی خوشی ہوئی اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ آپ نے ''بصائر و عبر'' میں پوری قوم کو مبارکباد دی اور حق تعالیٰ شانہ کے شکر و سپاس کے ساتھ ساتھ اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام افراد اور جماعتوں کا شکریہ ادا کیا۔ (دیکھئے ماہنامہ بینات کراچی رمضان و شوال ۱۳۹۴ھ)۔

اس تحریک کی کامیابی پر بہت سے اکابر امت نے آپ کو تہنیت اور مبارکباد کے گرامی نامے لکھے۔ یہاں تبرک کے طور پر صرف دو خطوط کا اقتباس پیش کرتا ہوں، پہلا خط حضرت الشیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی تحریر فرماتے ہیں:

''سب سے اول تو جناب کی اجتماعی کامیابی پر اجتماعی مبارکباد پیش کرتا ہوں، مگر وہ مشغلہ کے بعد سے آپ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں کہ اس کا اصل سہرا تو آپ ہی کے سر ہے، اگرچہ:

مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

لوگ جو چاہیں لکھیں، وہ جو چاہیں کہیں، میرے نزدیک تو آپ ہی کی روحانی قوت اور بدنی جانفشانی کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آپ نے جو دعائیہ کلمات اس ناکارہ کے حق میں لکھے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کی دعا کی برکت سے اس ناکارہ کو بھی کار آمد بنائے۔''

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تحریر فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے تو آپ کو اس عظیم کامیابی پر آپ کے اسلاف کے ایک ادنیٰ نیازمند کی حیثیت سے مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں جس کے متعلق بدیع الزمان الہمدانی کے یہ الفاظ بالکل صادق ہیں: ''فتح فاق الفتوح واستعلیٰ علیہ الملائکۃ والروح'' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے اس کارنامے سے آپ کے جد امجد حضرت

سیدنا امام نووی دوران کے شیخ حضرت امیر ربانی اور آپ کے استاذ و
مربی حضرت علامہ سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح ضرور مسرور و
مبتہج ہوئی ہوگی اور اس کی بھی امید ہے کہ روح مبارک نبوی علیہا الف
الف سلام کو بھی مسرت حاصل ہوئی ہوگی۔ "فهنيئا لكم يا طوبىٰ"
اگر میری ملاقات ہوئی تو میں آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر
اپنے جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس فتنہ ضالہ کی بیخ کنی پر صرف زمین کے باشندوں ہی کو خوشی نہیں ہوئی بلکہ ملا اعلیٰ میں جشن مسرت منایا گیا، اور عالم ارواح میں بھی۔ حضرت بنوری کو اس فیصلے کے بعد عجیب و غریب مبشرات سے نوازا گیا، ان میں دو مبشرات حضرت ہی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے:

"قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا بہت ہی عظیم برکات کا کارنامہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکروں کا مسلمانوں سے علیحدہ نہ ہونا صرف مسلمانوں کے حق میں ایک ناسور تھا بلکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی بے تاب تھی، قادیانی مسئلہ کے حل پر جہاں تمام ممالک کی جانب سے تہنیت و مبارکباد کے پیغامات آئے، وہاں منامات و مبشرات کے ذریعہ عالم ارواح میں اکابر امت اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت بھی محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشرات ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تاہم اہل ایمان کی خوشخبری کے لئے اپنے دو بزرگوں سے متعلق بشارت منامیہ بعض مخلصین کے اصرار پر ذکر کرتا ہوں۔

جمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ صبح کی نماز کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب

کشمیری رحمۃ اللہ تو یہ حضرت تشریف لائے ہیں اور خیر مقدم کے طور
پر لوگوں کا بہت ہجوم ہے، لوگ مصافحہ کر رہے ہیں۔ جب ہجوم ختم
ہو گیا اور حضرت شیخ رہ گئے تو دیکھتا ہوں کہ بہت وسیع چبوترہ ہے
جیسے اسٹیج بنا ہوا ہو، اس پر فرش ہے اور اوپر جیسے شامیانہ ہو، بالکل
درمیان میں حضرت شیخ تنہا تشریف فرما ہیں۔ دائیں جانب سیڑھیوں پر چڑھ
کر ملاقات کے لئے پہنچا، حضرت شیخ اٹھے اور گلے لگا لیا۔ میں ان کی
ریش مبارک اور چہرہ مبارک کو بوسے دے رہا ہوں۔ حضرت میری
داڑھی اور چہرے کو بوسے دے رہے ہیں۔ دیکھ رہا ہوں کہ آپ کا چہرہ اور
بدن کی تندرستی زندگی کے آخری ایام سے بہت زیادہ ہے، بے حد
خوش اور مسرور ہیں، بعد ازاں میں دو زانو ہو کر نہایت با ادب
بیٹھ گیا اور آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کیا
کہ بھول گیا کہ "معارف السنن" حاضر کرتا، فرمایا میں نے نہایت
خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا ہے، اب چھٹی جلد کا
مطالعہ کر رہا ہوں، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو علم نہیں جو کچھ
آپ نے فرمایا تھا بس اس کی تشریح و توضیح و خدمت کی ہے، بہت
مسرت کے لہجے میں فرمایا: "بہت عمدہ ہے۔"

شوال ۱۳۹۳ھ میں لندن کے قیام کے دوران خواب
دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع مکان ہے، گویا ختم نبوت کا دفتر ہے،
بہت سے لوگوں کا مجمع ہے، میں ایک طرف جا کر سفید چادر جس
طرح کہ احرام کی چادر ہو باندھ رہا ہوں، بدن کا اوپر کا حصہ برہنہ
ہے کوئی چادر یا کپڑا نہیں ہے۔ اتنے میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
اسی ہیئت میں کہ احرام والی سفید چادر لنگی باندھی ہوئی ہے اور اوپر
کا بدن مبارک بغیر کپڑے کے ہے میرے داہنے کندھے کی جانب

صبح جب فجر کے لئے اُٹھا تو قلب فرحت سے لبریز تھا،
اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی
وکامرانی کا تاج پہنایا ہے، والحمدللہ الذی بنعمتہ تتم
الصالحات!''

یہ مبارک خواب تحریکِ ختمِ نبوت کے زمانے کا ہے، سنہرے حروف سے قرآن کریم لکھنے کی تعبیر اہلِ فن ہی کرسکتے ہیں، راقم الحروف کا قیاس ہے کہ اس فیصلے کے ذریعہ آیت خاتم النبیین کو صفحاتِ عالم پر سنہرے حروف سے رقم کرنے کی طرف اشارہ ہوا۔ نیز قادیانی اُمت نے چونکہ قرآن کریم پر تحریف کی بیخ ڈال دی ہے اور ان کے نزدیک مرزا قادیانی سے قبل قرآن کریم آسمان پر اُٹھ گیا تھا، بقول ان کے مرزا قادیانی کی وحی قرآن کو دوبارہ لائی ہے اور یہ عقیدہ قرآن کریم کی عظمت کو مٹانے کے مترادف ہے، نیز قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اب صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور قرآن کریم کی تعلیمات مدارِ نجات نہیں بلکہ نعوذ باللہ! مرزا قادیانی کی تعلیمات اور اس کی مہمل اور شیطانی وحی ہے۔ یہ عقیدہ گویا ان کا قرآن کے انکار کے مترادف ہے، اس لئے سنہرے حروف سے قرآن کریم لکھنے اور اسے چاردانگِ عالم میں پھیلانے کی تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی ابدیت، اس کی عظمت اور اس کے مدارِ نجات ہونے کے منکر ہیں ان کا کفر و ارتداد ساری دنیا پر واضح کردیا جائے، تاکہ جو غبار انہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات پر ڈالا ہے وہ صاف ہوجائے اور قرآن کریم کی روشن و تابندہ ہدایت واضح ہوجائے۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے یہ کام حضرتؒ کے ہاتھوں سے لیا اور بہت سے ذکی صلاح و تقویٰ شعار بزرگوں نے اس مقدس کام میں آپ کا ہاتھ بٹایا، اس تحریک کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں، ختمات کا اہتمام کیا۔

تحریکِ ختمِ نبوت کی کامیابی پر آپ کو ایک اور انعام ملا، حضرتؒ فرماتے تھے کہ تحریک کے بعد غالباً رمضان المبارک تھا، میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاندی کی تختی مجھے عطا کی گئی ہے اور اس پر سنہرے حروف سے یہ آیت لکھی ہے: ''انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم۔" میں نے محسوس کیا کہ یہ تحریک ختم نبوت پر مجھے انعام دیا جارہا ہے، اور اس کی یہ تعبیر ہے کہ مجھے حق تعالیٰ بیٹا عطا فرمائیں گے اور میں اس کا نام سلیمان رکھوں گا۔ چنانچہ اس خواب کے دو سال بعد حق تعالیٰ نے ستر برس کی عمر میں آپ کو صاحبزادہ عطا فرمایا اور آپ نے اس کا نام سلیمان تجویز فرمایا۔

عالمی تحریک:

۷ ستمبر کے فیصلہ کے بعد بھی حضرتؒ چین سے نہیں بیٹھے، بلکہ اس فیصلہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوششیں شروع کردیں، اس سلسلہ میں آپ کے پیش نظر تین چیزیں تھیں:

۱:... اندرون ملک صرف قادیانیوں کے "غیرمسلم" ہونے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ حکومتی سطح پر ان کے ساتھ معاملہ بھی وہی کیا جائے جس کے غیرمسلم مستحق ہیں، مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں ایک خانۂ مذہب کا تجویز کیا جائے اور اس میں قادیانیوں کے "غیرمسلم" ہونے کی تصریح کی جائے۔ قادیانیوں کو اسلام کے شعائر اپنانے کی اجازت نہ دی جائے اور ان امور کے لئے مناسب قانون سازی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

۲:... بیرونِ ملک جہاں جہاں قادیانی اثرات ہیں وہاں تحریک ختم نبوت کو ایک عالمی تحریک کی شکل دی جائے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کی دنیا بھر کی زبانوں میں اشاعت کی جائے اور قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں سے جو غداریاں کی ہیں ان سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو باخبر کیا جائے، آئندہ قادیانیوں کے جو منصوبے ہیں ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔

۳:... سب سے اہم یہ کہ جو لوگ غفلت یا جہالت کی بنا پر قادیانی چنگل میں گرفتار ہوگئے ہیں اور انہوں نے قادیانیت کو واقعی اسلام سمجھ کر قبول کیا ہے، جہاں تک ممکن ہو موعظت و حکمت کے ساتھ انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اور اسلام اور قادیانیت کے درمیان جو مشرق و مغرب کا بعد ہے وہ ان پر واضح کیا جائے۔

حضرت اقدسؒ نے مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک کے نام اپنے ایک گرامی نامہ میں ان نکات کی وضاحت فرمائی ہے جو درج ذیل ہے:

"برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زاد لطفہ و توفیقہ لی الخیر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

نہ معلوم نامہ کرم کب آیا اور کہاں ہے؟ لیکن عزیز محمد عثمانی سلمہ سے یہ معلوم ہوا کہ جناب کو انتظار ہے اور اشاعت رکی ہوئی ہے۔ اس لئے چند حروف لکھ رہا ہوں، تفصیل کی نہ صحت، نہ فرصت، نہ ہمت، اختصار بلکہ اعجاز سے عرض ہے کہ آئینی فیصلہ نہایت صحیح اور بصواب ہے۔ اگرچہ بعد از وقت ہے اور بعد از خرابی بسیار۔ وزیر اعظم صاحب نے جو اخبارات میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ "قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہوگیا" اور تہامی صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ "پاکستان آج صحیح معنوں میں پاکستان بنا" دونوں سیاست دانوں کے اعلان سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور یہ بھی کہ یہ کام کتنے عرصے پہلے ہونا چاہئے تھا۔

ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوئی بلکہ آئینی نقوش کو جب تک عملی جامہ نہ پہنایا جائے اس وقت تک مقصد ناتمام ہے۔ "سلام اہل کتاب و مسلمانان دنیا کو" والا معاملہ ہوگا۔ اندرون ملک قادیانیوں کا جو کچھ ردعمل ہے وہ تذبذب، شبہ، مایوسی ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ شدید ہوگئی ہے اور پھوٹ گئی ہے۔ یورپی ممالک، شاید انگلستان میں بھی اس کے خطرناک اثرات مرتب ہو رہے ہیں، لیکن افریقہ کے ممالک میں اس آئینی فیصلہ کی اشاعت اور عام کرنے کی بڑی ضرورت باقی ہے۔ حکومت کو اپنے بین الاقوامی دشمن بنانے کے لئے

عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان میں اس مقصد کی اشاعت اپنے
سفیروں کے ذریعہ تمام ممالک میں کرانی چاہئے، اس وقت جو کچھ
حکومت کی پالیسی ہے اس میں تناقض، تذبذب بلکہ ایک گونہ تفوق
ہے، اس لئے (حکومت نے) عملی صورت میں کوئی اقدام نہیں کیا، نہ
ان قیدیوں کو رہا کیا (جو تحریک ختم نبوت کے دوران گرفتار کئے گئے)
نہ ربوہ کو باقاعدہ تحصیل کی شکل دی ہے، نہ فاضل علاقہ ان سے واپس
لیا ہے، ہو سکتا ہے کہ مرکز سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ کی دوغلی پالیسی
یا الرقب وزراء کی پالیسی کا نتیجہ ہو، بہرحال حالات اگر مایوس کن نہیں تو
زیادہ امید افزا بھی نہیں، بس اس وقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں،
تفصیلات آپ کو معلوم ہیں، والسلام۔"

یہ گرامی نامہ ۱۹۷۵ء کے آغاز میں (۳ جنوری کو) تحریر فرمایا، ان دنوں حضرت
پر پوری دنیا میں اس تحریک کو عام کرنے کا جذبہ بڑی شدت سے غالب تھا۔ فرماتے تھے:
"کاش! میں جوان ہوتا، اور مجھ میں طاقت ہوتی تو دنیا بھر میں آگ لگا دیتا" چنانچہ ضعف
و ناتوانی اور پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے فتنہ قادیان کے استیصال کے لئے بیرونی
ممالک میں بھی کوششیں شروع کردیں، اور یورپ، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کو
قادیانیت کے مقابلہ میں متحد اور بیدار کرنے کے لئے خود دو مرتبہ سفر فرمایا۔ پہلا سفر
۱۹۷۳ء کے اواخر میں انگلستان کا کیا، جس کی ابتدا حرمین کی حاضری اور اعتکاف سے
ہوئی، اس کا مختصر سا تذکرہ حضرتؒ نے ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ (دسمبر ۱۹۷۳ء) کے "بصائر وعبر"
میں کیا ہے، جس کا ابتدائی حصہ درج ذیل ہے:

"الحمدللہ! ماہ رمضان المبارک میں کچھ لمحات حرمین
شریفین میں نصیب ہوئے۔ انگلستان کی دینی دعوت آئی تھی، اگرچہ
صحت اچھی نہیں تھی اور ڈاکٹروں کی حتمی رائے سفر نہ کرنے کی تھی، اور
خود مجھے بھی تردد ضرور تھا، لیکن استخارہ کرکے اللہ کا نام لے کر جدہ

سے ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو روانہ ہوگیا، ہڈرسفیلڈ میں جاتے ہی ایک جدید حادثے سے دوچار ہوا، ڈاکٹروں نے تین روز سخت اور ایک ہفتہ آرام کا مشورہ دیا، لیکن چونکہ ہر جگہ کا نظم بن چکا تھا اور اس کا اعلان ہوگیا تھا، اس لئے بادلِ نخواستہ ڈاکٹروں کے مشورے کے خلاف کرنا پڑا، الحمدللہ! کہ تقریباً تمام پروگرام حق تعالیٰ شانہ نے پورا کرادیا۔ متعدد مقامات پر جانا ہوا اور جن اہم دینی مسائل کی ضرورت تھی ان پر بیانات ہوئے۔ ہڈرسفیلڈ، بولٹن، ڈیوزبری، بلیک برن، پرسٹن، بریڈفورڈ، گلاسکو، والسال، برمنگھم، ولور ہیمپٹن، کوونٹری، لسٹر، نوٹنگھم اور خود لندن کے مختلف مقامات پر پروگرام بن چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے باوجود صحت کی خرابی وطبیعت کی ناسازی کے توفیق محض اپنے فضل وکرم سے نصیب فرمائی۔

متعدد دینی موضوعات پر بیان ہوا، مثلاً:

۱:... دینِ اسلام بڑی نعمت ہے۔

۲:... اسلام اور بقیہ مذاہب کا موازنہ۔

۳:... دنیا وآخرت کی نعمتوں کا موازنہ۔

۴:... دنیا کی زندگی کی حقیقت۔

۵:... طمانیتِ قلب دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا ذریعہ حقیقی اسلام ہے۔

۶:... ذکر اللہ جس طرح حیاتِ قلوب کا ذریعہ ہے ٹھیک اسی طرح بقائے عالم کا ذریعہ بھی ہے۔

۷:... لندن انگلستان میں مسلمانوں کی زندگی کا نقشہ۔

۸:... دنیا کی زندگی میں انہماک اور آخرت سے دوری کی غفلت۔

۹:... انگلستان میں مسلمانوں نے اگر دینی انقلاب اختیار نہ کیا تو ان کا مستقبل بہت تاریک ہے۔

۱۰:... انگلستان کے پُرآشوب ماحول میں اصلاحِ نفوس کی تدبیر

۱۱:... مخلوط تعلیم کے دردناک نتائج اور اس سے بچنے کا لائحہ عمل۔

۱۲:... محبتِ رسول کی روشنی میں سنت و بدعت کا مقام۔

۱۳:... حضرات انبیائے کرام کی عصمت اور صحابہ کرام کا مقام۔

۱۴:... انگلستان میں عام دینی زندگی کیسے ہو؟

۱۵:... رؤیتِ ہلال وغیرہ بعض مسائل میں علماء کا اختلاف اور اتحاد کے لئے لائحہ عمل۔

۱۶:... قادیانی مسئلہ اور اس کا حقیقی حل۔“

لوگ انگلستان جاتے ہیں تو بڑی ”سوغاتیں“ ساتھ لاتے ہیں، مگر حضرتؒ کے اس سفر کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ حضرتؒ نے اس میں کوئی ہدیہ قبول نہیں کیا، فرماتے تھے:

”مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک شخص نے بصد اصرار پانچ پونڈ کا عطیہ دیا تھا، صرف وہی لایا ہوں، اس کے سوا کچھ نہیں لایا۔“

حضرتؒ نے اس سلسلہ میں دوسرا سفر قریباً ایک درجن افریقی ممالک کا کیا، جو حسبِ معمول حرمین شریفین سے شروع ہوا، اور حرمین پہنچ کر ختم ہوا۔ اس سفر کی مفصل روداد حضرتؒ کے رفیقِ سفر جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے مقالہ میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔ البتہ حضرتؒ نے اس سفر کے بارے میں ایک گرامی نامہ نیروبی سے تحریر فرمایا تھا، اس کا اقتباس یہاں دیا جاتا ہے جس سے کام کے طریق کار پر روشنی پڑتی ہے:

”جدہ سے روانگی کے وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں کہاں

جانا ہوگا؟ اور کس طرح کام کرنا ہوگا؟ اس لئے روانگی سے وقت موقوف کرنے پورے ویزے لے سکے، نہ باقاعدہ کسی کو مطلع کیا جاسکا۔ نیروبی پہنچ کر کچھ غور و فکر کے بعد سمجھ میں آگیا کہ موثر اور صحیح صورت یہ ہے کہ ہر مرکزی مقام پر مقامی باشندوں کی جماعت ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے تشکیل دی جائے جو بسلسلہ قادیانیت موثر کام کرسکے، اور تقریروں میں اسلام اور ختم نبوت کی اہمیت و حقیقت واضح کی جائے، چنانچہ اس انداز سے کام شروع کیا اور نتائج مثمر نظر آنے لگا......

زمبیا سے واپسی پر یوگنڈا کا ویزا نہ ہونے کی وجہ سے تین چار دن یہاں تاخیر ہوگئی، شاید کل روانگی ہوسکے گی...... سفر کے اختصار کا سوچ رہا تھا لیکن معلوم ہوا کہ نجیریا میں قادیانیوں کے اسکول و ہسپتال اور ادارے ہیں اور حکومت میں بھی ان کے عہدے ہیں، وہاں جانے کی شدید ضرورت ہے، اس لئے مغربی افریقہ کا ارادہ کرتا ہوں اور پھر ساتھ ہی مغربی افریقہ کے بقیہ ممالک کا جوڑ بھی لگانا ہوگا؛ اس لئے سفر طویل ہوگیا، اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں، آمین!''

حضرتؒ کا یہ سفر جدہ سے ۷ رشوال ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۲ راکتوبر ۱۹۷۵ء کو شروع ہوا، اور ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو جدہ واپسی ہوئی۔

۱۹۷۵ء میں انڈونیشیا کے ایک بہت بڑے عالم الشیخ حسین الشافعی مشرقِ وسطیٰ کے دورہ سے واپسی پر حضرتؒ کی خدمت میں کراچی تشریف لائے، کئی دن ان کا قیام رہا، اور انہوں نے حضرتؒ کے سامنے انڈونیشیا میں قادیانی سرگرمیوں اور عیسائی سازشوں کی تفصیلات پیش کیں، اور یہ بھی بتایا کہ:

''قادیانیوں سے ہمارا معرکہ رہتا ہے، جب ہم مرزا غلام احمد کا کوئی حوالہ پیش کرتے ہیں تو قادیانیوں کی طرف سے اصل

کتاب پیش کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے۔ میں نے مولانا ابوالحسن علی
ندوی مدظلہ کو لکھا تھا کہ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کریں۔ انہوں
نے جواب دیا کہ اس فن کے امام مولانا شیخ محمد یوسف بنوری ہیں،
کراچی میں ان سے رجوع کرو۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا ہوں۔"

حضرتؒ نے ان کی بہت ہی قدر اور ہمت افزائی کی اور ان سے فرمایا کہ ہم نہ صرف
قادیانیوں کا سارا لٹریچر آپ کے لئے مہیا کریں گے بلکہ ایک ایسا عالم بھی بھیجیں گے جو
قادیانیت کا پورا ماہر ہو، کیونکہ قادیانیوں کی بیشتر کتابیں اردو میں ہیں، ہمارے آدمی آپ کے
یہاں کے علماء کو قادیانی کتابوں کے حوالوں کا ترجمہ عربی میں نوٹ کرادیں گے اور قادیانیت پر
ایسی تیاری کرادیں گے کہ اس کے بعد آپ حضرات کو کسی اور سے مراجعت کی حاجت نہیں
ہوگی۔ وہ منظر آج بھی راقم الحروف کی آنکھوں کے سامنے ہے جب شیخ حسین رخصت ہوتے
ہوئے حضرتؒ کی پیشانی اور ریش مبارک کو بوسہ دے رہے تھے، ان کی آنکھوں سے سیل اشک
رواں تھا اور وہ بڑے رقت انگیز لہجے میں حضرتؒ سے درخواست کررہے تھے:

"یا سیدی زودنی بما زود سیدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم معاذ بن جبل حين بعثه الى اليمن."

اور جواب میں حضرتؒ نے اسی رقت آمیز گریہ ناک لہجہ میں فرمایا:

"زودك الله التقوى، واستودع الله دينكم
وامانتكم وخواتيم اعمالكم."

بہرحال ان کی درخواست پر حضرتؒ نے جناب مولانا عبدالرحیم اشعر اور رفیق
محترم مولانا اللہ وسایا کو قادیانیوں کا ضروری لٹریچر دے کر انڈونیشیا بھیجا۔ ان حضرات نے
وہاں قادیانیوں کو مناظرہ و مباحثہ کی دعوت دی، مگر کوئی مقابلے پر نہیں آیا۔ وہاں مختلف
مقامات پر ان کے بیانات ہوئے جن کا ترجمہ ساتھ کے ساتھ انڈونیشی زبان میں ہوتا رہا
وہاں کے ریڈیو پر بھی ان کی تقریریں نشر ہوئیں اور سب سے اہم کام یہ کیا کہ تقریباً دو صد

حضرات علماء، وکلاء اور طلبہ کی ایک بڑی جماعت کو عربی میں قادیانیت سے متعلق مختلف موضوعات پر تیاری کرائی۔ قادیانیوں کی کتابوں کے اصل ماخذ کی نشاندہی پیش کر کے ان کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ اسی طرح ایک بڑی جماعت کی رد قادیانیت پر تیاری مکمل کرائی۔ فالحمدللہ علی ذالک!

ان دونوں احباب کی میزبانی کے فرائض شیخ حسین الحسبلی نے ادا کئے۔ تمام سفر کے جملہ مصارف حضرتؒ نے جماعت کی طرف سے برداشت کئے اور قادیانی لٹریچر کا یہ ذخیرہ بھی انڈونیشیا چھوڑ دیا گیا۔ یہ وفد ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۷۵ء کو کراچی سے روانہ ہوا اور ۱۸ محرم ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو واپس ہوا۔ ان کی واپسی پر شیخ حسین نے حضرتؒ کی خدمت میں شکریہ کا خط لکھا جس میں ان حضرات کی مساعی کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ”ان حضرات کا قیام اگرچہ ایک مہینہ رہا لیکن ہم نے ان سے ایک سال کا استفادہ کیا۔“

رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ میں ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کے فاضل مبلغ جناب مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب کو شارجہ عرب امارات میں کام کرنے کے لئے بھیجا۔ وہاں روابط قائم کرنے کے لئے حضرتؒ نے ابوظہبی میں شؤون دینیہ کے سربراہ جناب ڈاکٹر عبدالمنعم النمر اور ابوظہبی کے قاضی القضاۃ شیخ احمد بن عبدالعزیز المبارک کے نام عربی میں الگ الگ گرامی نامے تحریر فرمائے۔ نیز ابوظہبی کے پاکستانی حضرات کے نام اردو میں حسب ذیل گرامی نامہ تحریر فرمایا:

”اس وقت اسلام جن فتنوں سے گھرا ہوا ہے اس کا محتاج بیان نہیں۔ مسلمانان دنیا کے جس خطے میں ہوں اسلام کا داعی اور مبلغ ہے، اور ہر شخص اپنی بساط کے مطابق اس کا مکلف ہے کہ دینی خدمات انجام دے اور آخرت کی سرخروئی اور قیامت کی جوابدہی حاصل کرے۔

مجلس مرکزی ”تحفظ ختم نبوت“ نے اپنی شاخ کے افتتاح کا ارادہ کیا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ ابوظہبی اور امارات خلیج میں دینی

خدمت ہو سکے۔ اس خدمت کے لئے اپنے ایک داعی و مبلغ مولانا منظور احمد شاہ کا تقرر کیا ہے۔

آپ حضرات کے دینی مزاج اور مکارم اخلاق سے مجھے پوری توقع ہے کہ موصوف کی مقدور بھر امداد میں جس طرح بھی ہو سکے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔"

چنانچہ موصوف نے وہاں کے احباب کے توسط سے اکابر علماء اور شیوخ سے رابطہ قائم کیا، انہیں قادیانیت کے مالہ وماعلیہ سے آگاہ کیا، قادیانی لٹریچر سے جو ساتھ لے کر گئے تھے، قادیانیوں کے مرتدانہ نظریات وعقائد نکال کر دکھائے اور ان کی اسلام کش سرگرمیوں کی تفصیلات بتائیں جس کے نتیجے میں وہاں کے رئیس القضاۃ شیخ احمد بن عبدالعزیز المبارک نے قادیانیت کے خلاف وہ فیصلہ لکھا جو جماعت کی طرف سے "قادیانیوں کا ایک اور عبرت ناک انجام" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ مولانا منظور احمد شاہ صاحب نے ۱۹۷۶ء میں متحدہ عرب امارات کے علاوہ کویت اور بحرین کا دورہ بھی کیا اور وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کیں۔

۱۹۷۵ء میں مولانا مقبول احمد کو ختم نبوت کے داعی کی حیثیت سے انگلینڈ بھیجا، موصوف نے وہاں کے نہ صرف پاکستانی حضرات سے رابطہ قائم کیا بلکہ ممالک عربیہ کے طلبہ میں بھی کام کیا۔

۱۹۷۶ء کو "مدرسہ عربیہ اسلامیہ" کے متخصص جناب مولانا اسعد اللہ طارق کو بھی آئرلینڈ کے لئے داعی و مبلغ بنا کر بھیجا، موصوف نے وہاں ایک سال سے زیادہ عرصہ کام کیا، اس کے بعد جرمنی تشریف لے گئے اور وہاں قادیانیت کا ناطقہ بند کیا۔

۱۹۷۶ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود (مقیم برمنگھم) نے افریقی ممالک کا دورہ کیا، اس کی روئیداد اخبارات ورسائل کے علاوہ الگ بھی شائع ہو چکی ہے۔

مساجد و مراکز کی تعمیر:

حضرت بنوری قدس سرہ کے سہ سالہ دورِ امارت میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے تعمیراتی منصوبوں میں بھی حیرت افزا ترقی ہوئی، متعدد مسجدیں تعمیر ہوئیں، جماعتی مراکز کا افتتاح ہوا اور کئی مدارس کھلے، ان کی مختصر سی فہرست حسب ذیل ہے:

۱:... محلہ غریب آباد بیرون چوک شہیداں ملتان میں "مسجد الفاروق" تعمیر ہوئی۔

۲:... سمھری ضلع تھرپارکر (سندھ) میں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

۳:... جماعت کے زیرِ اہتمام ربوہ اسٹیشن پر مسجد تعمیر کی گئی، وہاں خطابت کے فرائض جماعت کے مبلغ جناب مولانا خدا بخش صاحب اور تدریس کی خدمات جناب حافظ شبیر احمد صاحب انجام دے رہے ہیں۔

۴:... جماعت کے موجودہ مرکزی دفتر (واقع تغلق روڈ ملتان) کو حضرتؒ نے جماعت کے وسیع کام اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے ناکافی سمجھ کر دفتر کے لئے ایک نیا قطعہ اراضی خریدنے کا حکم فرمایا، جس میں مسجد، لائبریری، اشاعتی مکتبہ، پریس اور دیگر ضروریات کے علاوہ بیرونی ممالک کے مندوبین کے قیام کے انتظامات ہوں۔ چنانچہ ملتان میں حضوری باغ روڈ پر ایک قطعہ اراضی خرید لیا گیا، حضرتؒ کے بعض مخلصین احباب کی وساطت سے حق تعالیٰ نے اس کی تعمیرات کا انتظام بھی فرمادیا، اب یہ جدید مرکز تکمیل کے آخری مراحل میں ہے، جو ان شاء اللہ حضرتؒ کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا۔

۵:... ہڈرسفیلڈ (انگلینڈ) میں جماعت کے لئے ایک عمارت حضرت مولانا لال حسین نے اپنے قیام یورپ کے زمانے میں خریدی تھی، جماعت کا دفتر اسی عمارت میں تھا مگر اس کی مکانیت دفتر کی ضروریات کے لئے موزوں نہیں تھی، جناب مولانا مقبول احمد صاحب وہاں تشریف لے گئے تو ان کی توجہ سے وہاں کے ایک صاحب خیر دوست نے مسجد و مدرسہ اور دفتر کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ اراضی وقف کردیا بحمداللہ اس کی تعمیرات بھی شروع ہیں۔

۶:... "چناب نگر" کے احباب کی درخواست پر حضرتؒ نے وہاں ختم نبوت کی طرف سے مسجد تعمیر کرنے کا حکم فرمایا، مگر افسوس کہ اس کی تعمیر ابھی باقاعدہ شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرتؒ کا وصال ہوگیا۔

۷:... "مسلم کالونی" ربوہ میں جماعت کے لئے ایک وسیع قطعہ اراضی حاصل کیا گیا، وہاں بھی ایک عظیم الشان مسجد، مدرسہ، لائبریری، دفتر، مہمان خانہ وغیرہ کی تعمیر کا منصوبہ ہے، کام کا آغاز ہوچکا ہے، رئیس المبلغین حضرت مولانا محمد حیات فاتح قادیان وہاں فروکش ہیں۔

۸:... اسلام آباد میں جماعت کا دفتر کرائے کی عمارت میں تھا، حضرتؒ کی خواہش تھی کہ وہاں کسی موزوں جگہ پر قطعہ اراضی لے کر مسجد اور دفتر تعمیر کیا جائے، تاہم سردست دفتر کے لئے ایک مناسب عمارت خرید لی گئی۔

۹:... حضرتؒ کے دور امارت میں ربوہ، ملتان اور چیچہ وطنی میں نئے مدارس کا افتتاح ہوا۔

۱۰:... پاکستان کے بڑے شہروں میں جماعت کے دفاتر کرائے کی عمارت میں ہیں، کراچی، لاہور اور حیدرآباد وغیرہ مرکزی شہروں میں دفاتر کی تعمیر کے لئے بھی حضرتؒ فکرمند تھے، مگر حضرتؒ کی یہ خواہش تشنۂ تکمیل رہی۔

شعبہ نشر و اشاعت:

حضرتؒ کے دور میں جماعت کے شعبہ نشر و اشاعت کو بھی خاصی ترقی ہوئی، اگرچہ دور ۱۹۷۴ء و ۱۹۷۷ء کی تحریکات کے ہنگامہ رستاخیز کی بنا پر اشاعتی کاموں کے لئے بڑا حوصلہ شکن تھا، تاہم جماعت نے قریباً دو لاکھ روپیہ اشتہارات اور کتابچوں کے علاوہ نہایت وقیع اور ضخیم کتابوں کی اشاعت پر خرچ کیا، اس کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے۔

۱:... ملت اسلامیہ کا موقف:

دو سو صفحے کی یہ کتاب "مجلس عمل" کے نمائندوں نے اسمبلی کی جانب سے قومی اسمبلی

کی خصوصی کمیٹی کے سامنے مسلمانوں کا موقف پیش کرنے کی غرض سے جدید انداز میں مرتب کی گئی، جس میں قادیانیت کی مذہبی، سماجی اور سیاسی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا کہ قادیانی کیوں دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ پہلی کتاب تھی جو حضرتؒ کے دور میں شائع ہوئی، اس کی تالیف و طباعت بھی حضرتؒ کی کرامت تھی، دو صد صفحے کی کتاب کو سننے والوں کو یقین نہیں آئے گا کہ مواد کی فراہمی سے لے کر اس کی تجلید تک تالیف، کتابت اور طباعت وغیرہ کے تمام مراحل چھ دن میں طے ہوئے، راولپنڈی میں حضرتؒ نے علماء کا ایک بورڈ مقرر کر دیا تھا، مولانا محمد حیات اور مولانا عبدالرحیم اشعر مواد فراہم کر رہے تھے، مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق اس کی تالیف میں مصروف تھے، اور حضرت الحمد وم سید انور حسین نفیس رقم الحسینی اپنے رفقا سمیت اس کی کتابت میں مصروف تھے، روزانہ جتنا حصہ لکھا جاتا وہ علماء کی مجلس میں سنایا جاتا اور کتابت ہو جاتا۔

کتاب کی تالیف، کتابت مکمل ہوئی تو طباعت کا مرحلہ درپیش تھا، مشکل یہ تھی کہ پریس پر پابندی عائد تھی اور قادیانیوں کے خلاف کسی چیز کو چھاپنا ممنوع تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کو بھی آسان فرما دیا، اس طرح یہ کتاب مواد کی فراہمی سے لے کر طباعت و تجلید تک چھ دن میں تیار ہوگئی۔

تمام اراکین اسمبلی میں تقسیم کی گئی، اور حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے اسمبلی میں حرفاً حرفاً پڑھ کر سنائی، حضرتؒ نے اب اس کی دوبارہ طباعت کا حکم فرمایا تھا۔

۲:...ملتِ اسلامیہ کا موقف (عربی ایڈیشن):

بیرونِ ممالک کی ضروریات کا تقاضا تھا کہ اس کتاب کے عربی اور انگریزی ایڈیشن بھی شائع کئے جائیں، چنانچہ حضرتؒ نے اپنے رفیق و خادم جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو اس کے عربی ترجمہ کا حکم فرمایا، موصوف نے "موقف الأمة الإسلامية من القاديانية" کے نام سے اس کا عربی ترجمہ کیا، حضرتؒ نے خود اس پر ایک نفیس مقدمہ لکھا اور افریقی ممالک کے دورہ پر جانے سے پہلے اسے اعلیٰ کاغذ اور عمدہ ٹائپ

سے طبع کرایا اور عالم اسلام خصوصاً افریقی ممالک میں اسے تقسیم فرمایا۔

۳:... ملت اسلامیہ کا موقف (انگریزی ایڈیشن):

اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کے لئے حضرتؒ نے کتاب کے مصنف جناب مولانا محمد تقی عثمانی کو فرمایا، بحمداللہ موصوف نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی کیا جو دارالعلوم لانڈھی سے شائع ہوا۔

۴:... خاتم النبیین:

یہ حضرتؒ کے شیخ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تالیف ہے جو مسئلہ ختم نبوت پر انوری علوم و معارف کا گنجینہ ہے۔ اس کی زبان فارسی تھی اور ایک مدت سے اس کے اردو ترجمہ کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی، اس لئے حضرتؒ نے راقم الحروف کو اس کے ترجمہ و تشریح کا حکم فرمایا۔ بحمداللہ حضرتؒ کی عنایت و توجہ سے بہت مختصر عرصہ میں اس کے ترجمہ و تشریح اور تبویب و تخریج کا کام ہوا۔ پہلے ماہنامہ بینات میں بالاقساط شائع ہوچکی تو اسے مستقل شائع کرنے کا حکم فرمایا اور اس پر ایک گرانقدر مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ افسوس ہے کہ یہ کتاب حضرتؒ کے وصال کے تین دن بعد پریس سے آئی۔

حضرتؒ کے حکم سے رد قادیانیت پر اکابر کی قدیم اور نایاب کتابیں بھی شائع کی گئیں جن کے لوگ بہت ہی متلاشی تھے، مثلاً:

۱:... رئیس قادیان: مؤلفہ مولانا ابوالقاسم دلاوری، مرزا غلام احمد قادیانی کے پوست کندہ حالات اور اس دور کی تاریخ پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔

۲:... ملفوظات مرزا: مؤلفہ مولانا نور محمد خان سابق مبلغ مظاہر علوم سہارنپور، جس میں مرزا قادیانی کی دشنام طرازی اور فحش گوئی کا پورا ریکارڈ جمع کیا گیا ہے۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ ایک سنجیدہ آدمی کے لئے بس یہی ایک رسالہ کافی ہے۔

۳:... ہدیۃ المہدیین: مؤلفہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مفتی اعظم پاکستان، یہ رسالہ جو حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنے شیخ انورؒ کے ایما و اعانت سے مرتب

فرمایا تھا، حضرت مفتی صاحب کے ایصالِ ثواب کے لئے شائع کیا گیا اور حضرتؒ نے ایک ترتیب کی شکل میں اس کی اشاعت کا حکم فرمایا۔ (تفصیلات مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سے معلوم کی جاسکتی ہیں)۔

۴:... قادیانیوں سے ستر سوالات: مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری۔

۵:... اشد العذاب علیٰ مسیلمۃ الفنجاب: مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری۔

۶:... مجموعہ رسائل: مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری۔

حضرت چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ اکابر دیوبند میں سے تھے، میدانِ مناظرہ میں قادیانیوں نے ان کے ہاتھوں بار بار عبرتناک شکست کھائی، تحریر کے میدان میں قدم رکھا تو ایسے کلاشکن رسائل لکھے کہ قادیانی آج تک ان کے جواب نہیں دے سکے۔ جماعت نے ان کے تمام رسائل کو دوبارہ شائع کیا۔

ان کے علاوہ چند نئے رسالے بھی مرتب کرکے شائع کئے گئے۔ مثلاً: قادیانیوں کو دعوتِ اسلام، ربوہ سے تل ابیب تک، مرزائی نبی، مرزائی اور تعمیرِ مسجد؟ مرزا کا اقرار، قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ حضرت بنوریؒ کے دورِ امارت کا مختصر سا خاکہ ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرتؒ کی برکت سے ردِ قادیانیت پر کتنا کام ہوا، واقعہ یہ ہے کہ حضرتؒ کی قیادت میں جماعت کا ہر شعبہ قلتِ وسائل کے باوجود بہت ہی فعال ہوگیا تھا اور کام کی نئی نئی صورتیں سامنے آنے لگی تھیں، لیکن صد حیف!

"روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد"

حضرتؒ کے بعد آپ کے نائب عارف باللہ حضرت مولانا خان محمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ (کندیاں) کو "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا نیا امیر منتخب کیا گیا۔ حق تعالیٰ موصوف کے انفاسِ طیبات میں برکت فرمائے، والحمد للہ اولاً وآخراً!

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۵ ش:۱۹، ۲۰)

ارتداد کا مقابلہ اور اس دور میں اس کا مصداق

۷ مئی ۱۹۹۲ء کو حضرت شہیدؒ نے ایبٹ آباد ختم نبوت کانفرنس سے درج ذیل خطاب کیا، جسے کیسٹ سے نقل کرکے پیش کیا جارہا ہے .... سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

"یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔" (المائدہ:۵۴)

ترجمہ:... "اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے پھرے گا اپنے دین سے، تو اللہ تعالیٰ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں، نرم دل ہیں مسلمانوں پر، زبردست ہیں کافروں پر، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا، دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار ہے۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

پیش گوئی اور وعدہ:

یہ آیت شریفہ سورۃ المائدہ کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک پیش گوئی فرمائی ہے اس اُمت میں فتنۂ ارتداد کے ظاہر ہونے کی۔ صرف پیش گوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ حق تعالیٰ شانہ نے ان مرتدین کے مقابلہ میں ایک جماعت کو لانے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

گویا ایک پیش گوئی ہے کہ اس اُمت میں مرتدین ظاہر ہوں گے، اور دوسری پیش گوئی اور وعدہ ہے کہ ان مرتدین کی سرکوبی اور ان کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو کھڑا کرے گا۔ پھر مرتدین کا مقابلہ کرنے والی اس جماعت کے اوصاف بیان فرمائے، چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے اس جماعت کی چھ صفتیں ذکر فرمائی ہیں:

مرتدین کا مقابلہ کرنے والی جماعت کے اوصاف:

اول:... ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ: "یُحِبُّھُمْ" اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہوں گے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوں گے۔

دوم:... ان کی دوسری صفت یہ ذکر فرمائی کہ: "وَیُحِبُّوْنَہٗ" کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے محب اور عاشق ہوں گے۔

سوم:... ان کی تیسری صفت یہ ہوگی کہ: "اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ" مؤمنوں کے مقابلے میں انکسار تواضع کرکے رہیں گے۔ یعنی مؤمنوں کے مقابلہ میں ذلیل بن کر رہیں گے۔

چہارم:... ان کی چوتھی صفت یہ ہوگی کہ: "اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ" کافروں کے مقابلے میں معزز اور سربلند ہوکر رہیں گے۔ یعنی ان کا سر نیچا کریں گے۔

پنجم:... ان کی پانچویں صفت یہ ہوگی کہ: "یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ" وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔

ششم:... ان کی چھٹی صفت یہ ہے کہ: "وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ" وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

سب سے آخر میں فرمایا: "ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم" یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس شخص کو عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے کسی کے لئے عطا کرنا مشکل نہیں، اور ساتھ ہی ساتھ علیم ہے، وہ جانتا ہے کہ کس کو کون سی چیز دی جائے، یہ کس کا حق ہے اس کو ملے گا۔

حضرت علیؓ کی فضیلت:

یہاں پہلے ایک بات اور بھی سمجھ لیجئے! وہ یہ کہ جنگِ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

"لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ ... الخ" (مشکوٰۃ ص:۵۶۳ باب مناقب علی بن ابی طالب)

یعنی میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرے گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی اور کل آئی تو اس موقع پر ہر شخص گردن اونچی کرکے اپنے آپ کو نمایاں کر رہا تھا کہ یہ فضیلت مجھے ملے، گویا صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا، اور امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم! میں نے امیر بننے کو کبھی پسند نہیں کیا سوائے اس دن کے۔"

امیر بننا مقصود نہیں تھا بلکہ بارگاہِ نبوت سے جو خطاب ملا تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہوں گے، اس خطاب کو حاصل کرنا مقصود تھا۔

اب صحابہ کرامؓ میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ فتح کا سہرا کس کے سر پر

دیا جائے گا؟ اور یہ تمغۂ فضیلت کس کو عطا کیا جائے گا؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یکایک فرمایا: "علی کہاں ہیں؟" عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ اپنے ڈیرے یعنی اپنے خیمے
میں ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، پھولی ہوئی ہیں۔ تو وہ
ان کی آنکھیں بند ہیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ فرمایا کہ: ان کو بلاؤ! جس طرح نابینا کا
ہاتھ پکڑ کر لایا جاتا ہے، اسی طرح حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر لایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک ان کی
آنکھوں پر لگایا تو اسی وقت ان کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔ چنانچہ بعد میں حضرت علی رضی
اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کبھی بھی آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔
جب ان کی آنکھوں کو لعاب لگایا گیا اور وہ ٹھیک ہوگئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: جاؤ اللہ کے نام سے چلے جاؤ! اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں
سے مقابلہ کرو! حضرت علی تعمیل حکم میں چل پڑے، مگر جب انہیں ایک بات پوچھنے کی
ضرورت پیش آئی تو الٹے پاؤں واپس آئے، یعنی اپنا رخ نہیں بدلا، بلکہ اسی طرف کو جسے
جس طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ کردیا تھا، بہرحال الٹے پاؤں پیچھے لوٹے اور
کہنے لگے: یا رسول اللہ! ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کیا قتال کروں لڑائی سے پہلے کچھ کہوں یا کیوں؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو پہلے اسلام کی دعوت دو۔ دیکھو! دشمن سے
مقابلہ کے لئے جارہے ہیں لڑائی کے لئے جارہے ہیں، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو
ہدایت فرماتے ہیں کہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو، اور ان کو بتاؤ کہ اگر وہ اسلام لے
آئیں گے تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں، اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں
گی جو ہماری ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت
عطا فرمادیں تو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

دنیا و مافیہا کی حیثیت:

یعنی اگر دنیا و مافیہا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں اور پوری دولت

وقت تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس ارشادِ نبوی: "یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" (وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں) کے مصداق کا اعزاز و فضیلت کس کے حصے میں آتی ہے؟ بلکہ ہر ایک منتظر تھا کہ شاید مجھے مل جائے، لیکن جب آپؐ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دے دیا تو معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کا مصداق حضرت علیؓ ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس وقت آیت شریفہ: "یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ" نازل ہوئی تو اس وقت بھی کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ فضیلت اور یہ سعادت کس کے حصے میں آنے والی ہے؟ یہ تاج کس کے سر پر سجایا جائے گا؟ اور محبت اور محبوبیت کا تمغہ کس کو عطا کیا جائے گا؟ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنۂ ارتداد رونما ہوا، لوگ مرتد ہوئے اور انہی مرتدوں میں جھوٹے مدعیانِ نبوت بھی تھے جن میں سرفہرست مسیلمہ کذاب تھا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لکھا تھا کہ:

"من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله،
سلام علیک، اما بعد! فانی قد اشرکت فی الامر وان لنا نصف الامر ولقریش نصف الامر، ولکن قریش قوم یعتدون۔" (دلائل النبوة ج:۵ ص:۳۳۲)

ترجمہ: "یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوت میں مجھے بھی شریک کردیا، اس لئے آدھی زمین تمہاری آدھی میری (ہونی چاہئے)، لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں (کہ مجھے اس میں شریک نہیں کرتے)۔"

مسیلمہ کے خط کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا:

"من محمد رسول الله الی مسیلمة الکذاب،
سلام علی من اتبع الهدی، اما بعد! فان الارض لله

دیکھی بالآخر میدان میں مسلمانوں کی فوج نے سب مخالفوں سے ان کا قبضہ چھڑا لیا، چنانچہ مسلمان مسیلمہ کذاب اور ان کے ایک لاکھ کے لشکر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ایک باغ میں لے گئے تو مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے باغ میں، جس کی چاردیواری اور دروازہ تھا قلعہ بند کر لیا اور محفوظ ہو گئے۔

قلعہ حدیقۃ الموت کا دروازہ کھولنے کی انوکھی ترکیب!

ایک صحابیؓ نے کہا: اندر سے تو دروازہ اور کنڈا بند ہے، میں تمہیں اس کی تدبیر بتاتا ہوں، اگر تم اس پر عمل کرو تو یہ مشکل حل ہو سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ مجھے نیزوں پر اٹھا کر دیوار کے اوپر سے اندر پھینک دو تو میں کنڈا کھول دوں گا، اگر انہوں نے مجھے شہید بھی کر دیا تو کوئی بات نہیں، اور اگر میں شہید ہونے سے پہلے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا تو تم اندر داخل ہو جانا، اور اگر میں شہید ہو جاؤں تو میری جگہ ایک اور آدمی کو اندر پھینک دو، پھر ایک اور کو پھینک دو۔ ایک اور کو پھینک دو، یہاں تک کہ مسلمان اس قلعہ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائیں۔

صحابہ کرامؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کو اندر قلعہ میں پھینک دیا، چونکہ ان کو نیزہ اور تلوار ان کے ہاتھ میں تھی اس لئے وہاں سے لڑتے بھڑتے دروازہ تک پہنچ گئے اور دروازہ کھول دیا تو مسلمان یلغار کر کے اس کے اندر داخل ہو گئے اور مسیلمہ کے لشکر کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حرب... جو حضرت حمزہؓ کے قاتل تھے۔ نے قتل کیا تھا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ ان کے پاس ایک حربہ چھوٹا سا نیزہ تھا اس کو انہوں نے اس طرح پھینک کر مارا کہ مسیلمہ کذاب کے جا کر لگا اور وہ وہیں مردار ہو گیا، اس جنگ میں مسیلمہ کذاب کے اٹھائیس ہزار آدمی قتل ہوئے اور بارہ سو کے قریب حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

ایک صحابیؓ کا ایمان افروز واقعہ:

اس غزوہ کے واقعات تو بہت ہیں لیکن میں تمہیں ان میں سے ایک واقعہ سنا

دیتا ہوں، اگرچہ یہ میرے موضوع میں داخل تو نہیں، مگر چونکہ اچھی بات ہے، اور بھائی! حضرات صحابہ کرامؓ کی تو ساری باتیں ہی ایمان افروز ہوا کرتی ہیں، اور ان سے ایمان تازہ ہوتا ہے، اس لئے ان کا سننا اور سنانا ایمان کی تازگی کا باعث ہے، اس لئے سنانا چاہتا ہوں:

ایک صحابیؓ جن کا نام مجھے یاد نہیں ہے، وہ شہید ہوگئے۔ تو ان کی زرہ (یہ وہ لباس ہے جو لوہے کا کڑیوں والا کرتہ ہوتا ہے جسے لڑائی کے وقت پہنا کرتے تھے) کسی نے اتفاق سے اسے اٹھا کر اونٹ کے کجاوے کے نیچے رکھ دیا، تو وہ شہید صحابیؓ ایک دوسرے صحابیؓ کے خواب میں آئے اور کہا کہ: امیر لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کو میرا یہ پیغام دے دو کہ میری زرہ فلاں آدمی نے چرائی ہے اور فلاں جگہ ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے، اس کے اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے، اور کسی کو اس کا پتہ نہیں، اس لئے وہ اس سے وصول کرکے میرے وارثوں کو پہنچائیں، اور جب تم لوگ مدینہ طیبہ واپس جاؤ تو حضرت ابوبکرؓ سے میرا سلام کہیں اور یہ کہ میرے غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کردیا جائے۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس صحابی کے خواب اور پیغام کا بتایا گیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ تحقیق و تفتیش کے لئے اس مطلوبہ جگہ پہنچے تو واقعی ٹھیک جہاں زرہ رکھی تھی اس کی نشاندہی کی گئی تھی، تو وہ اٹھایا تو نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ: یہ ان کی کرامت ہے کہ یہ خواب بالکل سچا ثابت ہوا۔

مرنے کے بعد وصیت اور اس پر عمل:

یہ لشکر جب واپس ہوا اور خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان صحابیؓ کا قصہ اور ان کی وصیت ذکر کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے دو غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ اسلام میں ایک واحد مثال ہے کہ مرنے کے بعد وصیت کی گئی اور اسے نافذ کیا گیا، ورنہ ایسا ہوتا نہیں ہے، کیونکہ وصیت تو زندگی میں ہوتی ہے، مرنے کے بعد تھوڑی وصیت ہوتی ہے؟

خیر! تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بھیجے ہوئے لشکر نے ان مرتدین سے مقابلہ کیا تب پتہ چلا کہ یہ جنگ حضرت ابوبکر صدیقؓ

رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا جاتا تھا، اور ارشاد ہے: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ" میں جو چھ صفات ذکر کی گئی ہیں، ان کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اسی طرح یہ تمغہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، یہ بھی انہی کے حصے میں آیا۔

ایک نکتہ:

یہاں ایک نکتہ ذکر کر دوں، وہ یہ کہ میں نے حضرت علیؓ کے بارے میں غزوۂ خیبر کی حدیث ذکر کی تھی، اس میں یہ فرمایا گیا تھا کہ: "یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ" یعنی جس شخص کو میں جھنڈا دوں گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔ مگر یہاں مرتدین سے مقابلہ کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ" اللہ ان سے محبت رکھے گا اور وہ اللہ سے محبت رکھیں گے۔ کیا آپ حضرات کو ان دونوں کا فرق سمجھ میں آیا؟ اگر نہیں آیا تو میں سمجھا دوں۔ وہ یہ کہ:

حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: "یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت:

دوسری طرف مرتدوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو لانے کا وعدہ فرمایا اس کے بارے میں فرمایا: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" یعنی اللہ کو ان سے محبت ہے اور ان کو اللہ سے محبت ہے۔ یہاں رسول اللہ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی حق تعالیٰ کی محبت ہے، اور جس کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہوگی، یہ لازم و ملزوم ہیں، اور بھی ایسا ہی کر دیا جاتا

ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ حدیث میں حضرت علیؓ کی اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو پہلے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اس کے بعد فرمایا گیا کہ: "وَیُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ" لیکن یہاں ترتیب الٹی ہے، یہاں اللہ کا ان سے محبت رکھنا پہلے ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے، گویا یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں: "وَیُحِبُّوْنَهٗ" اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق اور محب صادق بھی ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت صدیقؓ کے مقام کا فرق:

مطلب یہ ہے کہ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہونا اور ایک ہے اللہ کا محب ہونا، حضرت علیؓ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ محب پہلے ہیں اور محبوب بعد میں ہیں، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ محبوب پہلے ہیں، اور محب بعد میں ہیں، کیا خیال ہے؟ دونوں کے درمیان میں فرق سمجھ میں آیا؟

یہ تو ظاہر ہے جو اللہ کا محب ہوگا وہ حق تعالیٰ کا محبوب بھی ہوگا، اور جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا وہ محب بھی ہوگا، یہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت کا تمغہ پہلے دیا اور محب ہونے کا تمغہ بعد میں دیا، محبوب پہلے نمبر پر اور محب بعد میں۔

عمرؓ مراد رسول:

بڑی پیاری بات ہے جو صحابہ کرامؓ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ ہم لوگ آئے تھے اور عمرؓ لائے گئے ہیں، ہم مرید بن کر آئے تھے اور وہ مراد بن کر لائے گئے ہیں۔ تو ایک تو یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں۔

ایک اور نکتہ:

مرتدین سے مقابلہ میں آنے والی جماعت کی تیسری اور چوتھی صفت بیان فرمائی گئی کہ "اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین" اس بات کو عربی دان علماء جانتے ہیں کہ "عزیز" کا لفظ اوپر کے لئے آتا ہے اور "ذلیل" کا لفظ نیچے کے لئے آتا ہے، چنانچہ ان کی صفت یہ ہوگی کہ "وہ مومنوں کے لئے ذلیل ہوں گے" ظاہر ہے کہ ذلیل اوپر تو نہیں ہوتا نیچے ہی ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اوپر ہونے کے باوجود مومنوں کے سامنے سر جھکا کر رہیں گے، یعنی ان کی تواضع کا یہ عالم ہوگا کہ سب بڑے ہونے کے باوجود علم و فضل کے باوجود اپنی محبوبیت اور محبت کے باوجود وہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے ساتھ بھی نیچا ہو کر ہی تواضع سے رہیں گے اور اپنے آپ کو اونچا نہیں کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا خطبہ:

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ رسول بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا تھا اس میں انہوں نے فرمایا تھا: لوگو! مجھے تمہارے معاملات کا والی بنا دیا گیا ہے، میں تم سے اچھا نہیں ہوں لیکن تم نے مجھے بنا دیا ہے، اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تواضع:

حضرت صدیق اکبرؓ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیوہ عورتوں کو پانی بھر کے دیا کرتے تھے، جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنا دیے گئے تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارا پانی کون بھرا کرے گا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں تمہارے لئے اب بھی بھرا کروں گا۔ یہ تھی آپ کی تواضع، انکساری، عاجزی، بے نفسی اور مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو نیچا کرنا۔ بالکل اسی طرح سیدنا عمر فاروقؓ کا حال تھا۔ لوگوں کو وہ بڑے رعب والے تو یاد ہیں لیکن انہیں حضرت فاروق اعظمؓ کی تواضع یاد نہیں ہے۔ ان کو فاروقؓ کا دُرّہ تو یاد ہے کہ ہر وقت کندھے پر رہتا تھا، چنانچہ ان کے رعب سے

بڑے بڑے بھی قیصر و کسریٰ کانپتے تھے، حکمران کا خوف و خشیت پاتے تھے۔۔

انہوں نے بھی پہلے خطبے میں فرمایا تھا: سنو! تم میں سے جو زوردار طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، جب تک کہ میں اس سے کمزور کا حق وصول نہ کرلوں، اور جو تم میں سے کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ اس کا حق ادا نہ کردوں۔

بلاشبہ یہ حضرات مومنوں کے سامنے اپنے آپ کو اتنا نیچا کرنے والے اور اتنا پست کرنے والے تھے، ایسا لگتا تھا کہ ان کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں ہے، ان کی پوری زندگیوں میں ایسا کوئی ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا کہ کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ یا سیدنا امیر المومنین حضرت علیؓ نے کسی مسلمان کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار کیا ہو اور اپنے آپ کو بڑا ظاہر کیا ہو، مومنوں کے لئے تو اتنا متواضع تھے لیکن: "أعزة على الكافرين" کافروں کے مقابلے میں عزیز و سربلند ہوکر کے رہے، کبھی سر نیچا نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ کا دبدبہ اور رومی قاصد:

حضرت رومیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خدمت میں شاہ روم کا قاصد اور سفیر آیا، مدینے میں آکر پوچھنے لگا کہ مسلمانوں کے خلیفہ کا محل کونسا ہے؟ یعنی "قصر خلافت" کون سا ہے؟

ایک بات درمیان میں کہہ دوں، مجھے معاف کرنا صرف ایک ہی فقرہ کہہ دوں وہ یہ کہ ہم لوگ یہ بھول گئے کہ ہماری شان و شوکت ان ظاہری ترقیات میں نہیں ہے، مگر افسوس کہ ہم نے کافروں کی طرح محلات میں، بلڈنگوں میں اور نمائشی چیزوں میں شان و شوکت ڈھونڈنا شروع کردی، بھائی! ہماری شان و شوکت ان چیزوں میں نہیں ہے۔

خیر تو جب رومی قاصد نے پوچھا کہ قصر خلافت کون سا ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ: امیر المومنین کا کوئی محل نہیں، آپ مسجد میں رہتے ہیں، وہیں جاکر دیکھ لو، وہ مسجد میں گیا وہاں نہیں ملے، وہاں کوئی آدمی موجود تھا اس سے پوچھا کہ: امیر المومنین کہاں ہیں؟ کہنے لگا کہ: صدقے کا اونٹ گم ہوگیا ہے، اس کو تلاش کرنے کے لئے جنگل کی طرف گئے ہیں۔

لڑا کرتا ہے جیسا کہ اب افغانستان میں مجاہدین کو (آپس میں) لڑا رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا شاہِ روم کو جواب:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ شاہِ روم کے ارادے یہ ہیں، اور ہمارے اختلافات سے فائدہ اٹھا کر حضرت علیؓ کے کیمپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تو حضرت معاویہؓ نے اس کو خط لکھا جس کو لسان العرب میں نقل کیا گیا ہے، اسی طرح ہمارے مفتی شفیع صاحبؒ نے "مقامِ صحابہ کرامؓ" میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا کہ "او نصرانی (کتے)! مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم میرے اور میرے بھائی علیؓ کے درمیان اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کرنا چاہتے ہو، تمہیں یہ یاد رہنا چاہئے کہ اگر تم نے ایسا کرنے کا سوچا تو میں اپنے ابنِ عم (چچازاد بھائی) سے صلح کرلوں گا اور ان کی فوج میں شامل ہوکر تمہارے مقابلے میں آؤں گا، اور علیؓ کی فوج کے پہلے سپاہی کا نام معاویہ ہوگا جو تم پر حملہ کرے گا، تو یہ حق ہے" "اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ" کا کہ کافروں کے مقابلے میں سربلند رہیں گے، کبھی سر نیچا نہیں کریں گے۔

سازشی مسلمان نہیں کافر ہوتے ہیں:

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان سازشیں نہیں کیا کرتے، اور ہمارے اندرونی طور پر خفیہ منصوبے نہیں ہوتے، ہم سازش کے ذریعہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کرتے ہیں! باطل ہمیشہ سازش کے ذریعہ کامیاب ہوتا ہے، مسلمان کبھی سازشیں نہیں کرتے بلکہ کھلے عام دُشمن کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور: "يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں) کے مصداق مسلمان مجاہد ہوں گے۔ اور مجاہد بھی "المجاهد في سبيل الله" یعنی اللہ کی راہ کے مجاہد۔

"کارِ ما نیست فی سبیل اللہ فساد" کہنے والے:

مجھے ذرا سی گستاخی کی اجازت دیجئے تو عرض کروں کہ آج کل تم لوگوں نے ایک نعرہ بلند کیا ہے کہ: "کارِ ما نیست فی سبیل اللہ فساد!" لیکن قرآن کہتا ہے: "فی سبیل اللہ جہاد"

لئے کرتا ہوں، واللہ! کوئی مقصد نہیں، نہ کوئی سیاسی مقصد ہے، نہ کوئی عزت کا مقصد ہے، نہ کوئی وجاہت کا مقصد ہے، نہ کوئی روٹی کا مقصد ہے، بلکہ اللہ کا شکر ہے تم سے زیادہ اچھی مل رہی ہے اور اتنی آرام سے مل رہی ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

دُنیا میں جنت کا مزہ:

میں تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں کہ ایک بار میں بیٹھا تھا کہ ایک ساتھی کہنے لگا: کیا حال ہے؟ میں نے کہا: ہمارا حال کیا پوچھتے ہو؟ چونکہ وہ میری بات کا مطلب نہ سمجھ پایا تھا، اس لئے اس نے سمجھا کہ شاید اس کو کوئی تکلیف ہے یا یہ دُکھی ہے؟ اگرچہ بظاہر اس کو کوئی تکلیف نظر نہ آئی تاہم مجھے کہنے لگا: کیا بات ہے؟ کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا: میرا بھائی! تم نے میرا مطلب ہی نہیں سمجھا، اس لئے کہ اگر جنت کے اندر رہتے ہوئے آپ کسی جنتی سے پوچھیں: کیا حال ہے؟ تو اس کا جو جواب ہوگا وہی میرا جواب ہے، یعنی جنتی سے جنت کے اندر رہتے ہوئے پوچھیں گے کہ: کیا حال ہے؟ تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ہمارا کیا حال پوچھتے ہو؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں جنت کا مزہ عطا کردیا ہے، مجھے کوئی تکلیف نہیں اور دُنیا کی کوئی فکر نہیں، کوئی فاقہ نہیں ہے، اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ کیا حال ہے؟ میں تو تمہیں جنتی والا ہی جواب دے سکتا ہوں۔

تم لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ زندگی کیا ہے؟ اور زندگی کا مزہ کیا ہے؟ زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ تم تو اپنی ذہنی سطح سے اُوپر سوچنے سے ہی معذور ہو، اس لئے تم کہتے ہو: "کہ ہمارا کچھ الگ مقصد ہے" نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!

یہی وجہ ہے کہ جو کام بھی دین کے نام پر کیا جائے تم کہتے ہو، یہ اغراض و مقاصد کے لئے ہے۔

تحریک ۱۹۵۳ء کے اغراض و مقاصد:

ابھی آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا، جسٹس جاوید اقبال، جو ہماری عدالت کا معزز

رکن بھی رہا ہے، اور اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علامہ اقبال کا معتقد ہے، مجھے معاف کیجئے میں یہی لفظ استعمال کرتا ہوں اور جان بوجھ کر استعمال کرتا ہوں، اس نے کہا کہ: "۱۹۵۳ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے چلائی گئی تھی!"

حیف! صد حیف ہے! ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے چلائی گئی تھی، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ تحریک ان لوگوں نے چلائی تھی جن کی شکل دیکھنا جنت میں داخل ہونے کی ضمانت تھی، یعنی جن کی شکل دیکھنے سے جنت ملتی تھی، ایسے اللہ کے مخلص بندوں نے یہ تحریک چلائی تھی۔ یہ اللہ کے وہ مخلص بندے تھے جنہوں نے اپنے نام و نمود، نفس اور تمام چیزوں کا پتہ کاٹ دیا تھا، ان کے ہاں یہ چیزیں تھیں ہی نہیں، تم جانتے ہو! امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری اور اس سطح کے دوسرے اکابر نے یہ تحریک چلائی تھی کہ خدا کی قسم! اگر ان کی جوتیاں سر پر رکھ لیں تو ہمیں جنت نصیب ہو جائے۔ تم کہتے ہو کہ یہ سیاسی اغراض کے لئے تھی، میں واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مرزائیوں نے تمہیں القادیانی بنا دیا ہے، اور تم نے ان کی بولی بولنا شروع کر دی ہے، عقل و دانش اللہ نے تمہیں بھی دیا ہے، ذرا بتلاؤ کون سا سیاسی مقصد تھا! جس کے لئے یہ تحریک چلائی گئی تھی؟ مجھے ذرا بتلاؤ تو سہی؟ میرے سوال کا جواب دو! سیاسی تجزیہ کر کے بتلاؤ کہ کیا اغراض تھیں؟ جانتے بھی ہو کہ سیاست کیا ہوتی ہے؟ ہاں! میں جانتا ہوں، اگرچہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں، میں تو شروع سے ملاں ہوں، مسجد میں بیٹھتا ہوں، زیادہ سے زیادہ ملاں ہوں، اور جو سیاسی جماعتیں جو جلسے کرتے ہیں، میری طبیعت وہاں نہیں چلتی، مسجد میں چلتی ہے، ملاں ہوں، خاص خدا کے گھر میں بیٹھ کر مجھے بات کرنا آتی ہے، لیکن الحمد للہ! تم سے سیاست زیادہ جانتا ہوں، تمہیں یہی معلوم نہیں کہ سیاست کس چیز کا نام ہے؟ تم نے تو ذاتی مفادات، اغراض و مقاصد کے حصول کا نام سیاست رکھ لیا ہے، یہ سیاست نہیں ہے، یہ تو مکر و فریب ہے، تم تو مکر و فریب کو سیاست کا نام دیتے ہو، اس نے کھیل کھیلا، تم نے تو مکر و فریب، چالاکیاں اور وقت پاس کرنا اپنا رکھا ہے، کیا اس کا نام سیاست ہے...؟

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یجاھدون فی سبیل اللہ" و

والا اور بڑے عظم والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے سب سے پہلے مصداق حضرت ابوبکر صدیق اور ان کی جماعت کے حضرات تھے، اس لئے کہ جب پورے عرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی تھی اور گیارہ قسم کے قبائل مرتد ہوگئے تھے تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق کی فراست اور حضرت خالدؓ کی تلوار کے ذریعہ اس ارتداد کا قلع قمع کیا گیا، دو سال بعد جب حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر ملتے ہیں اور ان کی بارگاہ میں سلام کرتے ہیں تو گویا دو سال کے بعد غلام اپنے آقا کی خدمت میں اس طرح سرخرو ہوکر حاضر ہوتا ہے کہ پورا عرب دوبارہ اسلام کے زیرنگیں تھا اور صدیقی فوجیں فارس اور روم کا مقابلہ کررہی تھیں۔

خلاصہ یہ کہ آپ ہی پہلے مصداق تھے اور وہ چھ کی چھ صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں جمع کردی تھیں۔

اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں ارتداد کے فتنے ظاہر ہوتے رہے، اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدے اور پیش گوئی کے مطابق ان مرتدین کے مقابلے میں بھی ایک ایک قوم کو لاتا رہا، مگر ان سب کے پہلے قائد، پیشوا اور امام حضرت ابوبکر صدیق تھے، بعد میں آنے والے سب کے سب ان کے پیچھے نیت باندھ کر کے کھڑے نظر آتے ہیں۔

اس دور میں اس آیت کا مصداق:

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جلسہ تھا اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر تھی، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے یہی آیت کریمہ پڑھی اور بھرے جلسے میں اعلان کیا کہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آج اس آیت کا مصداق عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت ہے...!"

اس سلسلے میں مجھے مزید کچھ باتیں کہنا تھیں لیکن چونکہ وقت بہت زیادہ ہوگیا ہے، اس لئے صرف ایک بات کہہ کر اپنی معروضات ختم کرتا ہوں، تفصیلات ہمارے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب اور دوسرے احباب آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

زندگی کے دو میدان:

ایک بات کہنا چاہتا ہوں تو جہ سے سنو! وہ یہ کہ زندگی کے دو میدان ہیں یا یوں کہو کہ آدمی اپنی زندگی میں جو محنت کرتا ہے، اس کے دو میدان ہیں۔

اول:..... دنیا میں دنیا کے لئے محنت کرنا، مثلاً: کسی کی پچاس، ساٹھ سال کی عمر تھی یا جتنی بھی مقدر تھی، وہ اس پوری کی پوری عمر میں دنیا کے لئے محنت کرتا رہا، لیکن جب وہ اس دنیا سے گیا تو سب کچھ یہیں چھوڑ گیا، اور خود خالی ہاتھ چلا گیا، ملازمتیں حاصل کیں، بڑے بڑے عہدے حاصل کئے، اونچے اونچے منصب حاصل کئے، اور اونچی اونچی پروازیں کیں، لیکن جاتے ہوئے کوئی چیز بھی ساتھ نہیں گئی۔ یہ ہے دنیا کی محنت دنیا کے لئے جس کو قرآن کریم نے خسارہ کی محنت اور گھاٹے کا عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا: "قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا" (میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارے کے عمل والے کون سے ہیں؟) "الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" وہ لوگ جن کی ساری محنت دنیا میں برباد ہوگئی اور وہ شریف آدمی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ تو زندگی کا ایک رخ تو یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں دنیا کے لئے محنت کی جائے، چونکہ یہ نقد ہے اور ادھار نہیں ہے، اور چونکہ یہ آنکھوں سے نظر آنے والی ہے کوئی غیب کی چیز نہیں، اس لئے میں اور آپ بلکہ ساری دنیا کا رخ اس طرف ہے، اس لئے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوم:..... دوسری محنت اور محنت کا میدان یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کے لئے محنت کی جائے، پھر آخرت میں بہت سی چیزیں ہیں، لیکن سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ: "يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ" کا اعزاز حاصل ہو جائے، یعنی اللہ راضی ہو جائے اور ہم اللہ سے راضی ہو جائیں، جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے بارہ میں فرمایا: "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" اللہ ان سے راضی، اور وہ اللہ سے راضی، محنت کے لئے اللہ نے بہت سے راستے رکھے ہیں، یعنی دنیا کی محنت کے لئے بہت سے راستے ہیں، مثلاً: محنت کا راستہ تجارت بھی ہے،

اندر پیدا کرنا ہوگا۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشق رسول، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف وغیرہ کی تصریحات اور تجربات کے نچوڑ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اس دور میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والا تعلق کوئی قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے کیونکہ موجودہ دور میں اسلام کو عیسائیت، یہودیت، ہندومت، بدھ مت، کمیونزم وغیرہ سے اتنا خطرہ نہیں کیونکہ یہ کھلے دشمن ہیں۔ اس وقت عیسائی پوری دنیا میں ہزاروں مشنریوں کے ذریعے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے درپے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکے، لیکن قادیانیت اسلام کے لئے خطرہ ہے جو اسلام کی آڑ میں، اسلام کے لبادے میں، اسلامی طور وطریقے اختیار کرکے مسلمانوں کے دلوں اور ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دے رہے ہیں، وہ مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کا کلمہ پڑھ کر اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں، وہ اسلام کی آڑ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، وہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے والوں کے دشمن ہیں، اس لئے ان کا بائیکاٹ کرکے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو روک کر مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی قائم رکھ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیں۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج ۱۵ ش ۱۴)

ختم نبوت

اور برطانوی مسلمانوں کی ذمہ داری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

"ہر سال ماہ اگست میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے انگلینڈ میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جب اس سلسلہ میں یورپ تشریف لے جاتے تو روزنامہ "جنگ" ان سے تفصیلی انٹرویو کیا کرتا تھا، اس سلسلہ کا آپؒ کا ایک انٹرویو پیش خدمت ہے۔"

(سعید احمد جلال پوری)

جنگ:... مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب آپ برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس کے سلسلے میں آتے ہیں، کیا ایسی کانفرنسوں کے انعقاد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوتے ہیں؟

جواب:... ہم یہاں ہر سال صرف اس لئے آتے ہیں کہ یہاں آباد مسلمانوں کو فتنۂ قادیانیت کے بارے میں بتایا جائے اور ایسی کانفرنسوں کا مقصد یہ ہے کہ خود قادیانیوں کو اسلام کی طرف راغب کیا جائے جو گمراہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ پوری اُمت مسلمہ یہ تسلیم کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزمان ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور اس بارے میں کبھی بھی دو رائیں نہیں ہوئیں کہ جو شخص خود کو نبی کہے گا وہ مرتد اور واجب القتل ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس نے نہ

صرف خود کو حضرت مسیح قرار دیا بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ نعوذ باللہ! امام مہدی بھی ہیں۔ اس طرح انہوں نے دو شخصیتوں کو ایک کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شروع سے ہی حضرت مسیح کی پیش گوئی میں شامل کر رکھا تھا اور اسے الہام ہوا کہ حضرت مسیح کی وفات ہو گئی ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بات ۱۸۸۴ء میں اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں لکھی کہ جب حضرت مسیح دنیا میں تشریف لائیں گے تو اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا، لیکن ۱۸۹۳ء میں یہ دعویٰ کر دیا کہ ان کی وفات ہو گئی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اتنے تھوڑے عرصے میں ان کی وفات کیسے واقع ہو گئی؟ اور نبوت کے حوالے سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا یقین کامل تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، لیکن ۱۹۰۱ء میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ میں ہی نعوذ باللہ! حضرت محمد ہوں۔ اس کی دلیل اس نے یہ دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا لیکن حضور خود تو واپس آ سکتے ہیں اور نعوذ باللہ! حضورؐ مرزا قادیانی کے روپ میں آئے ہیں۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دو دفعہ دنیا میں آنا مقدر تھا۔ ایک بار چھٹی صدی عیسوی میں اور دوسری مرتبہ چودھویں ہجری کے آغاز پر یعنی ۱۹۰۱ء میں ان کی دوسری بعثت شروع ہو گئی۔ اس لحاظ سے بقول مرزا غلام احمد، حضورؐ کی پہلی بعثت ختم ہو گئی ہے

مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے "کلمۃ الفصل" میں لکھا ہے کہ مسلمان تو اپنے کلمے میں دوسرے نبیوں کو شامل کرتے ہیں لیکن قادیانی اس میں ایک اور نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی شامل کرتے ہیں۔ مرزا بشیر احمد کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کی صورت میں حضورؐ ہی واپس آئے ہیں کوئی دوسرا نہیں آیا، اس طرح رسول اللہ کے بھی دو مفہوم ہو جاتے ہیں، ایک رسول اللہ مکہ اور مدینہ والے اور نعوذ باللہ! دوسرا رسول اللہ قادیان والا ہے۔

اب آپ غور کریں کہ مسلمان جب کلمہ پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں مکہ اور مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں، جبکہ قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں رسول اللہ سے مراد بعثت ثانیہ اور نعوذ باللہ! مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے۔

ایک بنیادی بات یہ ہے کہ دین کی جڑ تو عقیدہ اور ایمانیات ہے۔ باقی چیزیں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی حیثیت شاخوں کی ہے۔ لیکن قادیانیوں نے آدمی کے ایمان کو جڑ سے ہی کاٹ دیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایک نیا محمد لا کھڑا کیا ہے۔

ہم برطانیہ میں اور دنیا بھر کے مختلف ممالک میں یہی پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ چونکہ دین اور ایمان کا مسئلہ نجات کا مسئلہ ہے اور آخرت کی بربادی یا اس کا بن جانا اس عقیدے پر موقوف ہے، اس لئے مسلمان بھائیوں کو قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے بڑی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم تو قادیانیوں کو بھی یہ پیغام دیتے ہیں کہ قیامت کے روز ہر شخص جب اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوگا تو اسے اپنے عقائد و اعمال کا خود حساب دینا ہوگا۔

آپ مجھے قرآن سے کوئی آیت دکھادیں جس میں یہ ذکر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ ہاں قرآن نے ان کی زندگی میں ہی یہ فرمادیا تھا کہ میں قیامت کے روز انہیں وفات دوں گا۔ آپ تمام احادیث کا مطالعہ کرلیں، ذرا صحابہ سے لے کر آج تک کے اقوال دیکھیں، چودہ صدیوں کے اکابرین امت اور تمام مفسرین نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں ان سے ملاقات کرکے آئے ہیں، اب میں کس طرح کہہ دوں کہ مرزا غلام احمد سچا ہے اور تمام اکابرین امت جھوٹے ہیں؟ اور میری نظر میں یہی مسئلہ ختم نبوت ہے۔

ربوہ والی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرتی ہے جبکہ قادیانیوں کی لاہوری جماعت مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی بلکہ وہ اسے مجدد تسلیم کرتی ہے، اور وہ جماعت بھی ختم نبوت کے عقیدے پر یقین رکھتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان کی ہیں ان میں چھوٹی علامتیں یہ ہیں کہ ہر طرف جہالت پھیل جائے گی، امانت اور دیانت اٹھ جائے گی اور لہو ولعب ہوگا۔ دوسری بڑی نشانی دجال کی آمد ہے، وہ جب نبوت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہودی اسے امام مانیں گے اور اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔ وہ اپنے شعبدے

دکھائے گا کہ عقل حیران رہ جائے گی۔ وہ چالیس دنوں کے اندر پوری دنیا کا دورہ کرے گا،
اس کا فتنہ اتنا شدید ہوگا کہ علماء اور صلحاء بھی اس کا مقابلہ نہیں کر پائیں گے۔ دجال کے فتنہ
کے بارے میں تمام انبیاء نے، حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کی بد دینی
سے ڈرایا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام بیت المقدس میں اتریں گے جہاں
مسلمانوں کے امام جو حضرت امام مہدی ہوں گے، حضرت مسیح علیہ السلام ان کے پیچھے نماز
ادا کریں گے۔ وہاں حضرت مسیح علیہ السلام دجال کے قتل کا حکم دیں گے۔ دجال حضرت مسیح
علیہ السلام کو دیکھ کر پگھلنے لگے گا اور وہ بھاگے گا، حضرت مسیح علیہ السلام اس کا تعاقب کریں
گے، یہاں تک کہ مقام "لد" میں اسے جالیں گے اور قتل کر دیں گے، یوں اس کی موت
واقع ہو جائے گی۔

اب آپ دیکھیں کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو
غیر مسلم قرار دیا تھا، ان کو اس فیصلے سے اختلاف بھی ہے کیونکہ کوئی شخص اپنے خلاف عدالتی
فیصلے کو کبھی تسلیم نہیں کرتا۔ یہ بات تاریخ کا حصہ ہے کہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو اپنا کیس
پیش کرنے کے لئے پورے گیارہ دن دیئے گئے، اس میں لاہوری پارٹی کو دو روز ملے تھے،
اور اب تو قومی اسمبلی کا فیصلہ بھی چھپ کر آگیا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جب مرزا ناصر احمد نے اپنا موقف قومی اسمبلی کے سامنے پیش
کر دیا تھا پھر انہیں کیا شکایت ہے؟ جب قومی اسمبلی نے فیصلہ دیا تھا تو اس وقت تمام اراکین
اسمبلی جیوری تھے اور اسمبلی ایک عدالت تھی، اس وقت کے وزیر قانون حفیظ پیرزادہ نے
حکومت کی وکالت کی تھی، اس ساری کارروائی کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ فیصلہ دیا تھا کہ
قادیانی کافر ہیں، ان کے عقائد کے پیش نظر انہیں مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔

حال ہی میں جرمنی میں کیتھولک فرقے نے عدالت سے رجوع کیا تھا کہ
پروٹسٹنٹ فرقے کو ان کے شعائر استعمال کرنے سے روکا جائے، جس پر عدالت نے
کیتھولک فرقے کے حق میں فیصلہ دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کیتھولک فرقہ صدیوں سے
اپنی روایات اور شعائر پر عمل کرتا چلا آ رہا ہے، اس لئے عدالت نے انہیں حق بجانب قرار

دیا، اسی طرح مسلمانوں کے شعائر کو قادیانی استعمال نہیں کر سکتے۔

قادیانی اپنے اوپر ہونے والے جھوٹے اور بے بنیاد مظالم کی داستانیں گھڑ کر پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں، حالانکہ یہ لوگ دوسری اقلیتوں کے مقابلے میں اونچی اونچی پوسٹوں پر بیٹھے ہیں، حکومت اور انتظامیہ نے ان کو ان کی حیثیت سے زیادہ عہدے اور ملازمتیں دے رکھی ہیں، جہاں پر انہوں نے اپنے آدمی بھرتی کروا دیئے ہیں۔

۱۹۷۴ء کے فیصلے کے بعد سے یہ لوگ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں، ان کی جماعت پاکستان کے خلاف کام کر رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھی ان کا ہاتھ ہے اور یہ لوگ ملک کے اندر فرقہ پرستی کو بھی ہوا دے رہے ہیں، اگر انصاف کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ مظلوم پاکستانی مسلمان ہیں، قادیانی نہیں۔

میں تو کہتا ہوں کہ غیر ممالک کو پاکستان میں سروے کروانا چاہئے، انہیں حقیقت کا علم ہو جائے گا۔

اب بہائی فرقے کے لوگوں کو دیکھیں، وہ کھل کر کہتے ہیں کہ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، لیکن وہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مانتے ہیں، ان لوگوں نے سچائی اور صداقت سے کام لیا ہے، اس لئے ان کے خلاف کہیں بھی کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی بھی شخص اپنا علیحدہ عقیدہ رکھنے کا حق رکھتا ہے لیکن مسلمانوں کو دھوکا تو نہ دے۔ آپ دیکھیں کہ برطانیہ میں گرجا گھر فروخت کئے جا رہے ہیں، وہاں اتوار کو بھی کوئی نہیں آتا، وہاں فلمیں بھی دکھائی جا رہی ہیں، لیکن عیسائیت بنگلہ دیش، بھارت اور افریقہ کے کئی ممالک میں صرف اس لئے پھیل رہی ہے کہ یہ لوگ غریب عوام کو روٹی فراہم کرتے ہیں۔ یہی طرزِ عمل قادیانیوں کا بھی ہے، یہ لوگ بیروزگار نوجوانوں کو ورغلا کر ربوہ لے جاتے ہیں، اور انہیں بیعت کرنے کے لئے کہتے ہیں اور انہیں امریکہ کا ویزا دلوانے کی بات کرتے ہیں، جہاں وہ جا کر سیاسی پناہ حاصل کرتے ہیں۔

جنگ:...وہ لوگ جو درحقیقت قادیانی نہیں لیکن مغرب

"محمد" رکھا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے بیٹے بشیر احمد نے ہمیں کافر قرار دیا ہے، کیا ہم نے اسلام میں کسی قسم کی تبدیلی کی ہے؟ تبدیلی تو قادیانیوں نے کی ہے۔

جنگ: آپ نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت برطانیہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے شعائر استعمال کرنے سے روکے، کیا اس ملک میں یہ ممکن ہے؟

جواب: ہم نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس اقلیت کو جو خود کو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہی ہے، اس کو مسلمانوں کا استحصال کرنے سے روکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ برطانیہ میں آباد پاکستانیوں کو بھی کونسلوں کی سطح پر قادیانیوں کی حرکات پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ قادیانی مسلمانوں کا نام استعمال کرکے سوشل ویلفیئر سوسائٹیاں بناتے ہیں اور کونسلوں سے وہ گرانٹ حاصل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے کوٹے میں آتی ہے۔ میرے نزدیک برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن بھی اس سلسلے میں مدد کرسکتا ہے اور قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دینے سے روکنے کے لئے کردار ادا کرسکتا ہے، کیونکہ قادیانی، مسلمانوں سے الگ قوم ہیں۔ انہیں زبردستی مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کی سازشوں کو بے نقاب کرنا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب قادیانی یہاں پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں ان پر مظالم ہو رہے ہیں، پاکستانی سفارت خانے کو اس کا توڑ کرنا چاہئے اور اعداد و شمار پیش کرکے برطانوی پریس کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اب آپ دیکھیں کہ "سرے" کے علاقے میں ٹلفورڈ میں قادیانیوں نے ایک چھوٹی سی جگہ کو اسلام آباد کا نام دے رکھا ہے۔ یہ آئین کی خلاف ورزی کے مترادف ہے، پاکستان ایک مسلم ملک ہے، ہمارا مقصد اسلامی اقدار کا تحفظ ہونا چاہئے اور ہمیں اعلیٰ سطح پر مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کردینا چاہئے۔

جنگ: کیا ختم نبوت کے رہنما ٹیلی ویژن اور صحافت کے ذریعے اشاعت اسلام پر یقین رکھتے ہیں؟ کیا آپ تصویر

چھپوانے کے حق میں ہیں؟

جواب:... مرزا طاہر احمد نے حال ہی میں اپنی تصویر اخبارات میں چھپوائی ہے، جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اور حرام قرار دیا ہے، بھلا اس قانونِ شریعت کی کیسے خلاف ورزی کرسکتے ہیں؟ چند لوگوں نے کہا ہے کہ تصویر وقت کی ضرورت ہے، اس کے لئے اجتہاد بھی تو ہوسکتا ہے، لیکن اجتہاد تو اس چیز کے بارے میں ہوتا ہے جس کے بارے میں شریعت نے کوئی حکم نہ دیا ہو۔ چند لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ قادیانیوں نے تو سیٹ لائٹ کے ذریعے پروپیگنڈا شروع کردیا ہے، آپ اس کا کیا توڑ کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ٹی وی اور سیٹ لائٹ سے پروگرام پیش کرنے کے بارے میں غور کرنا چاہئے۔ قادیانیوں کے پروپیگنڈے سے اتنا بھی خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ پاکستانی مسلمانوں میں ایمان کی دولت کی فراوانی ہے، وہ لوگوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

جنگ:... مرزا طاہر احمد کے مباہلے کے چیلنج اور قادیانیوں کی سیاسی پناہ پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

جواب:... برطانیہ میں چونکہ قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر احمد موجود ہے اس لئے یہاں پر آباد مسلمانوں پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ خیال رکھیں کہ کہیں وہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کو نہ ورغلائیں۔ یہ لوگ پاکستان میں پولیس والوں سے اپنے خلاف جعلی ایف آئی آر تیار کروالیتے ہیں اور یہاں آکر سیاسی پناہ کا ڈرامہ رچاتے ہیں، میں آپ کو بتادوں کہ میں نے مرزا طاہر احمد کو مباہلے کا چیلنج کیا لیکن وہ میدان میں نہیں آیا، میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ نہیں آسکتے تو اپنے کسی نمائندے کو بھیج سکتے ہیں، اور وہ جس جگہ اور وقت کو منتخب کریں گے میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ لیکن مجھے محسوس ہوا کہ ان میں یہ ہمت ہی نہیں کہ وہ مسلمانوں کے ایمان کی قوت کا مقابلہ کرسکے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جون ۱۹۸۸ء میں مرزا طاہر احمد نے اچانک مباہلے کا چیلنج جاری کیا تھا، کیونکہ اس وقت ان کی جماعت میں شدید اختلافات پیدا ہوچکے تھے، انہیں پتہ چلا تھا کہ مرزا طاہر احمد کا بھائی مرزا رفیع کی

الگ جماعت قائم کرنے کے چکر میں تھا، اس لئے اس نے توجہ ہٹانے کے لئے یہ چیلنج جاری کیا، جس پر پورے پاکستان کے علماء نے اس کا چیلنج قبول کیا۔ خود میں نے انہیں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو مباہلے کا پیغام بھیجا تو اس نے مجھے لکھا کہ: "تم کون ہو اور تمہاری حیثیت کیا ہے جو تم مرزا طاہر احمد کو چیلنج کر رہے ہو؟" میں نے جواباً لکھا کہ: "تم اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے آؤ اور میں بھی لے آؤں گا، اور یہ بھی بتادو کہ مجھے کتنے آدمی اپنے ساتھ لاؤں، ایک سو لاؤں، ایک لاکھ لاؤں، یا دس لاکھ لاؤں؟" لیکن اس کے سیکریٹری نے پیغام بھیجا کہ: "ایک کاغذ پر "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" لکھ کر بھجوادو، تو مباہلہ مکمل ہوجائے گا۔" میں نے کہا کہ یہ مباہلہ نہ ہوا مذاق ہوگیا۔ پھر میں نے اسے قرآن، حدیث اور خود مرزا غلام احمد کی کتابوں سے حوالہ جات دیئے کہ مباہلے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں فریق ایک میدان میں آئیں، پھر میں نے اسے لکھا کہ اب اگر تم وقت اور تاریخ مقرر کرکے مباہلے کے میدان میں نہ آئے اور تکفیر سے باز نہ آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مروگے۔ اس دن کے بعد اس نے مجھے کبھی مباہلے کا چیلنج نہیں بھیجا۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۵ ش:۲۷)

حیات و نزولِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی حیات و نزول کا عقیدہ
چودہ صدیوں کے مجددین و اکابر امت کی نظر میں

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اس زمانے میں جیسی اور بہت سی دینی حقیقتوں کا انکار کیا گیا ہے، ان میں قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے اس عقیدے کے بارے میں چند شبہات لکھ کر بھیجے ہیں۔ ان شبہات کو پڑھ کر دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اس مسئلہ پر گزشتہ صدیوں کے اکابرین کی چند تصریحات جمع کر دی جائیں تو یہ امر اہل انصاف کے لئے مزید اطمینان و یقین کا موجب ہوگا۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہ سے غیرت، توفیق اور قبولیت و رضا کی درخواست کے ساتھ اس رسالے کو شروع کرتا ہوں، اور بطور تمہید چند امور اصول موضوعہ کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں:

۱... دین اسلام ان عقائد، عبادات اور اعمال کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ ان میں سے جو امور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں ان کا ثبوت قطعی و یقینی ہے اور یہی امور "ضروریات دین" کہلاتے ہیں۔

۲... دین کے ان متواترات میں سے کسی ایک کا انکار پورے دین کے

ہے اور اگر صرف الفاظ کی حد تک مان لیا جائے مگر معنی و مفہوم بدل دیا جائے تو یہ بھی انکار ہی کی ایک صورت ہے اور اسے اسلام کی اصطلاح میں "زندقہ" کہا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن المخالف للدين الحق إن لم يعترف به ولم يذعن له، لا ظاهرًا ولا باطنًا فهو كافر، وإن اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وإن اعترف به ظاهرًا لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق۔"

(مسوّی شرح مؤطا ج:۲ ص:۱۳۰ مطبوعہ مجتبائی)

ترجمہ:... "جو شخص دین کا مخالف ہے، اگر وہ دین کا قائل ہی نہ ہو، نہ ظاہراً نہ باطناً تو یہ "کافر" کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے تو اقرار کرے لیکن اس کا دل کفر پر جما ہوا ہو تو یہ "منافق" کہلاتا ہے، اور اگر بظاہر دین کا اقرار کرے مگر دین کی کسی قطعی بات کی ایسی تشریح کرے جو صحابہؓ و تابعینؒ اور اکابر امت کی اجماعی تفسیر کے خلاف ہو تو یہ شخص "زندیق" ہے۔"

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی ساری امت اس بات کی قائل رہی ہے کہ قیامت کے بالکل قریب جب کانا دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، جس طرح قیامت کا آنا قطعی و یقینی ہے، اسی طرح قیامت کی علامت کبریٰ یعنی دجال اکبر کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی قطعی و یقینی ہے، اور صدر اول سے لے کر آج تک اکابر امت اس کو تواتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ اس رسالے میں اکابر امت کی تصریحات صدی وار نقل کی جارہی ہیں، ان کے مطالعے کے بعد اس تواتر کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

۵:... خبرِ متواتر سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ اضطراری و بدیہی ہوتا ہے، یعنی جو خبر تواتر کی حد تک پہنچ جائے، آدمی اس کے ماننے پر مجبور ہوجاتا ہے، اور کسی ذی ہوش اور صاحبِ عقل کے لئے اس کا انکار ممکن نہیں رہتا۔ اگر کوئی شخص اس کو ذاتی غرض کی وجہ سے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو تب بھی اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ زبان سے ہزار بار اس کو جھٹلاتا رہے، مگر اس کا ضمیر اندر سے گواہی دے گا کہ میں ایک قطعی و یقینی حقیقت کا انکار کر رہا ہوں۔ روز مرہ مشاہدات میں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی کو یہ تو اختیار ہے کہ کسی چیز کی طرف آنکھ اٹھاکر ہی نہ دیکھے، لیکن کسی چیز پر نظر ڈالنے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ بینائی بصارت آنکھوں کو اس کے دیکھنے سے باز رکھ سکے، یا دیکھنے کے بعد اس کا انکار کرڈالے۔ ٹھیک اسی طرح یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی خبر کے تواتر کی طرف سر اٹھاکر ہی نہ دیکھے اور وہ اپنی چشمِ بصیرت پر جہالت اور لاعلمی کا پردہ ڈال لے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ تواتر کا علم ہوجانے کے باوجود بقائمیِ عقل و خرد ساری دنیا کو جھوٹا اور ان کی اس متواتر خبر کو غلط قرار دے لے۔

ہمارے زمانے میں جن لوگوں نے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی خبر کا انکار کیا ہے، ان میں اکثریت ان حضرات کی ہے جنھوں نے اپنی لاعلمی کی بنا پر اس کے تواتر کی طرف نظر اٹھاکر ہی نہیں دیکھا، ورنہ اس خبرِ متواتر کا انکار ممکن نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو وہ لوگ بھی نہیں جھٹلا سکتے جو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

> "مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔"
>
> (ازالہ اوہام ص:۵۵۷ روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

ظاہر ہے کہ جس خبر کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہو اور دینی حقائق میں کوئی خبر اس کے ہم پہلو اور ہم وزن نہ ہو، اس کے انکار کی جرأت بجز ایمان اور عقل کی موت

دعویٰ کون کرسکتا ہے...؟

۲- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اُمتِ اسلامیہ کا متواتر اور اجماعی عقیدہ تین مضمون پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ دوم یہ کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ قربِ قیامت میں قتلِ دجال کے لئے نازل ہوں گے، پھر ان کی وفات ہوگی۔

یہ تینوں باتیں لازم و ملزوم ہیں، اگر وہ آسمان پر اٹھائے گئے تو یقیناً نازل بھی ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم، حدیثِ نبوی اور اکابرِ اُمت کی تصریحات میں کہیں بعض مقام ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کو ذکر کیا گیا ہے، اور کہیں ان کے آخری زمانے میں واپس آنے کی خبر دی گئی۔

۳:... اسلامی لٹریچر میں "المسیح" کے نام سے صرف دو شخصوں کو پہچانا جاتا ہے، ایک "دجال" اور دوسرے "المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ" جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اور جن کے بارے میں یہود کو قتل و صلیب کا دعویٰ تھا۔ دجال کو "مسیح ضلالت" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "مسیح ہدایت" کہا جاتا ہے۔ ان دو شخصوں کے سوا اسلامی لٹریچر کسی تیسرے کو "مسیح" نہیں جانتا۔ امام محمد طاہر گجراتی "مجمع البحار" میں (حرف "دجل" کے تحت) لکھتے ہیں:

"سمّي الدجّال مسيحًا، لأنّ إحدى عينيه ممسوحة، وعيسى سمّي به: لأنه كان يمسح ذا العاهة فيبرأ." (مجمع البحار ج:۲ ص:۱۶۰ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

ترجمہ:... "دجال کا نام "مسیح" رکھا گیا کیونکہ اس کی ایک آنکھ بالکل ہموار ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام "مسیح" رکھا گیا، کیونکہ وہ بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ شفایاب ہوجاتا تھا۔"

بعض اکابر فرماتے ہیں "المسیح" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے، اور دجال اس کا غلط ادعا کرکے اپنے اوپر چسپاں کرلے گا، گویا کانے دجال کا ایک دجل یہ

ہوگا جو مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ بہرحال اسلامی لٹریچر میں "مسیح" یا "حضرت عیسیٰ
علیہ السلام" کو علم کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے اور ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہیں جس کو "مسیح"
کے لقب سے یاد کیا گیا ہو۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص ان کے لقب "مسیح"
کو کسی دوسرے شخص پر چسپاں کرنے کی اسلامی لٹریچر میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اور جو شخص
ایسا کرتا ہے وہ "یحرفون الکلم" کے تحت اس کا مصداق، وہ شخص کو جان کر چھپاتا ہے، اور اسلام کی
اصطلاح میں ایسا شخص "دین حق کا منکر اور زندیق" کہلاتا ہے۔ جیسا کہ تکملہ میں حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گزر چکا ہے۔

۸:... احادیث نبویہ میں مسیح دجال کے نکلنے اور اس کو قتل کرنے کے لئے مسیح بن
مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر الگ الگ بھی دی گئی ہے، اور دونوں کو یکجا بھی۔ اور
یہ دونوں خبریں متواتر ہیں اور لازم و ملزوم بھی۔ کیونکہ جب ایک بار یہ اصول طے کر دیا گیا
کہ دجال کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا تو نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے
دجال کا خروج لازم ہوا... یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں صرف عیسیٰ علیہ السلام کے نزول
کو ذکر کیا گیا ہے، بعض میں صرف دجال کے خروج کو، اور بعض میں ان دونوں کو۔

۹:... اس رسالے میں اکا دکا جو حوالے پیش کئے گئے ہیں، وہ صرف نمونے کے طور
پر ہیں، ورنہ وہ تمام کتابیں جن میں ابتدائے اسلام سے لے کر ہمارے زمانے تک خروج
دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ذکر کیا گیا ہے وہ حد شمار سے خارج ہیں۔ مرزا غلام
احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

"قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ
احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ ابن
مریم ہوگا، اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث
میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی
کے لئے کافی ہے...... یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے
ساتھ ہر ایک زمانے میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی

جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا
ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع
ہوتی چلی آئی ہے، صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی
کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔"

(شہادۃ القرآن ص:۲، روحانی خزائن ج:۶ ص:۲۹۸)

مرزا صاحب کی اس تحریر پر اتنا اضافہ کرلیجئے کہ ان ہزارہا سلسلہ وار کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جو خبر تواتر کے ساتھ درج کی گئی ہے، وہ کسی نام "عیسیٰ بن مریم" یا "مسیح موعود" کے بارے میں نہیں، جیسا کہ نمبر۲ میں عرض کرچکا ہوں، بلکہ ایک شخصیت کے بارے میں ہے جس کو ساری دنیا مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ علیہ السلام کے نام سے جانتی ہے۔

ساری دنیا کا ایک فرد بھی نہ ان کے علاوہ کسی عیسیٰ بن مریم کو جانتا ہے اور نہ کسی بے نام و نشان "مسیح موعود" کو... اس لئے یہ صدی وار ہزارہا کتابیں مسیح بن مریم علیہ السلام کے آنے کی متواتر خبر دے رہی ہیں، ان کا آنا قطعی یقینی ہے، اور اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔

ان اصول موضوعہ کی روشنی میں اب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کے بارے میں اکابر کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے، اور پھر خود انصاف کیجئے کہ کیا اس تواتر کے بعد کسی مسلمان کے لئے اس عقیدے سے انکار و انحراف کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے...؟

اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو صراط مستقیم پر قائم رکھے، اور تمام شرور و فتن سے اس کی حفاظت فرمائے، آمین!

محمد یوسف لدھیانوی

۲/۳/۱۴۰۲ھ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

قیامت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اور قیامت سے پہلے جو بڑے بڑے خلافِ عادت امور ظاہر ہوں گے، ان کو "قیامت کی علاماتِ کبریٰ" کہا جاتا ہے۔ اللہ و رسول نے قیامت کی جتنی نشانیاں بتائی ہیں، وہ سب برحق ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے، ان کے زمانے میں کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اسے قتل کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی متواتر احادیث میں خبر دی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک تمام اکابرِ امت بھی متواتر اس کی خبر دیتے رہے ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک امت کے درمیان معروف و مسلّم چلا آرہا ہے، اور اسی وجہ سے اس کو قطعی و یقینی عقائد میں شمار کیا گیا ہے، جس پر ایمان لانا واجب اور جس کا انکار کفر ہے۔

چونکہ غفلت و جہالت کی وجہ سے اس زمانے کے بہت سے لوگ اس عقیدے میں شک و شبہ کا اظہار کرتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں ابتدائے اسلام سے لے کر ہمارے زمانے تک کے اکابر کی تصریحات مدوّن و مرتب کردی جائیں، تاکہ مسلمان بھائیوں کے لئے اطمینان و شفا کا موجب ہو، اور جو لوگ شک و شبہ میں مبتلا

ہمیں اور آپ کو حق تعالیٰ انصاف و حق پرستی کی توفیق عطا فرمائے۔

چونکہ تمام عقائدِ اسلامیہ کا سرچشمہ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ارشادات ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو حق تعالیٰ کی نصوص سے سمجھنے کے لئے ہم اس کا آغاز عہدِ خداوندی سے کریں۔

عہدِ خداوندی

الف:... قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے دو جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی طرف اُٹھالینے کی صراحۃً خبر دی ہے، ایک سورۂ آلِ عمران کی آیت:۵۵ میں:

"یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ"

اور دُوسرے سورۂ نساء کی آیت:۱۵۷-۱۵۸ میں:

"وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ اِلَیْہِ"

ان دونوں آیتوں میں باجماعِ اُمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر بجسدِ عنصری اُٹھایا جانا مراد ہے، اور جیسا کہ تمہید میں عرض کیا جاچکا ہے، اُمت کی اجماعی تفسیر کے خلاف تفسیر کرنا "زندقہ" ہے۔

ب:... قرآنِ کریم میں دو جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قربِ قیامت میں دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے، اوّل سورۂ نساء کی آیت:۱۵۹ میں:

"وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ
وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا"

جس کی تفسیر صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰ "باب نزولِ عیسیٰ بن مریم" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کی گئی ہے۔

دوم: سورۂ زخرف کی آیت:۶۱ میں:

"وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ"

جس کی تفسیر صحیح ابنِ حبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے:

"قال: نزول عیسی ابن مریم قبل یوم القیامۃ۔"

[موارد الظمآن ص:۴۵۱]

ترجمہ:... "فرمایا: اس سے مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت سے پہلے۔"

انبیائے کرام علیہم السلام کا اجماع

قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر اکابر انبیاء علیہم السلام کا بھی اجماع ہے، جس کی اطلاع ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، چنانچہ

الف:... مسند احمد ج:۱ ص:۳۷۵، ابن ماجہ ص:۳۰۹، مستدرک حاکم ج:۴ ص:۵۴۵، تفسیر ابن جریر ج:۱۷ ص:۷۲، فتح الباری ج:۱۳ ص:۷۹ اور درمنثور ج:۴ ص:۳۳۶ میں (بحوالہ ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن مردویہ، کتاب البعث للبیہقی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:... "شبِ معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی۔ اس محفل میں یہ گفتگو چلی کہ قیامت کب آئے گی؟ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں! پھر موسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: قیامت کب برپا ہوگی؟ اس کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ البتہ مجھ سے میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا۔"

اس حدیث کو امام حاکمؒ نے مستدرک میں "صحیح علی شرط الشیخین" کہا ہے، امام ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک میں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں امام حاکمؒ کی تصحیح سے اتفاق کیا ہے، اور میرے علم میں کوئی ایسا محدث نہیں جس نے اس حدیث پر کوئی جرح و تنقید کی ہو۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱:... قیامت سے کچھ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قتلِ دجال کے لئے ہوگا۔

۲:... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کرنے کا ان سے عہد کر رکھا ہے۔

۳:... اکابر انبیاء علیہم السلام کا، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں، قربِ قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر اجماع ہے۔

۴:... جن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کا خدا تعالیٰ کی طرف سے عہد ہے وہ کوئی مجہول شخصیت نہیں، بلکہ وہی حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام مراد ہیں، جن کو ساری دُنیا اس نام سے جانتی ہے۔

ب:... متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما من نبی اِلّا وقد انذر قومہ من الدّجّال وقد انذر نوح قومہ۔" (صحیح بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص:۴۷۳)

ترجمہ:... "کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔"

گویا جس طرح قیامت کا قائم ہونا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا متفق علیہ عقیدہ ہے، اسی طرح قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا بھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اجماعی عقیدہ ہے، اور یہ طے شدہ فیصلہ ہے کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ

السلام کے نازل ہونے پر ایمان رکھتے تھے۔

ج:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور خاص نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے تھے، جو قرآنِ کریم کی آیات، انبیائے کرام کے اجماع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے واضح ہے، جن کی تعداد ستر سے متجاوز ہے۔ (تفصیل کے لئے رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" اور اس کا ترجمہ "نزولِ مسیح اور علاماتِ قیامت" ملاحظہ فرمائیے)۔

یہاں عقیدۂ نبوی کی وضاحت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشادِ گرامی نقل کیا جاتا ہے، صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن اُسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کچھ مذاکرہ کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، دریافت فرمایا کہ: کیا تذکرہ ہو رہا تھا؟ عرض کیا کہ: قیامت کا ذکر کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انھا لن تقوم حتّٰی تروا قبلھا عشر اٰیات، فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی ابن مریم علیہ السلام ... الخ۔"

(مشکوٰۃ ص:۴۷۲)

ترجمہ:... "قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اُمور کو ذکر فرمایا: دُخان، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا... الخ۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع

جس عقیدے پر خدا تعالیٰ کا عہد ہو، جس عقیدے کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام قائل ہوں، اور جس عقیدے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں

ارشاد فرمایا ہو، ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ میرے رسالے "نزولِ عیسیٰ... چند شبہات کا جواب" کے تکملہ میں تیس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی درج ہیں، جن سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت منقول ہے۔ یہاں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب نقل کرتا ہوں۔

حضراتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما:

الف:... مسندِ احمد ج:۳ ص:۳۶۸ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہ سندِ صحیح روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابنِ صیاد (ایک یہودی لڑکے کے حالات کی تحقیق کے لئے کئی مرتبہ تشریف لے گئے، حضرت ابوبکر و عمر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی، ابنِ صیاد کی گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"ائذن لی فاقتله یا رسول الله!"

ترجمہ:... "یا رسول اللہ! اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کردوں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان یکن هو فلست صاحبه، انما صاحبه عیسی ابن مریم علیه الصلاة والسلام."

(مسندِ احمد ج:۳ ص:۳۶۸، شرح السنہ ج:۱۵ ص:۸۰، مشکوٰۃ ص:۴۷۹، قال الهیثمی (ج:۸ ص:۳) اخرجه احمد ورجاله رجال الصحیح)

ترجمہ:... "اگر یہ وہی دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں، اس کے قاتل تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

حافظ نورالدین ہیثمی "مجمع الزوائد" ج:۸ ص:۳ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اس حدیث کو امام احمدؒ نے (مسند میں) روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔"

اس حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر و عمر اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے کہ دجال جب نکلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔

س:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا سانحہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے جس قدر صبر آزما تھا، اس کا اندازہ ہم لوگ نہیں کر سکتے، صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں بعض کھڑے کے کھڑے رہ گئے، جو بیٹھے تھے بیٹھے رہ گئے، بعض از خود رفتہ ہو گئے۔ بعض منافقوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اسی دیوانگی و بے قراری کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا:

"من قال إن محمدًا مات قتلته بسيفي هذا وإنما رفع إلى السماء كما رفع عيسى ابن مريم عليه السلام۔" (ملل نحل: عبدالکریم شہرستانی، حاشیہ کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم ج:۱ ص:۲)

ترجمہ:... "جو شخص یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، میں اسے اپنی تلوار سے قتل کر دوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی طرح آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تھے۔"

اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

"إن رجالًا من المنافقين يزعمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد توفي، وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم والله ما مات، ولكنه ذهب إلى ربه كما

ذهب موسى ابن عمران، فقد غاب عن قومه أربعين ليلةً ثم رجع إلى قومه بعد أن قيل: قد مات. والله ليرجعنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كما رجع موسى، فليقطعنّ أيدي رجال وأرجلهم زعموا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مات۔"

(سیرت ابن ہشام برحاشیہ الروض الانف ج:۲ ص:۳۷۲)

ترجمہ: "کچھ منافق یہ اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے، حالانکہ بخدا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اپنے ربّ کی طرف گئے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام گئے تھے، وہ اپنی قوم سے چالیس دن تک غائب رہے، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے، جبکہ ان کی وفات کی خبر اڑادی گئی تھی، بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح واپس لوٹ آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوچکے۔"

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصالِ نبوی کو دو واقعات کے ساتھ تشبیہ دی، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا، دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس رات کے لئے کوہِ طور پر تشریف لے جانا، اور تشبیہ دی چیز کے ساتھ دی جایا کرتی ہے جو معروف و مسلّم ہو، چونکہ یہ دونوں واقعات قرآنِ کریم میں مذکور ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بالاتفاق معروف و مسلّم تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مشبہ بہ کے طور پر پیش کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر خطبہ دیا، جس میں یہ اعلان فرمایا:

"أیھا الناس! من کان یعبد محمدًا فإن محمدًا قد مات، ومن کان یعبد الله فإن الله حیٌ لا یموت۔"

(حوالہ بالا)

ترجمہ:... "لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں، کبھی نہیں مریں گے۔"

اور اس خطبے میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے متعدد آیات پڑھیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ موت نبوّت کے منافی نہیں، اس میں ایک طرف ان منافقین کا رَدّ تھا جو وصالِ نبوی کو نفیٔ نبوّت کی دلیل ٹھہرا رہے تھے، اور دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خیال کی اصلاح مقصود تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں، اس لئے اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کی مثال دینا صحیح نہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی مثال پیش کرنا بھی بے محل ہے، مگر چونکہ یہ دونوں واقعے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشابہ کے طور پر پیش کیا تھا بالکل صحیح اور برحق تھے، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں واقعات کی نفی نہیں کی۔ اور نہ مدة العمر کسی صحابی نے ان کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ حدیث و تفسیر اور تاریخ و سیر کے پورے ذخیرے میں کسی ایک صحابی سے ایک روایت بھی اس مضمون کی منقول نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اُٹھائے نہیں گئے، یا یہ کہ ان کی وفات ہوچکی ہے۔ یہ اس امر کی واضح ترین دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مسلّم تھا، اور یہ صرف حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا، بلکہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماعی عقیدہ تھا۔

ج:... اُوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی گزر چکا ہے کہ دجال کے

تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، ادھر خروج دجال کی حدیث خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ."

(ترمذی، باب ما جاء من این یخرج الدجال ج:۲ ص:۴۲)

ترجمہ: "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ: دجال مشرق کی سرزمین سے نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہے، جس کی پیروی وہ قومیں ہوں گی جن کے چہرے چپٹے ہوں گے، گویا وہ تہ بہ تہ ڈھالیں ہیں۔"

اس حدیث سے واضح ہوجاتا ہے کہ دجال کے نکلنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اس کو نقل کرنے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق تھا۔

۵:... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "ازالۃ الخفاء" (فارسی ج:۲ ص:۱۶۷، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مکاشفات میں حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں غزوۂ حلوان کے لئے جانے اور وہاں زریب بن برثملا حواری عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہونے کا واقعہ لکھا ہے۔

اس حدیث زریب بن برثملا کا یہ قول نقل کیا ہے:

"انا زریب بن برثملا وصی العبد الصالح عیسی ابن مریم اسکننی ہذا الجبل ودعا لی بطول البقاء الی حین نزولہ من السماء."

ترجمہ:... "میں زریب بن برثملا عبد صالح حضرت عیسیٰ
بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں، آپ نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرنے
کا حکم دیا ہے، اور ان کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک
میرے لئے طولِ عمر کی دعا فرمائی۔"

حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس قول کی تکذیب نہیں فرمائی، بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کی اطلاع دی گئی تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چار ہزار مہاجرین و انصار کی معیت میں وہاں جانے کا حکم فرمایا اور زریب بن برثملا سے ملنے اور اپنا سلام بھجوایا۔ اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور چار ہزار مہاجرین و انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

٧:... حافظ ابن کثیرؒ نے "نہایۃ البدایۃ والنہایۃ" ج:١ ص:١٥٧ میں دجال کے بارے میں (بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ عن سفیان بن عیینہ عن الزہری عن سالم عن ابیہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

"ولد يهودياً يقتله ابن مريم بباب لد۔"

ترجمہ:... "دجال یہودی پیدا کیا جائے گا، عیسیٰ علیہ السلام اسے باب لد پر قتل کریں گے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ:

"يقتله الله تعالى بالشام على عقبة يقال لها عقبة أفيق لثلاث ساعات يمضين من النهار على يدي عيسى بن مريم۔"

(کنز العمال ج:١٤ ص:٦١٣، حدیث:٣٩٧٠٩)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کو قتل کرے گا، ملک شام میں، تین گھڑی دن چڑھے، ایک گھاٹی پر، جس کو ''افیق کی گھاٹی'' کہا جاتا ہے۔''

سولہ صحابہ رضی اللہ عنہم:

امام ترمذیؒ نے ''باب ما جاء فی قتل عیسی بن مریم الدجال'' میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

''سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ.''

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔''

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

''وفی الباب عن عمران بن حصین ونافع بن عتبة وأبی برزة وحذیفة بن أسید وأبی ھریرة وکیسان وعثمان بن أبی العاص وجابر وأبی أمامة وابن مسعود وعبدالله بن عمرو وسمرة بن جندب والنواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفة بن الیمان، ھذا حدیث صحیح.'' (ترمذی ج:۲ ص:۴۸)

یعنی مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور اس کے علاوہ اس موضوع پر کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے'' مزید چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰ ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام''، صحیح مسلم

ج:۱ ص:۴۹۰ "باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا، فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ، حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا۔ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ: وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ۔"

ترجمہ:... "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا، حتیٰ کہ ایک سجدہ (اس وقت کے لوگوں کے نزدیک) دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔"

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم اس کی تصدیق قرآن کریم سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو:

"وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا" (النساء:۱۵۹)

ترجمہ:... "اور نہیں رہے گا کوئی اہل کتاب میں مگر ایمان لائے گا عیسیٰ (علیہ السلام) پر عیسیٰ (علیہ السلام) کے مرنے سے پہلے، اور قیامت کے دن عیسیٰ (علیہ السلام) ان پر گواہ ہوں گے۔"

حضرات محدثین نے یہاں دو احتمال لکھے ہیں، ایک یہ کہ اس حدیث میں آیت کی تلاوت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً ہو، دوسرے یہ کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہو، اور بخاری شریف باب سورۃ الھمزۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ کے شاگرد رشید امام محمد بن سیرینؒ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؟ تو فرمایا:

"کل حدیث أبی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔"

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہوتی ہے۔"

بہرحال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اول:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نزول کا مسئلہ قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔

دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام ارشادات جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں وہ قرآن کریم کی تشریح و تفسیر ہیں۔

سوم:... جس "عیسیٰ" کے نزول کا قرآن کریم اور ارشادات نبویہ میں ذکر ہے، اس سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفس نفیس مراد ہیں، نہ کہ کوئی مبہم و مجہول عیسیٰ یا کوئی مفروضی ابن مریم۔

چہارم:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حلقۂ درس مسجد نبوی میں ہوتا تھا اور وہ ہزاروں کے مجمع میں علی الاعلان استشہاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر قرآن کریم اور حدیث نبوی کے حوالے سے باصرار و تکرار پیش کرتے تھے، مگر کسی صحابی اور کسی تابعی نے ان کو اس پر نہیں ٹوکا، اور یہ ممکن نہیں تھا کہ صحابہؓ میں کوئی غلط بات، نعوذ باللہ، مسجد نبوی میں بیٹھ کر علی الاعلان استشہاد قرآن و حدیث کے حوالے سے کہی جائے اور صحابہ و تابعین کی پوری جماعت میں ایک آواز بھی اس کے خلاف نہ اٹھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تمام ہم عصر صحابہ و تابعین کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور انہوں نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

"قُولُوا: خاتم النبیین، ولا تقولوا: لا نبی بعدہ۔"

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" کہو، یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

امام محمد طاہر گجراتی "تکملہ مجمع البحار" میں (مادہ: "نبی" کے تحت) اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وھذا ناظر الی نزول عیسیٰ۔"

(تکملہ مجمع بحار ج:۵ ص:۵۰۲)

ترجمہ:... "(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا) یہ ارشاد نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے لحاظ سے ہے۔"

گویا اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا اس اندیشے کی روک تھام فرما رہی ہیں کہ "لا نبی بعدہ" کو غلط معنی پہنا کر کوئی ملحد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے قطعی عقیدے کی نفی نہ کرنے لگے۔

ب:... مسند احمد ج:۶ ص:۷۵ اور درِ منثور ج:۲ ص:۲۴۲ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث خروجِ دجال کے بارے میں مروی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:

"حتی یأتی فلسطین باب لُدٍّ فینزل عیسی علیہ السلام فیقتلہ، ثم یمکث عیسی علیہ السلام فی الارض اربعین سنۃ اماما عدلا وحکما مقسطا۔"

(درِ منثور ج:۲ ص:۲۴۲، مسند احمد ج:۶ ص:۷۵)

ترجمہ:... "یہاں تک کہ دجال فلسطین میں باب لُد کے پاس پہنچے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اس کو قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس امامِ عادل اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے ٹھہریں گے۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ:

الف:... مستدرک حاکم ج:۲ ص:۳۰۹، اور درِ منثور ج:۲ ص:۲۴۱ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے ارشادِ خداوندی: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ: "قبل موتہ" سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا تشریف لانا مراد ہے۔

ب:... تفسیر ابن جریر ج:۶ ص:۱۴، اور درِ منثور ج:۲ ص:۲۴۱ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"قبل موت عیسٰی یعنی انّہ سیدرک اناس من أھل الکتاب حین یبعث عیسٰی فیؤمنون بہ۔"

(ابن جریر ج:۶ ص:۱۴، درِ منثور ج:۲ ص:۲۴۱)

ترجمہ:... "قبل موتہ" سے مراد ہے عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، حق تعالیٰ شانہٗ کی مراد یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اس وقت اہلِ کتاب کے کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو پائیں گے اور وہ آپ پر ایمان لائیں گے۔"

ج:... درِ منثور ج:۲ ص:۳۶ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے آیتِ کریمہ: "یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"قال: انّی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان۔" (درِ منثور ج:۲ ص:۳۶)

ترجمہ:... "حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: اے عیسیٰ! میں تجھے سردست اُٹھانے والا ہوں، پھر آخری زمانے میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔"

د:... تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۳۷۵ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما

نے آیت کریمہ: "وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ایک دوسرے شخص پر ڈال دی گئی:

"ورفع عیسیٰ من روزنۃ فی البیت الی السماء۔ وانہ لعلم للساعۃ۔"

ترجمہ:... "اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔"

امام ابن کثیرؒ اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں: "ھٰذا اسناد صحیح الی ابن عباس"۔

۵:... "مجمع الزوائد" ج:۷ ص:۱۰۳ میں بروایت طبرانی، اور "درمنثور" ج:۶ ص:۲۰ میں فریابی، سعید بن منصور، مسدد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ "وانہ لعلم للساعۃ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"خروج عیسیٰ ابن مریم قبل یوم القیامۃ۔"

ترجمہ:... "آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔"

۶:... "درمنثور" ج:۲ ص:۳۵۰ میں بروایت ابوالشیخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد مروی ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ:

"ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم"

کی تفسیر میں فرمایا:

"وسف فی عمرہ حتی اھبط من السماء الی الارض یقتل الدجال۔"

ترجمہ:... "اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر طویل کردی

گئی جس کے دو آخری زمانے میں آسمان سے زمین پر اتارے جائیں گے تاکہ دجال کو قتل کریں۔"

اس لئے "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ" کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو تثلیث پر مرے، اور "اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ" کا تعلق ان حضرات سے ہے جو آخری زمانے میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تثلیث سے تائب ہو کر توحید کے قائل ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ان تفسیری ارشادات سے ان کا عقیدہ واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدِ عنصری آسمان پر اٹھایا گیا، انہیں طویل عمر عطا کی گئی، آخری زمانے میں وہ دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گے، اس وقت تمام اہلِ کتاب ایمان لائیں گے، تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی۔

حضراتِ تابعینؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہم حضراتِ تابعینؒ کے دور کو لیتے ہیں، جو حضراتِ صحابہ کرامؓ اور بعد کی اُمت کے درمیان واسطہ ہیں، اور جنہوں نے علومِ نبوت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات بعد کی اُمت تک منتقل کئے ہیں۔ حضراتِ تابعینؒ میں ایک شخص کا بھی نام نہیں ملتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا منکر ہو۔ اس کے برعکس ان حضراتِ تابعینؒ کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی، ان کی حیات اور قربِ قیامت میں ان کے دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ منقول ہے۔ یہاں چند اکابر تابعینؒ کا حوالہ دینا کافی ہوگا۔

حضرت سعید بن مسیبؒ:

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) اجلۂ تابعینؒ میں سے ہیں، پوری اُمت ان کی جلالتِ قدر پر متفق ہے، علم و فضل کے لحاظ سے ان کو سید التابعین شمار کیا جاتا ہے، یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عزیز داماد تھے، اور ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نزول کی تصریح نقل کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰، صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۷)

حضرت طاؤسؒ:

حضرت طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶ھ) مشہور تابعی ہیں، یہ حضرت ابوہریرہ، اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ، ابن عباس، زید بن ثابت، زید بن ارقم اور جابر بن عبداللہ اکابر صحابہ... رضی اللہ عنہم... کے شاگرد تھے۔ مصنف عبدالرزاق (ج:۱۱ ص:۳۸۷) میں بہ سند صحیح ان کا ارشاد نقل کیا ہے:

"عَشْرُ آيَاتٍ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَنُزُوْلُ عِيْسٰى... الخ."

ترجمہ:... "قیامت کی علامات (کبریٰ) دس ہیں: آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دُخان، دجال، دابۃ الارض، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔"

نیز اسی میں ان کا یہ ارشاد بھی بہ سند صحیح نقل کیا ہے:

"يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا هَادِيًا وَمُقْسِطًا عَادِلًا، فَإِذَا نَزَلَ كَسَرَ الصَّلِيْبَ وَقَتَلَ الْخِنْزِيْرَ وَوَضَعَ الْجِزْيَةَ وَتَكُوْنُ الْمِلَّةُ وَاحِدَةً وَيُوْضَعُ الْأَمْنُ فِي الْأَرْضِ." (مصنف عبدالرزاق ج:۱۱ ص:۴۰۰)

ترجمہ:... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامِ ہادی اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس جب وہ نازل ہوں گے تو صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اور دین صرف ایک ہوجائے گا، اور زمین میں امن کا دور دورہ ہوگا۔"

حضرت حسن بصریؒ:

امام حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) جن کی شہرۂ آفاق شخصیت کسی تعارف کی

قتادہ تابعیؒ: تفسیر ابن جریر ج:۶ ص:۱۸ میں ان کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ آیت سے مراد ہے کہ اہلِ کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لانا۔

"واللّٰہ اِنَّہ الآن لحیّ عند اللّٰہ، ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون۔" (تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۵۷۶)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ اب اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں، لیکن جب وہ نازل ہوں گے تب سب اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔"

تفسیر "درِ منثور" ج:۲ ص:۲۴۱ میں ان کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

"اِنَّ اللّٰہ رفع الیہ عیسیٰ وھو باعثہ قبل یوم القیامۃ مقامًا یؤمن بہ البر والفاجر۔" (ابن جریر ج:۶ ص:۱۸، درِ منثور ج:۲ ص:۲۴۱، ایضاً ابن کثیر ج:۱ ص:۵۷۶)

ترجمہ:... "بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ بھیجیں گے، تب ان پر تمام نیک و بد ایمان لائیں گے۔"

تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۳۶۶ اور تفسیر درِ منثور ج:۲ ص:۳۶ میں حضرت حسن بصریؒ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْیَھُوْدِ: اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَاِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔"

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف دوبارہ لوٹ کر آئیں گے۔"

امام محمد بن سیرینؒ:

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"ينزل ابن مريم عليه السلام لامته وممصرتان، بين الأذان والإقامة، فيقولون. بل يصلي بكم إمامكم، أنتم أمراء بعضكم على بعض."

(مصنف عبدالرزاق ج:۱۱ ص:۳۹۹)

ترجمہ:... "حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اذان و اقامت کے درمیان نازل ہوں گے۔ آلاتِ جنگ اور دو زرد چادریں ان کے زیب تن ہوں گی، لوگ کہیں گے کہ: آگے ہوکر نماز پڑھایئے، آپ فرمائیں گے: نہیں! بلکہ تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے گا، تم ایک دوسرے پر امیر ہو۔"

نیز ان کا ارشاد ہے:

"انه المهدي الذي يصلي وراءه عيسى."

(حوالہ بالا)

ترجمہ:... "سچے مہدی وہ ہوں گے جن کی اقتدا میں عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔"

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالے "العرف الوردی" میں مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے امام محمد بن سیرین کا یہ ارشاد ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"المهدي من هذه الأمة وهو الذي يؤم عيسى بن مريم عليهما السلام."

(الحاوی للفتاوی ج:۲ ص:۶۵ طبع [illegible])

ترجمہ:... "مہدی اسی امت میں ہوں گے، اور مہدی وہ ہوں گے جن کی اقتدا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔"

امام محمد بن الحنفیہؒ:

حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ (متوفی ۸۰ھ) آیت کریمہ: "وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"لیس من اھل الکتاب احد الا اتتہ الملائکۃ یضربون وجھہ ودبرہ ثم یقال: یا عدو اللہ! ان عیسی روح اللہ وکلمتہ، کذبت علی اللہ وزعمت انہ اللہ، وان عیسی لم یمت وانہ رفع الی السماء وھو نازل قبل ان تقوم الساعۃ فلا یبقی یھودی ولا نصرانی الا آمن بہ۔"

(درمنثور ج:۲ ص:۲۴۱)

ترجمہ:... "اہل کتاب میں سے جو شخص مرتا ہے، فرشتے اس کے منہ اور پشت پر مارتے ہیں، پھر کہا جاتا ہے کہ: او اللہ کے دشمن! بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، تو نے خدا پر جھوٹ باندھا اور تو نے یہ عقیدہ بنایا کہ وہ خدا ہیں، اور عیسیٰ (علیہ السلام) مرے نہیں بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے، پس اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی ایسا نہیں رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے۔"

ابوالعالیہ تابعیؒ:

حضرت ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۹۰ھ) جلیل القدر تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"ما ترک عیسی ابن مریم حین رفع الا مدرعۃ صوف وخفی راع وحذافۃ یحذف بہ الطیر۔"

(درمنثور ج:۲ ص:۲۳۹)

رافعک الیّ ومتوفیک یعنی بعد ذٰلک۔"

(تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۳۶۶)

ترجمہ:... "آیت میں تقدیم و تاخیر ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ! سردست میں تجھے اٹھانے والا ہوں، پھر اس کے بعد آخری زمانے میں تجھے وفات دوں گا۔"

نیز آیت کریمہ: "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"نزول عیسٰی علیہ السلام علم للساعۃ۔"

(درمنثور ج:۶ ص:۲۰)

ترجمہ:... "(قرب قیامت میں) عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔"

امام ابومالک غفاری تابعیؒ:

جلیل القدر تابعی حضرت غزوان ابو مالک الغفاری الکوفی رحمہ اللہ آیت کریمہ: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ذٰلک عند نزول عیسٰی ابن مریم، لا یبقٰی احد من اھل الکتاب الا اٰمن بہ۔"

(تفسیر ابن جریر ج:۶ ص:۱۴)

ترجمہ:... "یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد ہوگا، اس وقت اہل کتاب میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔"

امام محمد بن زید تابعیؒ:

امام مالکؒ کے استاذ حضرت محمد بن زید تابعی رحمہ اللہ آیت کریمہ: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اذا نزل عیسیٰ علیہ السلام فقتل الدجال لم یبق یهودی فی الارض الا آمن به."

(تفسیر ابن جریر ج:۳ ص:۲۰۳)

ترجمہ: "جب عیسیٰ علیہ السلام (آخری زمانے میں) نازل ہوکر دجال کو قتل کردیں گے تو کوئی یہودی زمین پر باقی نہیں رہے گا مگر آپ پر ایمان لے آئے گا۔"

امام ابن جریجؒ:

امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) حق تعالیٰ کے ارشاد: "انی متوفیک ورافعک الیّ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"معنی متوفیک قابضک ورافعک الی السماء من غیر موت." (تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۱۰۰)

ترجمہ: "متوفیک کے معنی ہیں کہ تجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں بغیر موت کے۔"

امام ربیع بن انسؒ:

امام ربیع بن انس البکری البصری الخراسانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰ھ) آیت کریمہ: "انی متوفیک ورافعک الیّ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"المراد من التوفی النوم، وکان عیسیٰ قد نام فرفعه الله تعالیٰ نائما الی السماء." (تفسیر بغوی ج:۱ ص:۱۵۱)

ترجمہ: "توفی سے مراد نیند ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نیند کی حالت میں آسمان پر اٹھالیا۔"

امام ضحاکؒ:

امام ابوالقاسم ضحاک بن مزاحم الہلالی الخراسانی رحمہ اللہ (متوفی بعد ۱۰۰ھ)

آیتِ کریمہ: "انی متوفیک ورافعک الیّ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے، امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"قال جماعة من أهل المعاني منهم الضحاك والفراء في قوله تعالى: ﴿إني متوفيك ورافعك إليّ﴾ على التقديم والتأخير، لأن الواو لا توجب الرتبة، والمعنى إني رافعك إليّ ومطهرك من الذين كفروا، ومتوفيك بعد أن تنزل من السماء."

(تفسیر بغوی ج:۲ ص:[illegible]، تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۹۹)

ترجمہ:... "اہلِ معانی کی ایک جماعت جن میں ضحاکؒ اور امام فراءؒ بھی ہیں، حق تعالیٰ کے ارشاد: "انی متوفیک ورافعک الیّ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ تقدیم و تاخیر پر محمول ہے، کیونکہ واؤ ترتیب کو ثابت نہیں کرتی، مطلب یہ ہے کہ میں سردست تجھے اپنی طرف آسمان پر اُٹھانے والا ہوں، اور ان کافروں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوں، اور جب تم آسمان سے نازل ہوگے اس کے بعد تجھے وفات دوں گا۔"

اور قرطبیؒ نے امام ضحاکؒ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا مفصل واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۱۰۰)

ائمہ اربعہؒ

حضرات تابعینؒ کے بعد امتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے مقتدا ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ... ہیں۔ چنانچہ بعد کی پوری امت ان کی جلالتِ قدر پر متفق ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نزدیک کسی مسئلے پر ان چاروں اکابر کا اتفاق، اجماعِ امت کی دلیل ہے۔ (عقد الجید مع ترجمہ باب تاکید الأخذ بهذه المذاهب الأربعة والتشديد في تركها والخروج عنها ص:۴۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کا عقیدہ ائمہ اربعہ کی تصریحات سے بھی ثابت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ:

الامام الاعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) "فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:

"وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیه السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامة علی ما وردت به الاخبار الصحیحة حق کائن. واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم."

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص:۱۳۶ مطبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:... "دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت، جیسا کہ احادیث صحیحہ ان میں وارد ہوئی ہیں، سب حق ہیں، ضرور ہوں گی۔"

امام مالکؒ:

امام دارالہجرۃ مالک بن انس المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) "العتبیہ" میں فرماتے ہیں:

"قال مالک: بین الناس قیام یستمعون لاقامة الصلاة فتغشاهم غمامة فاذا عیسیٰ قد نزل."

(شرح مسلم للابی ج:۱ ص:۲۶۶)

ترجمہ:... "اس اثنا میں کہ لوگ کھڑے نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے اتنے میں ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، کیا دیکھتے

ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں۔“

”العتبیہ“ میں امام مالکؒ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے:

”کان أبو ھریرۃ رضی اللہ عنہ یلقی الفتی الشاب، فیقول: یا ابن أخی! إنک عسی أن تلقی عیسی ابن مریم فاقرأہ منی السلام۔“

(حوالہ مذکورہ بالا ج:۱ ص:۳۹۵)

ترجمہ:... ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کسی نوجوان سے ملتے تو اس سے فرمایا کرتے تھے کہ: بھتیجے! شاید تم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملو، تو آپ کی خدمت میں میرا سلام کہہ دینا۔“

نیز مؤطا ص:۷۲۸ میں امام مالکؒ نے ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے: ”صفۃ عیسی بن مریم و الدجال“ اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں کے حلیے کی حدیث نقل کی ہے، اور یہ ٹھیک وہی حلیہ ہے جو بوقتِ خروجِ دجال کا اور بوقتِ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احادیثِ طیبہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ امام مالکؒ کا عقیدہ بھی وہی ہے جو پوری اُمت کا ہے کہ آخری زمانے میں دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

امام احمد بن حنبلؒ:

امام احمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب ”مسند“ چھ ضخیم جلدوں میں اُمت کے سامنے موجود ہے، جس میں بہت سی جگہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج ہے، حوالے کے لئے مندرجہ ذیل صفحات کی مراجعت کی جائے:

جلد اوّل:... ۳۷۵۔

جلد دوم: ۲۲، ۲۹، ۵۸، ۸۳، ۱۲۲، ۱۴۶، ۱۴۳، ۱۵۳، ۲۳۰، ۲۷۲، ۲۹۰، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۳۶، ۳۹۳، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۳۷، ۴۸۲، ۴۹۴، ۵۱۳، ۵۳۸، ۵۴۰۔

جلد سوم: ۲۲۵، ۳۲۸، ۳۸۴، ۴۴۰۔

جلد چہارم: ۸۱، ۸۴، ۲۱۹، ۲۱۷، ۳۹۰، ۴۴۹۔

جلد پنجم: ۱۳، ۱۶، ۲۷۸۔

جلد ششم: ۷۵۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ:

امام ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) ''العقیدۃ الطحاویۃ'' کی تمہید میں لکھتے ہیں:

> ''ھذا ذکر بیان عقیدۃ أھل السنۃ والجماعۃ علی مذھب فقھاء الملۃ أبی حنیفۃ نعمان بن الثابت الکوفی وأبی یوسف یعقوب بن إبراھیم الأنصاری ومحمد بن الحسن الشیبانی رضوان اللہ علیھم أجمعین وما یعتقدون من أصول الدین، ویدینون بہ لرب العالمین۔'' (عقیدۃ الطحاوی ص ۵)
>
> ترجمہ: ''اس رسالے میں عقیدۂ اہل سنت والجماعت درج کیا جاتا ہے جو فقہائے ملت، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری (متوفی ۱۸۲ھ) اور امام محمد بن حسن شیبانی، رضوان اللہ علیہم اجمعین، کے مذہب کے مطابق ہے، اور ان اصولِ دین کا بیان ہے جن پر یہ حضرات عقیدہ رکھتے تھے اور جن کے مطابق رب العالمین کی اطاعت و بندگی کرتے تھے۔''

اس تمہید کے بعد انہوں نے جو عقائد درج کئے ہیں، ان میں خروج دجال، اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ بھی ہے۔ (ان کی یہ عبارت چوتھی صدی کے ذیل میں آئے گی)۔

مسند ابن عباس حدیث نمبر: ۱۰۷۲ ص: ۳۵۳

امام عبدالرزاق:

امام ہمام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (۱۲۶ھ-۲۱۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب "المصنف" میں علاماتِ قیامت کے ضمن میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کی تخریج کی ہے، دیکھئے جلد:۱۱ صفحات: ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۹۸، ۳۹۹، اور جلد:۱۱ صفحہ:۳۹۹ پر ایک مستقل باب "باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام" کے عنوان سے قائم کیا ہے اور اس کے تحت سات حدیثیں درج کی ہیں۔

امام حمیدیؒ:

امام بخاریؒ کے استاذ الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ الحمیدی (متوفی ۲۱۹ھ) نے اپنی مسند میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی متعدد احادیث تخریج کی ہیں:

۱:... حضرت ابوسریحہ الغفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس علامتوں میں دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی ذکر فرمایا ہے، دیکھئے ج:۲ ص:۳۶۲۔

۲:... حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ! لیقتلنہ ابن مریم بباب لُدّ۔" (ج:۲ ص:۳۹۰ حدیث نمبر:۸۲۳)

ترجمہ: "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اس کو باب لُد میں قتل کریں گے۔"

۳:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرے کا احرام باندھیں گے۔ (ج:۲ ص:۴۴۳ حدیث:۱۰۰۵)

ترجمہ: ”یاجوج ماجوج کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ایک جرثومہ ان پر مسلط کردیں گے جو ان تمام کی گردن میں پھوڑے کی شکل میں ظہور پذیر ہوگا۔“

اور یہ بھی معلوم ہے کہ دجال سے قتال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا، اور یہ کہ یاجوج ماجوج کا خروج بھی آپ ہی کے زمانے میں ہوگا۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ:

شیخ المحدثین الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی الکوفی (متوفی ۲۳۵ھ) نے ”مصنف“ (کتاب الفتن) میں بہت سی احادیث ذکر کی ہیں اور ان کے حوالے سے متعدد احادیث و آثار نقل کی گئی ہیں، امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

”وذكر ابن أبي شيبة بسند صحيح عن ابن عباس رضي الله عنهما: لما أراد الله تبارك وتعالى أن يرفع عيسى إلى السماء ... إلى قوله: ورفع الله تعالى عيسى إلى السماء من روزنة كانت في البيت“

(تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۱۰۰)

ترجمہ: ”اور امام ابن ابی شیبہؒ نے بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا۔ پوری حدیث کے آخر میں ہے کہ: ... اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا۔“

امام ابن قتیبہؒ:

ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ (۲۱۳ھ-۲۷۶ھ) اپنی کتاب

"تاویل مختلف الحدیث" میں لکھتے ہیں:

"(قالوا: حديثان متدافعان متناقضان) قالوا: رويتم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا نبي بعدي، ولا أمة بعد أمتي، فالحلال ما أحله الله تبارك وتعالى على لساني إلى يوم القيامة، والحرام ما حرم الله تعالى على لساني إلى يوم القيامة."

ثم رويتم أن المسيح عليه السلام ينزل فيقتل الخنزير، ويكسر الصليب ويزيد في الحلال.

وعن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها كانت تقول: "قولوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: خاتم الأنبياء، ولا تقولوا: لا نبي بعده" وهذا تناقض.

وقال أبو محمد: ونحن نقول: إنه ليس في هذا تناقض ولا اختلاف، لأن المسيح صلى الله عليه وسلم نبي متقدم، رفعه الله تعالى، ثم ينزله في آخر الزمان علمًا للساعة، قال الله تعالى: ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا﴾ وقرأ بعض القراء: ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾.

وإذا نزل المسيح عليه السلام لم ينسخ شيئًا مما أتى به محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يتقدم الإمام من أمته، بل يقدمه، ويصلي خلفه، وأما قوله: ويزيد في الحلال، فإن رجلًا قال لأبي هريرة: ما يزيد في الحلال إلا النساء، فقال: وذاك، ثم ضحك أبو هريرة.

قال أبو محمد: وليس قوله: يزيد في الحلال

أنه يحل للرجل أن يتزوج خمسًا، ولا ستًّا، وإنما أراد أن المسيح عليه السلام لم ينكح النساء، حتى رفعه الله سبحانه إليه، فإذا أهبطه تزوج امرأة فزاد فيما أحل الله له، أي ازداد منه. فحينئذ لا يبقى أحد من أهل الكتاب إلّا علم أنه عبدالله عزّ وجلّ وأيقن أنه بشر.

وأما قول عائشة رضي الله عنها: "قولوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: خاتم الأنبياء، ولا تقولوا: لا نبي بعده." فإنها تذهب إلى نزول عيسى عليه السلام وليس هذا من قولها ناقضًا لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا نبي بعدي" لأنه أراد لا نبي بعده ينسخ ما جئت به، كما كانت الأنبياء عليهم الصلوة والسلام تبعث بالنسخ، وأرادت هي "ولا تقولوا: إن المسيح لا ينزل بعده."

ترجمہ:... ''معترضین نے کہا کہ دو حدیثیں آپس میں متعارض ہیں، ایک طرف تو تم یہ روایت کرتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں، نیز جس چیز کو حق تعالیٰ نے میری زبان سے حلال کردیا وہ قیامت تک حلال رہے گی۔ دُوسری طرف یہ حدیث بھی روایت کرتے ہو کہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور حلال میں اضافہ کریں گے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، یہ بھی تناقض ہے۔

ابومحمد فرماتے ہیں: اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں اور نہ کوئی اختلاف ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے زمانے کے نبی ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا تھا، پھر آخری زمانے میں ان کو قیامت کی نشانی کے طور پر نازل فرمائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی، پس اس میں ہرگز شک نہ کرو" اور جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی بات کو منسوخ نہیں کریں گے، اور (اگر کسی نماز میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امام سے آگے نہیں ہوں گے، بلکہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ وہ حلال میں اضافہ کریں گے، تو اس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے، چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی تو ایک شخص نے کہا کہ: حلال میں اضافہ عورتوں کے سوا اور کیا کریں گے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہنس کر فرمایا: یہی مطلب ہے۔

امام ابومحمد ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ: ارشادِ نبوی "حلال میں اضافہ کریں گے" کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی شخص کے لئے اس وقت چار یا پانچ شادیاں جائز ہوں گی، بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع آسمانی سے قبل شادی نہیں کی تھی، پس جب اللہ تعالیٰ ان کو قربِ قیامت میں نازل فرمائیں گے تو ایک عورت سے شادی کریں گے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں ان کے لئے حلال کی ہیں ان میں ایک چیز کا اضافہ کریں گے۔ (مزید کے لئے شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار کا حوالہ دیکھئے) اس وقت

تو ان کو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور انہیں یقین آ جائے گا کہ وہ واقعی بشر ہیں۔

۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' تو ان کا منشا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف ہے، دونوں کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''لا نبی بعدی'' کے خلاف نہیں، کیونکہ اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میرے لائے ہوئے دین کی کسی بات کو منسوخ کر دے، جیسے انبیائے کرام علیہم السلام آ کر بعض احکام کو منسوخ کر دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہوں گے۔''

ائمہ محدثین

ائمہ دین جس طرح صحاح ستہ کے مؤلفین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ، جن کی کتابیں علم حدیث کا مدار سمجھی جاتی ہیں، بھی اسی عقیدے سے وابستگی رکھتے ہیں۔ ذیل میں ان حضرات کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

امام بخاری:

امام الدنیا امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶ھ) کا عقیدہ ان کی کتاب ''الجامع الصحیح'' سے واضح ہے، صحیح بخاری ''کتاب الانبیاء'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کے ضمن میں انہوں نے ایک مستقل باب ''باب نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کے عنوان سے قائم کیا ہے۔

(ج:۱ ص:۴۹۰)

علامہ کرمانیؒ شارح بخاری فرماتے ہیں:

’’أی نزوله من السماء إلی الأرض.‘‘

ترجمہ: ’’یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر اترنے کا یقین۔‘‘

امام مسلمؒ:

الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری رحمہ اللہ (۲۰۴ھ-۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ’’کتاب الایمان‘‘ میں درج کیا ہے۔ شارح مسلم امام محی الدین نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے اس کا عنوان یہ قائم کیا ہے:

’’باب نزول عیسی ابن مریم علیه السلام حاکماً بشریعة نبینا صلی الله علیه وسلم وإکرام الله هذه الأمة زادها الله شرفاً.‘‘ (ج:۱، ص:۸۷)

ترجمہ: ’’حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہوکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس امت مرحومہ کو شرف بخشنا۔‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ایمانیات کا جزو ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد از نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اور امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں شامل ہونا اس امت کے لئے شرف و عزت کا موجب ہے۔

نیز علامات قیامت کے ضمن میں بھی امام مسلمؒ نے دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کی احادیث ذکر کی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا علامات قیامت میں سے ہے۔

امام ابوداؤدؒ:

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) نے اپنی

مشہور کتاب "سنن ابی داؤد" (۲۰۲ھ تا ۲۷۵ھ) میں علاماتِ قیامت کے ضمن میں "خروج الدجال" کا باب قائم کیا ہے، اور اس کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور دجال کو قتل کرنے کی احادیث ذکر کی ہیں۔

امام نسائی:

ا:۔ امام حافظ احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار ابو عبدالرحمن النسائی (۲۱۵ھ تا ۳۰۳ھ) نے سنن مجتبیٰ میں "باب غزوۃ الہند" کے زیر عنوان یہ حدیث روایت کی ہے:

"عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِيْ أَحْرَزَهُمَا اللهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ." (سنن نسائی ج:۲ ص:۶۳)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی دو جماعتیں ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے دوزخ سے بچالیا، ایک وہ جماعت جو ہندوستان کا جہاد کرے گی، اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔"

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی حدیث نقل کرکے لکھتے ہیں:

"هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ بِنَحْوِهِ."

(تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۵۷۵)

ترجمہ: "اس حدیث کی سند ابن عباسؓ تک صحیح ہے، اور
اس کو امام نسائیؒ نے بروایت ابو کریب، ابو معاویہ سے انہی ہم معنی
الفاظ میں نقل کیا ہے۔" (البدایہ والنہایہ ج:۲ ص:۹۴)

امام ترمذیؒ:

امام ترمذی رحمہ اللہ (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ) (متوفی ۲۷۹ھ) نے "جامع ترمذی" ابواب الفتن میں "باب ما جاء فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" کا عنوان قائم کیا ہے۔ (ج:۲ ص:۴۴)

نیز دجال کے بارے میں متعدد ابواب قائم کئے ہیں، ان میں ایک باب کا عنوان ہے: "باب ما جاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال" اور اس کے تحت حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو بابِ لُد پر قتل کریں گے، پندرہ صحابہ کرامؓ کا حوالہ دیا ہے جن سے اس مضمون کی احادیث مروی ہیں۔

امام ابن ماجہؒ:

امام محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) صاحب السنن نے ابواب الفتن میں ایک باب "فتنة الدجال وخروج عیسی بن مریم علیهما السلام" کے عنوان سے قائم کیا ہے (ص:۳۰۵) اس کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء پر متعدد احادیث درج کی ہیں۔

چوتھی صدی

امام ابن دریدؒ:

امام لغت وادب ابو بکر محمد بن حسن بن درید الازدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) "جمهرة اللغة" (ج:۱ ص:۱۷۰) میں لکھتے ہیں:

”ولُدّ موضع بفلسطين وجاء في الحديث الدجال يقتله المسيح بباب لُدّ۔“

ترجمہ: ”اور لُدّ: فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے، حدیث میں آتا ہے کہ دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام باب لُدّ پر قتل کریں گے۔“

امام ابوالحسن اشعریؒ:

چوتھی صدی کے مجدد امام اہل سنت ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۴ھ) ”کتاب الابانة“ میں اہل حق کے عقائد ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ونقر بخروج الدجال كما جاءت به الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔“ (کتاب الابانة ص:۱۰)

ترجمہ: ”اور ہم اقرار کرتے ہیں دجال کے خروج کا، جیسا کہ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث منقول ہیں۔“

نیز ص:۴۸ پر لکھتے ہیں:

”وقال الله عز وجل لعيسى ابن مريم عليه السلام: ﴿إني متوفيك ورافعك إليّ﴾ وقال: ﴿وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله إليه﴾ وأجمعت الأمة على أن الله عز وجل رفع عيسى إلى السماء۔“ (کتاب الابانة ص:۴۸)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور فرمایا: اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور امت کا

اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔"

امام ابن حزم کی اس تصریح سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ دوم یہ کہ قرآن کریم کی مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں جس رفع الی اللہ کا ذکر ہے، اس سے باجماعِ اُمت رفع الی السماء مراد ہے۔

امام اشعریؒ اہل ثغر کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں:

"الإجماع الثاني والأربعون: وأجمعوا على أن شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم لأهل الكبائر ... وعلى أن الإيمان بما جاء من خبر الإسراء بالنبي صلى الله عليه وسلم إلى السماوات واجب، وكذلك ما روي من خبر الدجال ونزول عيسى ابن مريم وقتله الدجال وغير ذلك من سائر الآيات التي تواترت الروايات بين يدي الساعة من طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة وغير ذلك مما نقله الثقات۔"

(رسالة أهل الثغر ص:٢٨٨ مطبع العلوم والحكم بالمدينة المنورة)

ترجمہ:... "بیالیسواں اجماع: اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اہل کبائر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے، نیز اس پر بھی ان کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ معراج پر ایمان لانا واجب ہے، اسی طرح ان احادیث پر ایمان لانا بھی واجب ہے جو خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور ان کے دجال کو قتل کرنے کے بارے میں آئی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر علاماتِ قیامت جن میں احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، یعنی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض کا

”ونؤمن بخروج الدّجّال ونزول عیسی ابن مریم علیهما السلام من السماء، وبخروج یأجوج ومأجوج، ونؤمن بطلوع الشمس من مغربها وخروج دابة الأرض من موضعها۔“ (عقیدہ طحاوی ص:۱۳)

ترجمہ: ”اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور یاجوج ماجوج نکلیں گے، اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور دابۃ الارض اپنی جگہ سے نکلے گا۔“

امام ابوالحسین الملطی الشافعی:

امام ابوالحسین محمد بن احمد بن عبدالرحمن الملطی العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۷ھ) اپنی کتاب ”التنبیه والرّد علی أهل الأهواء والبدع“ میں فرماتے ہیں:

”قال أبو عاصم: فأنكر جهم أن یكون الله فی السماء دون الأرض، وقد دلّ فی كتابه أنه فی السماء دون الأرض حین قال لعیسی علیه السلام: ﴿إنّی متوفّیک ورافعک إلیّ ومطهّرک من الّذین كفروا﴾ وقوله: ﴿وما قتلوه یقینًا بل رّفعه الله إلیه﴾۔“

ترجمہ: ”ابوعاصم کہتے ہیں کہ جہم بن صفوان نے اللہ تعالیٰ کے آسمان میں ہونے کا انکار کیا ہے، مگر اللہ نے اپنی کتاب میں بتایا ہے کہ وہ آسمان میں ہے، زمین میں نہیں، جیسا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: ”میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے ان کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔“ نیز فرمایا: ”اور یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو

ہیں جیسا کہ جہمیہ معطلہ کہتے ہیں وہ اس قول میں ہے......

اے مطلبی عمر! یہ تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا جو عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ: ''اے عیسیٰ! میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں، اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' کوئی چیز نیچے سے اوپر اٹھائی جاتی ہے نہ کہ اوپر سے نیچے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلکہ اٹھالیا اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف'' اور یہاں ہے کہ کوئی شخص زمین کی سطح سے زمین کے پیٹ میں یا بلند جگہ سے نیچی جگہ پر گرے اور یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا ہے، کیونکہ رفع لغت عرب میں نیچے سے اوپر لے جانے کو کہا جاتا ہے۔''

امام ابو عوانہ:

امام الحافظ ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) نے اپنی مسند میں ایک باب کا عنوان یہ قائم کیا ہے:

"باب ثواب من آمن بمحمد صلى الله عليه وسلم من أهل الكتاب وأن من أدرك منهم محمدا صلى الله عليه وسلم أو سمع به فلم يؤمن ربما أرسل به كان من أهل النار وأن عيسى عليه السلام إذا نزل يحكم بكتاب الله وسنة محمد صلى الله عليه وسلم ويكون إمامهم من أمة محمد صلى الله عليه وسلم."

(ج:۱ ص:۱۰۲)

ترجمہ: ''ان اہل کتاب کے ثواب میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اس کا بیان کہ جس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا اور آپ صلی

خروجه من وثاقه." (ایضاً)

ترجمہ: "دجال اپنے خروج کے بعد زمین میں فتنۂ عظیم ہے گا"

اس کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ دجال مشرق کی جانب سے نکلے گا، چالیس دن زمین پر پھرے گا، اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، وہ مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، جب رکوع سے سر اٹھائیں گے تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کے بعد ان الفاظ میں قنوتِ نازلہ پڑھیں گے: "قتل اللہ الدجال واظهر المؤمنین" (اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کریں گے اور اہل ایمان کو غلبہ عطا فرمائیں گے)۔ (ج:۹ ص:۲۹۲)

۳... "ذکر ذوبان الدجال عند رؤیته عیسیٰ ابن مریم قبل قتله ایاه." (ایضاً)

ترجمہ: "دجال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی پگھلنے لگے گا قبل اس کے کہ آپ اس کو قتل کریں۔"

اس کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، جس میں ذکر ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان مقابلہ ہوگا، دوران خبر پہنچے گی کہ دجال نکل آیا، مسلمان دجال کے مقابلے کے لئے صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت ہوگی، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے، نماز سے فارغ ہوکر دجال کے مقابلے میں نکلیں گے تو وہ آپ کو دیکھتے ہی نمک کی طرح پگھلنے لگے گا، اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو یونہی رہنے دیتے تو خود گھل کر مرجاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل کرائیں گے اور آپ اس کو قتل کرنے کے بعد اپنے نیزے پر لگا ہوا اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ (ج:۹ ص:۲۸۶)

۴... "ذکر الاخبار عن وصف الامر الذی

"یکون فی الناس بعد قتل ابن مریم الدجال۔"

(ج:۱۵، ص:۲۸۸)

ترجمہ:... "جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرچکیں گے تو اس کے بعد لوگوں کے حالات کیا ہوں گے؟"

اس کے ذیل میں وہ حدیث ذکر کی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ تمام ملتیں اسلام کے سوا ہلاک ہوجائیں گی، اور روئے زمین پر مکمل امن و امان ہوگا، یہاں تک کہ شیر اور اونٹ، چیتے اور گائیں، بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ چریں گے، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ (ص:۲۸۸)

۵:... "ذکر الاخبار عما یفعل عیسی ابن مریم بمن نجاہ اللہ من فتنة المسیح۔" (ایضاً)

ترجمہ:... "جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ دجال سے نجات عطا فرمائی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ کیسی شفقت فرمائیں گے؟"

اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ قتل دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس تشریف لے جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا، اور جنت میں ان کے بلند درجات کی ان کو خوشخبری دیں گے۔

۶:... "ذکر الاخبار عن رفع التباغض والتحاسد والشحناء عند نزول عیسی ابن مریم صلوات اللہ علیہ۔" (ج:۱۵، ص:۲۸۸)

ترجمہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت لوگوں کے دلوں سے باہمی بغض، حسد اور کینہ جاتا رہے گا۔"

اس کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے،

صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اونٹوں کی زکوٰۃ کے لئے سوالی نہیں بھیجے جائیں گے، لوگوں کے دلوں سے کینہ، حسد اور بغض نکل جائے گا، اور لوگوں کو مال لینے کے لئے بلایا جائے گا مگر کوئی قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا۔"

۷:... "ذکر البیان بأن نزول عیسی بن مریم من أعلام الساعة." (ایضاً)

ترجمہ:... "اس عقیدے کا بیان کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول علاماتِ قیامت میں سے ہے۔"

اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ خداوندی "وإنّہ لعلم للساعة" کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔

۸:... "ذکر البیان بأن إمام ھذہ الأمة عند نزول عیسی بن مریم یکون منھم دون أن یکون عیسی إمامھم فی ذلک الزمان." (ج:۸ ص:۲۸۹)

ترجمہ:... "جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس امت کا امام اسی امت میں سے ہوگا، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں فرمائیں گے۔"

اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی، اور وہ قیامت تک اہلِ باطل سے ہمیشہ برسرِ پیکار اور غالب و منصور رہیں گے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر عرض کرے گا کہ: تشریف لائیے! ہمیں نماز پڑھائیے! تو آپ فرمائیں گے کہ نہیں! (یہ نماز تم ہی پڑھاؤ) تم آپس میں بعض، بعض پر امیر ہو (میں یہ نماز آپ کے پیچھے پڑھوں گا) یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کا اعزاز ہے (کہ ایک جلیل القدر رسول کے نازل ہونے پر امتِ محمدیہ کے ایک فرد کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے)۔

بن مریم علیہ السلام ہیں۔"

اس کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر حکومت کرے میرے اہل بیت کا ایک شخص، جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا۔

ف: یہ امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں کہ جن کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، جیسا کہ اوپر معلوم ہوچکا ہے۔

امام ابوالحسن آبریؒ:

امام الحافظ ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم الآبری السجزی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۳ھ) "مناقب الامام الشافعیؒ" میں حدیث "لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد تواترت الأخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم في المهدي وأنه من أهل بيته وأنه يملك سبع سنين ويملأ الأرض عدلاً، وأنه يخرج مع عيسى ابن مريم فيساعده على قتل الدجال بباب لد بأرض فلسطين وأنه يؤم هذه الأمة وعيسى عليه السلام يصلي خلفه في طول قصة"

(حاشیہ ابن ماجہ ص:۲۹۲، فتح الباری ج:۶ ص:۴۹۳)

ترجمہ:... "مہدی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواتر ہیں، اور راویوں کی کثرت کی وجہ سے مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں، اور یہ کہ وہ اہل بیت میں سے ہوں گے، سات سال حکومت کریں گے، زمین کو عدل سے بھردیں گے، اور یہ

المرة الثانية في آخر الزمان، قال الله تعالى: ﴿وإنه لعلم للساعة فلا تمترن بها﴾. (ص:۲۵۳)

ترجمہ: ... "آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کا بیان، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں ہرگز شک نہ کرو۔""

اس کے بعد احادیث و آثار سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے اور پھر وفات کے بعد روضۂ اطہر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

امام عبدالقاہر بغدادیؒ:

امام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر التمیمی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) اپنی کتاب "اصول الدین" میں لکھتے ہیں:

"وكل من أقرّ بنبوة محمد صلى الله عليه وسلم أقرّ بأنه خاتم الأنبياء والرسل، وأقرّ بتأبيد شريعته ومنع من نسخها، وقال: إن عيسى عليه السلام إذا نزل من السماء ينزل بنصرة شريعة الإسلام، ويحيي ما أحياه القرآن، ويميت ما أماته القرآن، خلاف فرقة من الخوارج تعرف باليزيدية المنتسبة إلى يزيد بن أنيسة فإنهم زعموا أن الله عز وجل يبعث في آخر الزمان نبيًا من العجم، وينزل عليه كتابًا من السماء، ويكون دينه دين الصابئة المذكورة في القرآن، لا دين الصابئة الذين هم بواسط وحران، وينسخ بذلك الشرع شرع

القرآن، وهؤلاء يسألون عن حجية القرآن فإن أنكروها
أنكروا نبوة محمد صلى الله عليه وسلم ونوظروا فيها لا
في تأبيد شريعته، وإن أقروا بالقرآن ففيه أن محمدًا
صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وقد تواترت الأخبار
عنه بقوله: "لا نبي بعدي" ومن رد حجية القرآن والسنة
فهو الكافر." (ص:۱۴۲، ۱۴۳)

ترجمہ: "ہر وہ شخص جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتا ہو، وہ یہ بھی اقرار کرے گا کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسل ہیں، اور یہ بھی اقرار کرے گا کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہمیشہ رہے گی، اور اس کے نسخ کو محال
سمجھے گا، اور اس بات کا قائل ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب
آسمان سے نازل ہوں گے تو شریعتِ اسلام کی نصرت کریں گے،
قرآن نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کو حرام کریں گے، اور
قرآن نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، وہ ان کو حلال کریں گے۔ لیکن خوارج
کا ایک فرقہ جو "یزیدیہ" کے نام سے معروف ہے، اور یزید بن انیسہ
کی طرف منسوب ہے، وہ کہتا ہے کہ آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ عجم
سے ایک نبی کھڑا کرے گا اور اس پر آسمان سے کتاب نازل کرے
گا، اور اس کو دین ان صابیوں کا دین ہوگا جن کا قرآن میں ذکر ہے،
لیکن وہ صابی جو واسط یا حران میں پائے جاتے ہیں، یہ شخص قرآن کی
شریعت کو منسوخ کردے گا۔ ان لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ آیا
قرآن حجت ہے یا نہیں؟ اگر وہ اس کے منکر ہوں تو نبوتِ محمدیہ... علی
صاحبہا الصلوٰۃ والسلام... کے منکر ہوں گے، اور ان سے اسی مسئلے میں
گفتگو کی جائے گی نہ کہ شریعت کے ہمیشہ رہنے کے مسئلے میں، اور

اگر وہ قرآن کا اقرار کرلیا تو اس میں تو یہ لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل متواتر سے منقول ہے کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' اور جو شخص قرآن وسنت کی حجت کو رَدّ کردے وہ کافر ہے۔''

امام ابونعیم اصفہانیؒ:

امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمہ اللہ (۳۳۰ھ–۴۳۰ھ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے موازنہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی وسعت و برتری ثابت کی ہے۔ اسی ضمن میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی فوقیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فان قیل: فان عیسیٰ علیہ السلام رفع الی السماء. قلت: قد عرض علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم البقاء عند وفاتہ، فاختار ما عند اللہ وقربہ علی البقاء فی الدنیا، فقبضہ اللہ ورفع روحہ الیہ، ولو اختار البقاء فی الدنیا لکان کالخضر والیاس وعیسیٰ علیہم السلام عند اللہ فی سماواتہ وفی عالمہ فی أرضہ، لأن عیسیٰ مقیم فی السماء، والیاس والخضر یجولان فی السماوات والأرضین مع أن قومًا من أُمّۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم رفعوا کما رفع عیسیٰ علیہ السلام۔''

(دلائل النبوۃ ص:۲۴۲،۲۷۶)

ترجمہ:... ''اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر (زندہ) اُٹھالیا گیا، ہم کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

ان وجود النبوة بعده عليه السلام باطل لا يكون البتة۔“

(ج:۱۱ ص:۵۵)

ترجمہ: ”وہ یہود کی پوری امت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کو نقل کیا ہے، اسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، مگر اس سے وہ عقیدہ مستثنیٰ ہے جس کے بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، یعنی عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اور جن کے بارے میں یہود کا قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا دعویٰ ہے، پس اس عقیدے پر ایمان لانا واجب ہے، اور یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے، ہرگز نہیں ہوسکتی۔“

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”وانما عندهم اناجيل اربعة متغايرة من تأليف اربعة رجال معروفين ليس منها انجيل الا أُلّف بعد رفع المسيح عليه السلام باعوام كثيرة ودهر طويل۔“

(ج:۲ ص:۵۵)

ترجمہ: ”عیسائیوں کے پاس چار انجیلیں ہیں، جو باہم مختلف ہیں، اور چار معروف شخصوں کی تالیف ہیں، ان میں سے ہر انجیل عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے کئی سال اور دراز مدت کے بعد لکھی گئی ہے۔“

ایک اور جگہ مدعیانِ نبوت پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هذا مع سماعهم قول الله تعالى: ﴿ولٰكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ وقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا نبي بعدي" فكيف يستجيز مسلم أن يثبت بعده عليه السلام نبيًا في الأرض حاشا ما استثناه رسول الله صلى الله عليه وسلم في الآثار المسندة الثابتة في نزول عيسى ابن مريم عليه السلام في آخر الزمان."
(ج:۳ ص:۱۸۰)

ترجمہ:... "حق تعالیٰ کا ارشاد: "ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "لا نبی بعدی" سننے کے باوجود یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں، پس کوئی مسلمان اس بات کو کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین میں کسی نبی کا وجود ثابت کرے، سوائے اس کے جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح اور مستند احادیث میں مستثنیٰ کردیا ہے، اور وہ ہے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا۔"

"۱۹ – مسألة: نسخ عز وجل بملته كل ملة وألزم أهل الأرض جنهم وإنسهم اتباع شريعته التي بعثه بها، ولا يقبل من أحد سواها، وأنه خاتم النبيين لا نبي بعده، برهان ذلك: قول الله تعالى: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولٰكن رسول الله وخاتم النبيين﴾.

.... عن أنس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن النبوة والرسالة قد انقطعت، فجزع الناس فقال: قد بقيت مبشرات وهن جزء من النبوة."

"۱۲- مسألة: إلّا أن عيسى ابن مريم عليه السلام سينزل ..... برهان ذلك: ما حدثنا - إلى قوله - أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة، قال: فينزل عيسى ابن مريم فيقول أميرهم: تعال صلّ لنا! فيقول: لا! إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة." (المحلی ج:۱ ص:۹)

ترجمہ:... "۱۱- مسئلہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ذریعہ تمام شریعتوں کو منسوخ کردیا اور روئے زمین کے تمام انسانوں اور جنوں کو اس شریعت کی پیروی کا پابند کردیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور اللہ تعالیٰ کسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے سوا قبول نہیں فرمائیں گے۔

نیز یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اس کی دلیل حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔" (الاحزاب:۴۰)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک نبوت و رسالت ختم ہوچکی ہے۔" پس لوگ بہت گھبرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ارشاد فرمایا: "تحقیق اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں اور یہ نبوت کا ایک جز ہیں۔"

۱۲- مسئلہ: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اس کی دلیل یہ ہے کہ بروایت صحیح مسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی، اور یہ لوگ غالب رہیں گے قیامت تک، پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ: تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے! وہ فرمائیں گے: نہیں! بے شک تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کا اعزاز ہے۔"

"وروینا من طریق مسلم نا قتیبة بن سعید نا لیث - وھو ابن سعد - عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب أنه سمع أبا ھریرة یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم صلی اللہ علیه وسلم حکمًا مقسطًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتّٰی لا یقبله أحد۔"

ومن طریق مسلم نا ھارون بن عبداللہ نا حجاج - ھو ابن محمد - [عن ابن جریج] نا أبو الزبیر أنه سمع جابر بن عبداللہ یقول: سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول: "لا تزال طائفة من أمتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة، فینزل عیسی ابن مریم

صلی اللہ علیہ وسلم فیقول أمیرھم: تعال صل بنا! فیقول: لا! ان بعضکم علی بعض أمراء تکرمة اللہ ھذہ الأمة. فصح أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرب قتل عیسیٰ علیہ السلام للخنازیر وأخبر أنہ بحکم الإسلام ینزل وبہ یحکم۔" (محلّٰی لابن حزم ج:۷ ص:۳۹۱)

ترجمہ:... "صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! قریب ہے کہ نازل ہوں تم میں ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم حاکم عادل کی حیثیت سے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے، اور جزیہ کو موقوف کردیں گے اور مال سیلاب کی طرح بہہ پڑے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔"

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: "میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی، اور یہ لوگ غالب رہیں گے قیامت تک۔ پس عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا کہ تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے! پس وہ فرمائیں گے: نہیں! تمہارے بعض، بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کا اعزاز ہے۔"

پس یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خنزیر کو قتل کرنے کی تصویب فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام بحکمِ اسلام نازل ہوں

گے اور اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔"

امام بیہقی:

امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے اپنے رسالے "الاعتقاد علیٰ مذہب السلف اہل السنۃ والجماعۃ" میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے:

> **"باب الإيمان بما أخبر عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم في ملائكة الله وكتبه ورسله والبعث بعد الموت والحساب والميزان والجنة والنار وانهما مخلوقتان معدتان لأهلهما وبما أخبر عنه في حوضه وفي أشراط الساعة قبل قيامها."** (ص:۹۸)

> ترجمہ:... "ان باتوں پر ایمان لانے کا بیان جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، اللہ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، مرنے کے بعد جی اٹھنے، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کے بارے میں، اور یہ کہ جنت و دوزخ دونوں پیدا ہوچکی ہیں اور جنتیوں اور دوزخیوں کے لئے تیار ہیں، نیز ان باتوں پر ایمان لانا جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اپنے حوض کے بارے میں اور قیامت قائم ہونے سے پہلے قیامت کی علامات کے بارے میں۔"

اس باب میں دیگر علاماتِ قیامت کے ساتھ دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہوکر دجال کو قتل کرنے کا عقیدہ بھی ذکر کیا ہے (ص:۱۰۳)۔ اور صفحہ:۱۰۵ پر فرماتے ہیں:

> **"وقد روينا في كتاب البعث قصة الدجال**

ونزول عیسی ابن مریم علیه السلام وخروج یاجوج ومأجوج وهلاکهم وقیام الساعة من حدیث النواس بن سمعان وغیره۔" (ص:۱۰۵)

ترجمہ:... "اور ہم "کتاب البعث" میں خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، یاجوج و ماجوج کے نکلنے اور ان کے ہلاک ہونے اور قیامت کے قائم ہونے کا قصہ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر احادیث سے نقل کرچکے ہیں۔"

نیز "کتاب الاسماء والصفات" میں امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"باب قول الله لعیسی علیه السلام: ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾، وقوله تعالی: ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ ... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "کیف أنتم إذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وإمامکم منکم۔" رواه البخاری فی الصحیح عن یحیی بن بکیر، وأخرجه مسلم من وجه آخر عن یونس، وإنما أراد نزوله من السماء بعد الرفع إلیه۔" (ص:۴۲۳)

ترجمہ:... "باب حق تعالیٰ کے ارشاد کا عیسیٰ علیہ السلام سے کہ: "میں تجھے قبضے میں لینے والا اور اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں" اور حق تعالیٰ کے ارشاد کا: "بلکہ اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف"... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "(خوشی اور مسرت سے) تمہاری کیا کیفیت ہوگی، جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تم میں اُتریں گے اور تمہارا امام اس وقت تم میں سے ہوگا۔" اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے "الجامع الصحیح" میں یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے، اور امام مسلمؒ نے ایک دُوسرے

طریق سے یونس سے روایت کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس ارشاد میں ارادہ کیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے
اترنے کا، بعد ان کے اٹھائے جانے کے آسمان کی طرف۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ کے ان ارشادات سے واضح ہوا کہ باجماع سلف صالحین اہل سنت والجماعت، ان دونوں آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے، اور یہ کہ بارشادِ نبوی ان کا آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونا علاماتِ قیامت میں سے ہے، اور یہ کہ ان کے رفع و نزول کی تصدیق ایمانیات میں داخل ہے۔

امام ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ:

امام الاصفیاء الشیخ ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی لاہوری مشہور بہ داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۴۶۵ھ) اپنی مشہور تصنیف ”کشف المحجوب“ میں فرماتے ہیں:

”اندر آثار صحیح وارد است کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
مرقع داشت کہ وے را بر آسمان بردند۔“

(ص:۴۴، شائع کردہ اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور)

ترجمہ:... ”آثار صحیحہ میں وارد ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ
السلام ایک گدڑی پہنے ہوئے تھے کہ ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔“

امام سرخسیؒ:

امام شمس الدین ابوبکر محمد بن احمد السرخسی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۰ھ) (جنھیں پانچویں صدی کے مجددین میں شمار کیا گیا ہے[1]) اپنی کتاب ”تمہید الفصول فی الاصول“ میں جو ”اصول السرخسی“ کے نام سے مشہور ہے، لکھتے ہیں:

”والثانی: ان النقل المتواتر منھم فی قتل رجل

---

(۱) عسلِ مصفیٰ ج:۱ ص:۱۶۳، مؤلفہ مرزا خدابخش قادیانی۔

علموه عيسى وصلبوه، وهذا النقل موجب علم اليقين فيما نقلوه، ولكن لم يكن المرجل عيسى وإنما كان مشبهًا له، كما قال: ﴿ولكن شبه لهم﴾، وقد جاء في الخبر أن عيسى عليه السلام قال لمن كان معه: من يريد منكم أن يلقي الله شبهي عليه فيقتل فله الجنة؟ فقال رجل: أنا، فألقى الله تعالى شبهه عليه فقتل ورفع عيسى إلى السماء. (ملخصًا)"

(اصول السرخسی ج:۱ ص:۲۹۹)

ترجمہ: "وہ یہ کہ ان (یہود) کی نقل متواتر اس بارے میں ہوئی کہ ایک آدمی جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا قتل ہوا اور سولی دیا گیا، اور بلاشبہ یہ نقل اس بات میں علم یقینی کا موجب ہے، لیکن وہ شخص واقع میں عیسیٰ نہیں تھا، بلکہ اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لیکن ان کی شکل بن گئی ان کے سامنے" چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ: تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دے اور میری جگہ قتل کیا جائے؟ ایک شخص نے کہا کہ: آپ کی خدمت کے لئے میں حاضر ہوں، پس اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ کی شباہت ڈال دی، پس وہ قتل ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔"

امام قاضی ابوالولید الباجیؒ:

موطا امام مالک کے شارح، مشہور مالکی امام قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد الباجی الاندلسی مالکی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ–۴۷۴ھ) کتاب "المنتقی شرح

المنتقیٰ" میں باب "ما جاء فی صفة عیسیٰ بن مریم علیہ السلام والدجال" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"وفی العتبیة عن مالک: بینما الناس تلک إذ یستمعون الإقامة یریدون الصلاة فتغشاهم غمامة فإذا عیسیٰ ابن مریم قد نزل۔" (ج:۷ ص:۲۳۱)

ترجمہ:... "العتبیہ میں امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ: دریں اثنا کہ لوگ نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے اچانک ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، کیا دیکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوچکے ہیں۔"

امام ابومحمد عراقیؒ:

الشیخ الامام العلامہ ابومحمد عثمان بن عبداللہ بن الحسن الحنفی العراقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۰ھ تقریباً) "الفرق المفترقة بین أهل الزیغ والزندقة" میں فرقہ اسحاقیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأما الإسحاقية فهم طائفة يزعمون أن النبوة لا تنقطع إلى قيام الساعة ..... نقول: اعتقاد هذه الطائفة لا يخفى فساده على أحد، لأن الله تعالى أخبر أن محمدًا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين، ولا نبي بعده، وهكذا أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه "لا نبي بعدي"، فمن ادّعى النبوة بعد نبينا محمد صلى الله عليه وسلم لنفسه أو لغيره يكون كافرًا بالقرآن العظيم، وهو أحد الدجالين الذين أخبر عنهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله: لا تقوم الساعة حتّى يبعث

دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول

الله" فی البخاری ومسلم رواه ابوهریرة رضی الله عنه

عن رسول الله صلی الله علیه وسلم.

ولا یلزم علی کلامنا نزول عیسیٰ علیه السلام

من السماء وکونه تبیان، لانا نقول: ان عیسیٰ علیه

السلام یکون متابعا لشریعة نبی محمد صلی الله علیه

وسلم ویاخذ باحکام شریعته ویقتدی فی الصلاة بواحد

من هذه الامة." (ص:۳۴)

ترجمہ: "اور فرقۂ باطنیہ وہ گروہ ہے جن کا دعویٰ ہے کہ

نبوت قیامت تک منقطع نہیں ہوتی۔ ..... ہم کہتے ہیں کہ: اس طائفہ

کے عقیدے کا فساد کسی شخص پر مخفی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی ہے کہ: "میرے

بعد کوئی نبی نہیں۔" پس جو شخص ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے نبوت کا دعویٰ کرے وہ

قرآن کریم کا مکذب اور کافر ہے، اور وہ ان دجالوں میں سے ایک

ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد

میں خبر دی ہے کہ: "قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کے

قریب جھوٹے مکار دجال نکلیں گے، ان میں کا ہر ایک

دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔" (حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں،

میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔ (صحیح بخاری و مسلم بروایت ابوہریرۃ)

اور ہمارے اس کلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے پر اعتراض لازم نہیں

آ جانا جائز ہو ہی نہیں، اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ (نزول کے وقت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، بعد کے نہیں، علاوہ ازیں وہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے احکام اپنائیں گے، نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی اقتدا کریں گے۔"

امام حاکم:

امام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیشاپوری الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے "مستدرک" میں خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث بڑی تفصیل سے نقل کی ہیں۔ "کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین" میں نزول مسیح کا عنوان ان الفاظ سے ہے:

"ھبوط عیسیٰ علیہ السلام وقتل الدجال واشاعۃ الإسلام۔" (ج:۲ ص:۵۹۵)

ترجمہ:... "عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر اترنا، دجال کو قتل کرنا اور اسلام کی اشاعت کرنا۔"

اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے:

"ان روح اللہ عیسیٰ ابن مریم نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ ...... الی قولہ: فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔" (ج:۲ ص:۵۹۵)

ترجمہ:... "حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے، جب ان کو دیکھو تو ان کو پہچان لینا (ان کا حلیہ اور کارنامے ذکر کرنے کے بعد حدیث کے آخر میں فرمایا) پس وہ

زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا اور مسلمان
ان کا جنازہ پڑھیں گے۔"

اور کتاب الفتن والملاحم میں "نزولِ عیسیٰ علیہ السلام من السماء" کے تحت حضرت
عثمان بن ابی العاصؓ کی حدیث نقل کی ہے:

"فینزل عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلاۃ والسلام
عند صلاۃ الفجر ..... الخ۔" (ج:۴ ص:۴۷۸)

ترجمہ:... "پس نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نماز فجر کے وقت..... الخ۔"

نیز خروجِ دجال کی ضمن احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور دجال
کو قتل کرنے کی صراحت ہے، ان کے لئے مستدرک کے مندرجہ ذیل صفحات ملاحظہ کئے
جائیں: ج:۴ ص:۴۹۰، ج:۴ ص:۴۸۲، ص:۴۹۳، ص:۴۹۶،
ص:۵۳۳، ص:۵۴۴، ص:۵۳۷، ص:۵۴۹، ص:۵۵۰، ص:۵۹۸۔

امام ابن بطالؒ:

صحیح بخاری کے شارح ابوالحسن علی بن خلف بن بطال المغربی المالکی رحمہ اللہ
(متوفی ۴۴۴ھ) کے حوالے سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں:

"قال ابن بطال: وانما قبلناها قبل نزول عیسیٰ
للحاجۃ الی المال بخلاف زمن عیسیٰ فانہ لا یحتاج فیہ
الی المال، فان المال فی زمنہ یکثر حتّٰی لا یقبلہ احد۔"
(ج:۶ ص:۴۹۲)

ترجمہ:... "امام ابن بطال فرماتے ہیں کہ نزولِ عیسیٰ
علیہ السلام سے پہلے جو ہم نے جزیہ قبول کیا تو یہ مال کی ضرورت کی
وجہ سے قبول کیا، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے کہ اس میں

مال کی احتیاج نہ رہے گی، کیونکہ ان کے زمانے میں مال بہت ہوگا
حتیٰ کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔"

قاضی عبدالجبار معتزلی:

فرقہ معتزلہ کے امام قاضی عبدالجبار بن احمد الہمدانی (۳۵۹ھ-۴۱۵ھ) نے اپنی کتاب "تثبیت دلائل النبوۃ" میں یہود و نصاریٰ کے متفق علیہ عقیدے کے مقابلے میں ... کہ حضرت مسیح علیہ السلام مقتول و مصلوب ہوئے... اسلام کے اس عقیدے کو کہ ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عظیم الشان دلیل قرار دیا ہے، اور بہت ہی تفصیل کے ساتھ اس عقیدے کو رد کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام یہود کے ہاتھوں گرفتار ہوکر مصلوب و مقتول ہوئے۔ یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں اسلامی عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"وتأمل إلى إقدامه على أمتين عظيمتين من أهل التحصيل والعقل قد أجمعوا على أمر وسبقوه في الزمان، وهم أشد الناس حرصًا على تألفهم واجتلابهم واستمالتهم فأكذبهم وردهم، ولو كان متقولًا لتهيب ولم يقدم على ذلك خوفًا من أن يكون الأمر كما قالوا، أو كما ادعوا، فيبين كذبه ويرجع عنه من قد قبله، لأن الأنبياء يجوز أن يقتلوا ويصلبوا، بل قد قتل قوم منهم، وأيضًا فليس في قتل المسيح طعن عليه ولا قدح في أمره، وما به حاجة إلى مخالفتهم في ذلك، بل قد كان ينبغي أن يكون إلى تصديقهم في ذلك أحوج، ليكون تشنيعه على النصارى أقوى، لأنهم قد اعتقدوا فيه أنه إله ورب، وقد رأوه أسيرًا مقهورًا في يد

عدوه مصلوبًا ومقتولًا، ويزيد شناعته على اليهود لأنهم قد قتلوا نبيًّا آخر مضافًا إلى غيره من الأنبياء الذين قد قتلوهم لكن المسيح صلى الله عليه وسلم هذا كله مع الحاجة إليه، وقال: قد ادعوا أنهم قد عملوا ذلك وليسوا به عالمين ولا متيقنين، وما معهم فيه إلا الظن، فقال:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ أي ليس لهم يقين ولا سكون نفس، تقول العرب في خبر المتيقن: قتله علمًا وقتله يقينًا، ثم قال: ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ أي صانه وعظمه أن تناله يد عدوه بالقتل والصلب۔"

(تثبیت دلائل النبوۃ ص:۱۲۳، دار العروبہ بیروت لبنان)

ترجمہ: "غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بڑی اُمتوں کے خلاف کس طرح اقدام فرمایا، حالانکہ وہ دونوں علم وعقل کی دعوے دار تھیں، دونوں ایک مراد پر جمع تھیں، دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دلجوئی، ان کے قبول کرنے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے کے خواہاں بھی تھے، اگر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے کے مسئلے میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات بھی اپنی طرف سے تراشی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے خوف کھاتے اور اس اندیشے کے پیشِ نظر کہ شاید واقعی وہی ہو جو

یہ بیان کرتے ہیں کہ کہیں خدانخواستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط بیانی نہ کھل جائے اور حقیقت حال واضح ہونے کے بعد لوگ برگشتہ نہ ہوجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عقیدے پر بھی اقدام نہ کرتے، کیونکہ نبیوں کا مقتول و مصلوب ہوجانا ممتنع نہیں، بلکہ بہت سے نبی بھی قتل ہوئے ہیں، پس اگر مسیح بھی قتل ہوگئے ہوں تو یہ ان کے حق میں کوئی طعن یا قدح کی بات نہیں تھی، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی مخالفت کی ضرورت بھی نہیں تھی، بلکہ شاید یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ان کی تصدیق کی زیادہ ضرورت تھی، تاکہ نصاریٰ پر الزام زیادہ قوی ہوجاتا کہ نصاریٰ ایک ایسی شخصیت کو خدا اور رب مانتے ہیں جسے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کے ہاتھ میں گرفتار، مغلوب اور مقتول و مصلوب دیکھا۔ اور اس سے یہود کی بُرائی اور جنایت میں اضافہ ہوسکتا تھا کہ انہوں نے دیگر نبیوں کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شدتِ ضرورت کے باوجود یہود و نصاریٰ کے اس عقیدے میں کہ مسیح علیہ السلام مقتول و مصلوب ہوگئے، موافقت کرنے سے اجتناب فرمایا، اور فرمایا کہ: یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو مسیح کے قتل و صلب کا علم ہے، حالانکہ ان کو اس کا صحیح علم ہے، نہ یقین، ان کے ہاتھ وکر پلّے ہے تو محض اٹکل کے تیر ہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: "اور (یہود ملعون ہوئے) ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے قتل کردیا مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو رسول اللہ تھا، حالانکہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا بلکہ ان کو اشتباہ ہوا، اور جو لوگ اس کے معاملے میں اختلاف کر رہے ہیں وہ محض شک میں پڑے ہوئے ہیں، اور ان کو کچھ علم نہیں سوائے

انکل بچو کی پیروی کے، اور انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔" یعنی اس قصۂ قتل پر ان کو خود بھی یقین نہیں، ورنہ ان کا ضمیر اس پر مطمئن ہے۔ پھر فرمایا: "بلکہ (اصل واقعہ جو ہوا وہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف (آسمان پر) اُٹھا لیا" یعنی ان کو دشمنوں سے بچالیا، اور ان کو ایسی عظمت بخشی کہ دشمنوں کے ہاتھ قتل وصلب کے لئے وہاں تک پہنچ سکے۔"

علامہ ابوذر الہروی:

ابوعبداللہ بن احمد الہروی الانصاری رحمہ اللہ (۳۵۵ھ-۴۳۴ھ): حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "فتح الباری" سے نقل کرتے ہیں:

"وقال أبو ذر الهروي: حدثنا الجوزقي عن بعض المتقدمين: قال معنى قوله: وامامكم منكم يعني انه يحكم بالقرآن لا بالانجيل۔" (فتح الباری ج:۶ ص:۳۵۸)

ترجمہ:... "ہم سے جوزقی نے بیان کیا بعض متقدمین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "وامامکم منکم" کے معنی یہ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کریں گے، انجیل کے مطابق نہیں۔"

چھٹی صدی

امام غزالیؒ:

امام حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی رحمہ اللہ (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) "المستصفی من الأصول" میں تواتر کی بحث میں لکھتے ہیں:

"فأما قتل عيسى عليه السلام فقد صدقوا في أنهم شاهدوا شخصا يشبه عيسى عليه السلام مقتولًا

﴿وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ﴾۔" (ص:۹۰)

ترجمہ:... "رہا نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول ہونے کا دعویٰ، تو اتنی بات میں تو وہ سچے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو، جو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھا، مقتول دیکھا، لیکن (وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ ایک اور شخص تھا جس پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی تھی، اس لئے) ان کو اشتباہ ہوگیا تھا۔"

قاضی ابویعلیٰؒ:

قاضی ابویعلیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۶ھ) "طبقاتِ حنابلہ" میں لکھتے ہیں:

"والایمان أن المسیح الدجال خارج مکتوب بین عینیہ کافر، والأحادیث التی جاءت فیہ، والایمان بأن ذٰلک کائن، وأن عیسٰی ابن مریم علیہ السلام ینزل فیقتلہ بباب لدّ۔" (مناقب امام أحمد بن حنبل ص:۱۷۳، طبقات حنابلة للقاضی أبی یعلٰی ص:۲۴۳)

ترجمہ:... "اور ایمان لانا کہ مسیح دجال نکلے گا، اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا، اور ان احادیث پر ایمان رکھنا جو دجال کے بارے میں آئی ہیں، اور اس پر ایمان لانا کہ یہ حق ہے، ہوکر رہے گا، اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پس اس کو بابِ لدّ پر قتل کریں گے۔"

قاضی ابویعلیٰ حنبلیؒ نے طبقاتِ حنابلہ میں امام احمدؒ کے عقائد ایک رسالے کے ساتھ متفرق طور پر ذکر کئے ہیں، نیز حافظ ابوالفرج ابن جوزیؒ نے "مناقب امام احمد بن حنبل" میں امام احمدؒ کے عقائد پر ایک مستقل باب لکھا ہے، اس میں امام احمدؒ کا یہ عقیدہ بھی درج کیا ہے:

"والدجال خارج فی هذه الأمة لا محالة
وینزل عیسی ابن مریم إلی الأرض فیقتله بباب لد۔"
(مناقب امام أحمد بن حنبل ص:۱۹۰، طبقات حنابلة ج:۱
ص:۲۴۳)

ترجمہ:... "اور دجال لامحالہ اس اُمت میں نکلے گا، اور
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) زمین پر نازل ہوں گے،
پس تم دجال کو بابِ لد پر قتل کریں گے۔"

علامہ زمخشری:

معتزلہ کے امام علامہ جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) "تفسیر کشاف" میں آیت کریمہ "ومکروا ومکر اللہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿ومکر اللہ﴾ أن رفع عیسی إلی السماء
وألقی شبهه علی من أراد اغتیاله حتی قتل۔" (ج:۱ ص:۳۶۶)

ترجمہ:... "یعنی تدبیر یہ کی کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو
آسمان پر اُٹھالیا اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو قتل کرنا
چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہی قتل ہوگیا۔"

اور "رافعک إلیّ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"﴿ورافعک إلیّ﴾ إلی سمائی ومقر
ملائکتی۔" (ایضاً)

ترجمہ:... "اور میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں،
یعنی اپنے آسمان کی طرف اور اپنے فرشتوں کی قرارگاہ کی طرف۔"

اسی طرح سورۂ نساء کی آیات: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹ کے تحت بھی انہوں نے رفع ونزول کے عقیدے کی تصریح کی ہے (دیکھئے: تفسیر کشاف ج:۱ ص:۵۸۶، ۵۸۷)۔

اور آیتِ کریمہ:

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"

کے تحت لکھتے ہیں:

"فان قلت: کیف کان آخر الأنبیاء وعیسٰی نازل فی آخر الزمان؟ قلت: معنی کونه آخر الأنبیاء أنه لا ینبأ أحد بعده وعیسٰی ممن نبی قبله وحین ینزل ینزل عاملًا علٰی شریعة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم مصلیًا إلٰی قبلته کأنه بعض أمته."

ترجمہ:... "اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں ملے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کو نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور جب وہ نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی حیثیت سے آئیں گے۔"

اور آیتِ کریمہ: "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿وَاِنَّہٗ﴾ وإن عیسٰی علیه السلام ﴿لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ﴾ أی شرط من أشراطها تعلم به."

ترجمہ:... "اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ علم ہے قیامت کا، یعنی اس کی علامتوں میں سے ایک علامت ہیں، جس

سے قیامت کا قریب آلگنا معلوم ہوگا۔"

امام نجم الدین نسفیؒ:

امام نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد النسفی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۱ھ-۵۳۷ھ) اپنے رسالہ عقائد میں لکھتے ہیں:

"وما أخبر به النبي صلى الله عليه وسلم من أشراط الساعة من خروج الدجال ودابة الأرض ويأجوج ومأجوج ونزول عيسى عليه السلام من السماء، وطلوع الشمس من مغربها فهو حق."

(شرح عقائد نسفی ص:۱۴۳)

ترجمہ:... "اور جن علامات قیامت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، جیسے: دجال، دابۃ الارض اور یأجوج ومأجوج کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، یہ سب حق ہیں۔"

امام ابن الانباریؒ:

امام کمال الدین ابوالبرکات عبدالرحمن بن محمد الانصاری المعروف بہ ابن الانباری الشافعی رحمہ اللہ (۵۱۳ھ-۵۷۷ھ) اپنی کتاب "البيان في غريب اعراب القرآن" میں آیت کریمہ: "إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ تقديره إني رافعك إليّ ومتوفيك، إلا أنه لما كانت الواو لا تدل على الترتيب قدم وأخر، وقيل: معنى إني متوفيك قابضك ورافعك إليّ، أي إلى كرامتي." (ج:۱ ص:۲۰۶)

ترجمہ:... "حق تعالیٰ کا ارشاد: "إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ

ورافعک الیّ" اس کی تقدیر یہ ہے کہ: "(سر دست) میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور (پھر اپنے وقت مقررہ پر) تجھے وفات دینے والا ہوں۔" مگر چونکہ واؤ ترتیب پر دلالت نہیں کرتی اس لئے (ایک خاص نکتۂ بلاغت کی وجہ سے) مقدم و مؤخر کردیا۔

اور کہا گیا ہے "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ" کے معنی ہیں کہ: "میں تجھے اپنی تحویل میں لینے والا ہوں اپنی طرف، یعنی اپنی کرامت کی جگہ کی طرف اُٹھانے والا ہوں۔"

اور سورۂ نساء کی آیت: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ینزل فی آخر الزمان الی الارض، فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر، ویصلّی خلف المھدی، ویموت ویقبر۔" (ج:۱ ص:۲۷۵)

ترجمہ... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا اور دفن ہوں گے۔"

امام بغویؒ:

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) تفسیر "معالم التنزیل" میں سورۂ آل عمران کی آیت: "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ومکر اللہ تعالٰی خاصۃ بھم فی ھذہ الآیۃ ھو القاء الشبہ علی صاحبھم الذی اراد قتل عیسٰی علیہ السلام حتی قتل۔" (ج:۲ ص:۱۴۸)

ترجمہ:... ”یہود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی وہ خاص تدبیر جو آیت میں ذکر کی گئی ہے یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ان کے قاتل پر ڈال دی گئی، جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہی قتل کردیا گیا۔“

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اور اس سے اگلی آیت: ”اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کی توجیہات جو شیخ ثعالبی سے منقول ہیں نقل کرنے کے بعد اپنی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کی احادیث ذکر فرمائی ہیں، اسی ضمن میں لکھتے ہیں:

”وقیل للحسین بن الفضل: ھل تجد نزول عیسٰی فی القرآن؟ قال: نعم، قولہ: ﴿وَکَھْلًا﴾ وھو لم یکتھل فی الدنیا، وانما معناہ وکھلًا بعد نزولہ من السماء۔“ (ج:۲ ص:۱۳۹)

ترجمہ:... ”حسین بن فضل سے دریافت کیا گیا: کیا آپ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن میں بھی پاتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! (دیگر آیات کے علاوہ) حق تعالیٰ کا قول ”وَکَھْلًا“ بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ وہ دنیا میں کہولت کی عمر کو نہیں پہنچے، اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد کہولت کو پہنچیں گے۔“

امام بغوی نے سورۂ نساء کی آیت:۱۵۷ تا ۱۵۹، سورۂ مائدہ کی آیت:۱۱۷ اور سورۂ زخرف کی آیت:۶۱ کے تحت بھی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے کی تصریحات کی ہیں۔

(دیکھئے: ج:۱ ص:۴۹۳، ۴۹۴، ۸۲ ج:۴ ص:۱۴۴)

امام بغویؒ نے "مصابیح السنۃ" میں "باب العلامات بین یدی الساعة وذکر الدجال"، "باب قصة ابن الصیاد"، "باب نزول عیسیٰ علیہ السلام"، "باب لا تقوم الساعة الا علی الاشرار" کے تحت نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث درج کی ہیں۔ (دیکھئے ج:۳ ص:۱۳۵، ۱۴۱، ۱۴۲)

نیز امام بغویؒ نے "شرح السنۃ" کتاب الفتن میں "باب نزول عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ" کے ذیل میں احادیث نزول کی تخریج کی ہے۔ (دیکھئے ج:۱۵ ص:۸۰)

ابن العربیؒ:

امام محمد بن عبداللہ ابوبکر ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۳ھ) شرح ترمذی (ج:۹ ص:۷۶) میں لکھتے ہیں:

"وصح الامر أن عیسی ابن مریم ینزل من السماء وهو فیها حیٌّ بیّناه فی التفسیر وفی کتاب سراج المریدین."

ترجمہ:... "صحیح بات یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ آسمان میں زندہ ہیں، ہم اس مسئلے کو تفسیر میں اور کتاب سراج المریدین میں بیان کرچکے ہیں۔"

امام ابن عطیہؒ:

امام عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمٰن المعروف بہ ابن عطیہ المغربی الغرناطی المالکی رحمہ اللہ (۴۸۱ھ-۵۴۲ھ) کے حوالے سے شیخ ابوحیانؒ تفسیر "البحر المحیط" میں لکھتے ہیں:

"قال ابن عطیة: واجمعت الامة علی ما تضمنه الحدیث المتواتر من أن عیسی علیه السلام فی السماء

حیٌّ وانّہ ینزل فی آخر الزمان۔" (ج:۲ ص:۳۴۳)

ترجمہ: "امام ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ امت کا اس عقیدے پر اجماع ہے جو حدیث متواتر میں وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔"

قاضی عیاض مالکیؒ:

امام مالکی قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) کے حوالے سے امام نوویؒ شرح مسلم میں "باب ذکر الدجال" کے تحت فرماتے ہیں:

"قال القاضی: ھٰذہ الأحادیث التی ذکرھا مسلم وغیرہ فی قصۃ الدّجّال حجۃ لمذھب أھل الحق فی صحۃ وجودہ وانہ شخص بعینہ، ابتلی اللہ بہ عبادہ۔ ..... ویقتلہ عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ویثبت اللہ الذین آمنوا، ھٰذا مذھب أھل السنّۃ وجمیع المحدثین والفقہاء والنظار۔" (ج:۲ ص:۳۹۹)

ترجمہ: "قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث جو امام مسلمؒ اور دیگر حضرات نے دجال کے بارے میں ذکر فرمائی ہیں یہ اہل حق کے مذہب کی دلیل ہے کہ دجال کا وجود فی الحقیقت ہے اور یہ کہ وہ ایک معین شخص ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بندوں کو آزمائیں گے۔ ...اور دجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ثابت قدم رکھیں گے۔ یہی اہل سنت، تمام محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مسلک ہے۔"

پھر امام نوویؒ اسی باب میں قاضی عیاضؒ سے نقل کرتے ہیں:

"قال القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ: نزول عیسیٰ

ابن مریم علیه السلام وقتله الدجال حق صحیح عند أهل السنة للأحادیث الصحیحة فی ذلک، ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطله فوجب إثباته، وأنکر بعض المعتزلة والجهمیة ومن وافقهم وزعموا أن هذه الأحادیث مردودة بقوله تعالی: ﴿وخاتم النبیین﴾، وبقوله صلی الله علیه وسلم: "لا نبی بعدی"، وبإجماع المسلمین أنه لا نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم وأن شریعته مؤبدة إلی یوم القیامة لا تنسخ۔

وهذا استدلال فاسد لأنه لیس المراد بنزول عیسی علیه السلام أنه ینزل نبیًا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هذه الأحادیث ولا فی غیرها شیء من هذا، بل صحت الأحادیث هنا وما سبق فی کتاب الإیمان وغیرها أنه ینزل حکمًا مقسطًا یحکم بشرعنا ویحیی من أمور شرعنا ما هجره الناس۔" (ج:۲ ص:۴۰۳)

ترجمہ:... "قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور ان کا دجال کو قتل کرنا، اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے، کیونکہ اس میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل ایسی نہیں جو اس عقیدے کو باطل کرے۔ پس اس عقیدے کا اقرار واجب ہے۔ اور بعض معتزلہ اور جہمیہ اور ان کے موافقین نے اس کا انکار کیا ہے، ان کے زعم میں یہ احادیث مردود ہیں حق تعالیٰ کے ارشاد "خاتم النبیین" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "لا نبی بعدی" کی وجہ سے۔ نیز مسلمانوں کے اس اجماع کے سبب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی

نبی نہیں ہوگا، اور یہ کہ آپ کی شریعت قیامت تک رہے گی منسوخ نہ ہوگی۔

اور ان کا یہ استدلال فاسد ہے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نبی کی حیثیت سے نازل ہوں گے، اور اپنی شریعت کے ذریعے ہماری شریعت کو منسوخ کردیں گے، نہ ان احادیث میں اور نہ کسی اور حدیث میں ایسا کوئی مضمون پایا جاتا ہے، بلکہ احادیثِ صحیحہ میں جو یہاں ذکر کی گئی ہیں اور کتاب الایمان وغیرہ میں گزرچکی ہیں یہ آتا ہے کہ وہ حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، ہماری شریعت کا حکم چلائیں گے، ہماری شریعت کے ان امور کو زندہ کریں گے جن کو لوگ چھوڑ چکے ہوں گے۔"

حضرت پیرانِ پیرؒ:

حضرت محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی رحمۃ اللہ (۴۷۰ھ-۵۶۱ھ) "غنیۃ الطالبین" میں یومِ عاشورا کی فضیلت میں فرماتے ہیں:

"ورفع عیسٰی علیہ السلام فی یوم عاشوراء۔"
(ص:۴۲۷)

ترجمہ:... "اور اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو عاشورا کے دن۔"

آگے لکھتے ہیں کہ عاشورا کے دن کو دس فضیلتیں ہیں:

"والتاسعة: رفع الله عز وجل عیسٰی علیه السلام الی السماء فیه۔" (ص:۴۸۲)

ترجمہ:... "نویں فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا

عیسیٰ علیہ السلام ہو آنے والی ہیں کی طرف اشارہ ہیں۔"

امام سہیلیؒ:

امام الفقیہ المحدث ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن الخثعمی السہیلی رحمہ اللہ (۵۰۸ھ-۵۸۱ھ) سیرت ابن ہشام کی شرح "الروض الانف" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہود ونصاریٰ دونوں کے موقف کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد أعطاه الله من الدلائل على الفريقين ما يبطل المقالتين، ودلائل الحدوث تثبت له العبودية وتنفي عنه الربوبية، وخصائص معجزاته تنفي عن أمه الريبة وتثبت له ولها النبوة والصديقية، فكان في مسيح الهدى من الآيات ما يشاكل حاله ومعناه حكمة من الله، كما جعل في الصورة الظاهرة من مسيح الضلالة وهو الأعور الدجال ما يشاكل حاله ويناسب صورته الباطنة على نحو ما شرحنا وبيّنا في إملاء أمليناه على هذه النكتة في غير هذا الكتاب، والحمد لله."

(الروض الانف ج:۲ ص:۲۸۰)

ترجمہ:... "اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فریقین کے مقابلے میں وہ دلائل عطا فرمائے جو دونوں فریقوں کے قول کی تردید کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں دلائل حدوث کا پایا جانا ان کے بندہ ہونے کو ثابت کرتا ہے، اور ان سے الوہیت کی نفی کرتا ہے، اور ان کے خصوصی معجزات ان کی والدہ سے یہود کی بدگمانی کو دفع کرتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نبوت اور ان کی والدہ کے لئے صدیقیت کا اثبات کرتے ہیں۔ پس مسیح ہدایت (عیسیٰ علیہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے دیوانگی سے شفایاب ہوگئی تھی، یہ دونوں آئیں اور صلیب کی لکڑی کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں، اور ان کی والدہ ماجدہ کو بے حد غم لاحق ہوا جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، آپ ان دونوں کے پاس آسمان سے اترے اور فرمایا: تم کس چیز پر رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: آپ پر! آپ نے فرمایا: مجھے قتل نہیں کیا گیا، نہ سولی دیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اٹھالیا ہے، اور مجھے عزت وکرامت عطا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے میرے معاملے میں ان پر اشتباہ ڈال دیا۔ تم دونوں حواریوں کو میرا پیغام پہنچادو کہ فلاں جگہ مجھے رات کے وقت ملیں، چنانچہ حواری اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی وجہ سے پہاڑ نور سے جگمگا رہا ہے، پھر آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو آپ کے دین کی اور اللہ کی عبادت کی دعوت دیں، پس آپ نے ان کو ان اقوام کی طرف بھیجا جن کا تذکرہ ابن اسحاق وغیرہ نے کیا ہے، پھر آپ کو فرشتوں کا لباس پہنایا گیا اور آپ فرشتوں کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے، پس آپ فرشتہ انسانی، ارضی وسماوی بن گئے۔"

امام ابن الجوزیؒ:

امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ القرشی، التیمی، البکری، البغدادی، الحنبلی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ - ۵۹۷ھ) کے حوالے سے صاحب مشکوٰۃ نے یہ حدیث نقل کی ہے:

"عن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت

فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ، فَأَقُوْمُ أَنَا وَعِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مِنْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ أَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۸۰، وفاء الوفاء ج:۳ ص:۵۵۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے زمین کی طرف) اُتریں گے، پس نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، پس ۴۵ برس زمین میں رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، پھر میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوں گے، پس میں اور عیسیٰ بن مریم، ابوبکر و عمر کے درمیان ایک ہی مقبرے سے اُٹھیں گے۔"

ساتویں صدی

امام فخرالدین رازیؒ:

امام فخرالدین محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے "تفسیرِ کبیر" میں کئی جگہ یہ عقیدہ درج فرمایا ہے۔

سورۂ آلِ عمران کی آیت: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کے تحت لکھتے ہیں:

"فقد ثبت الدلیل أنہ حیّ، وورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ سینزل ویقتل الدجال، ثم إنہ تعالٰی یتوفاہ بعد ذٰلک۔" (ج:۲ ص:۱۹۰)

ترجمہ: "اور یہ قطعی دلیل سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ (قربِ قیامت میں) نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو وفات دیں گے۔"

اسی کے ذیل میں مزید لکھتے ہیں:

"والوجہ السادس: أنّ التوفّی أخذ الشیء وافیًا، ولما علم الله أنّ من الناس من یخطر بباله أنّ الذی رفعہ الله ہو روحہ لا جسدہ، ذکر ہذا الکلام لیدل أنّہ علیہ السلام رفع بتمامہ إلی السماء بروحہ وجسدہ۔"

ترجمہ... "چھٹی وجہ یہ کہ "توفّی" کے معنی ہیں پورا پورا لینا، چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہے کہ بعض لوگوں کے دل میں وسوسہ پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو اللہ تعالیٰ نے اُٹھایا ہوگا، جسم کو نہیں، اس لئے یہ کلام ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہوسکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح و جسم سمیت آسمان پر صحیح و سالم اُٹھالئے گئے ہیں۔"

سورۂ نساء کی آیت: "وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"المسألۃ الثانیۃ: رفع عیسیٰ علیہ السلام إلی السماء ثابت بہذہ الآیۃ ونظیر ہذہ الآیۃ قولہ فی آل عمران: ﴿إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾۔"

(ج:۳ ص:۴۰۵)

ترجمہ... "دُوسرا مسئلہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اُٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، اور اس آیت کی نظیر سورۂ آلِ عمران میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ"۔

اور اس سے اگلی آیت: "وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ... الخ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"قولہ: ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ أی قبل موت عیسیٰ،

والمراد أن أهل الكتاب الذين يكونون موجودين في زمان نزوله لا بد وأن يؤمنوا به۔" (تفسیر کبیر ج:۳ ص:۱۰۳)

ترجمہ:... "قبل موته سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے جو لوگ آپ کے زمانۂ نزول کے وقت موجود ہوں گے وہ لامحالہ آپ پر ایمان لائیں گے۔"

سورۂ مائدہ کی آیت:۱۱۷ کے ذیل میں "فلما توفيتني" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والمراد منه وفاة الرفع إلى السماء۔"

(تفسیر کبیر ج:۳ ص:۱۰۷)

ترجمہ:... "یہاں "توفی" سے مراد ہے آسمان پر اٹھایا جانا۔"

سورۂ زخرف کی آیت:۶۱ "وإنه لعلم للساعة" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وإن عيسى لعلم للساعة أي شرط من أشراطها تعلم به ... الخ۔" (تفسیر کبیر ج:۷ ص:۳۵۴)

ترجمہ:... "اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں، یعنی (ان کا نزول) علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ہے، جس سے (قربِ) قیامت کا علم ہوگا۔"

امام ابوالبقاءؒ:

الشیخ الامام ابوالبقاء عبداللہ بن حسین بن عبداللہ العکبری رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) "املاء ما من به الرحمٰن" (جو "اعرابُ القرآن" کے نام سے معروف ہے) میں آیت: "إني متوفيك ورافعك إلي" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"والتقدير رافعك إلي ومتوفيك لأنه رفع إلى السماء ثم يتوفى بعد ذلك۔" (ج:۱ ص:۱۳۷)

ترجمہ: ”اے عیسیٰ! میں ہی ہوں جو تجھے اپنی طرف اٹھانے والا اور بعد میں وفات دینے والا ہوں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے پھر اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔“

شیخ یاقوت حموی:

لغت و عربیت کے امام شیخ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی رحمہ اللہ (۵۷۴ھ-۶۲۶ھ) ”معجم البلدان“ میں لکھتے ہیں:

”لُدّ: قریة قرب بیت المقدس من نواحی فلسطین بیابها یدرک عیسیٰ ابن مریم الدجال فیقتله۔“ (ج:۵ ص:۱۵)

ترجمہ: ”لُدّ: نواحی فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کرتے ہوئے اسے لُدّ کے دروازے پر جالیں گے اور وہاں اسے قتل کریں گے۔“

شیخ ابن عربی:

رئیس المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی الطائی المغربی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۸ھ) نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی جابجا تصریحات فرمائی ہیں۔

”فتوحات مکیہ“ باب ۳۶۷ میں حدیث معراج کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”فلما دخل اذا بعیسیٰ علیه السلام بجسده وعینه، فانه لم یمت الی الآن، بل رفعه الله الی هذه السماء واسکنه بها۔“ (الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۳۴)

ترجمہ: ”پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آسمان

میں داخل ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہٖ اسی جسم کے ساتھ دیکھا کیونکہ وہ اب تک مرے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان پر اٹھالیا، اور اس آسمان میں ان کو ٹھہرایا۔"

اور "فتوحاتِ مکیہ" کے باب ۷۳ میں لکھتے ہیں:

"فانہ لا خلاف ان عیسیٰ علیہ السلام نبی ورسول وانہ لا خلاف انہ ینزل فی آخر الزمان حکمًا مقسطًا عدلًا بشرعنا۔" (فتوحات مکیہ ج:۲ ص:۳)

ترجمہ:... "بے شک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی و رسول ہیں، اور یقینا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانے میں حاکم منصف بن کر نازل ہوں گے، اور ہماری شریعت کے مطابق عدل کی حکومت کریں گے۔"

پھر باب ۳۵۳ میں لکھتے ہیں:

"وقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیہ السلام وکان ممن أوحی الیہ قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اذا نزل فی آخر الزمان لا یؤمنا الا بنا أی بشریعتنا وسنتنا مع انہ لہ الکشف التام اذا نزل زیادۃ علی الالہام الذی یکون لہ کما لخواص ھذہ الأمۃ۔"

(یواقیت ج:۳ ص:۸۳)

ترجمہ:... "اور صحیح حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جن کی طرف ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل وحی نازل ہوئی تھی، آتا ہے کہ جب وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو وہ صرف ہماری شریعت وسنت کی پیروی کریں گے، باوجودیکہ جب وہ نازل ہوں گے تو ان کو الہام سے بڑھ کر کشف تام ہوگا۔"

اور شیخ اکبر کی طرف منسوب "تفسیر ابن عربی" میں سورۂ آل عمران کی آیت "إِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ إِلَیَّ" کی تفسیر میں ہے:

● "﴿إِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ﴾ أی قابضک إلیّ من بینہم ﴿وَرَافِعُکَ إِلَیَّ﴾ أی إلی سماء الروح فی جواری۔"

(ج:۱ ص:۱۱۳)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تجھے یہود کے درمیان سے اپنے قبضے میں لے کر روح کے آسمان کی طرف اپنے جوار میں اُٹھانے والا ہوں۔"

آگے لکھتے ہیں کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی شبیہ اس پر ڈال دی، انہوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر قتل کردیا اور صلیب دی۔

"ورفع الله عیسیٰ إلی السماء الرابعة۔"

(ج:۱ ص:۱۱۵)

ترجمہ:... "اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اُٹھالیا۔"

اسی تفسیر میں سورۂ نساء کی آیت: "وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ ... الخ" کے ذیل میں لکھا ہے:

"رفع عیسی علیه السلام اتصال روحه عند المفارقة عن العالم السفلی بالعالم العلوی ..... ولما كان مرجعه إلى مقره الأصلي ولم يصل إلى الكمال الحقيقي وجب نزوله في آخر الزمان بتعلقه ببدن آخر. وحينئذ يعرفه كل أحد فيؤمن به أهل الكتاب أى أهل العلم العارفين بالمبدأ والمعاد كلهم عن آخرهم قبل موت عيسى بالفناء في الله۔"

(ج:۱ ص:۱۹۵)

"أی إنی متوفی نفسک إذا نزلت إلی الأرض فی آخر الزمان، ورافعک إلی سمائی ... إلخ"

(ص:۴۲۸)

ترجمہ:... "یعنی میں تیری جان قبض کروں گا جب تو آخری زمانے میں زمین پر نازل ہوگا، اور اب تجھ کو اپنے آسمان کی طرف اٹھالوں گا۔"

اور سورۂ نساء کی آیت: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"أی بل رفعه الله إلی سمائه۔" (ص:۳۹۶)

ترجمہ:... "یعنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔"

اس سے اگلی آیت: "وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ ... الخ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"أی وما أحد من أهل الکتاب إلا لیؤمنن بعبودیته قبل موت المسیح أو قبل موت الکتابی۔"

(ص:۳۹۶)

ترجمہ:... "یعنی اہل کتاب میں کوئی فرد نہیں مگر وہ ایمان لائے گا اس کے بندہ ہونے پر مسیح کی موت یا کتابی کی موت سے پہلے۔"

اور سورۂ زخرف کی آیت: "وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"أی وإن نزوله فی آخر الزمان لموجب علم لدنو الساعة أو لاقتراب الساعة۔" (ص:۴۰۳)

ترجمہ:... "یعنی آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قربِ قیامت کا پتہ دے گا۔"

حافظ زین الدین رازی حنفیؒ:

الامام الحافظ زین الدین محمد بن ابی بکر الرازی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۹ھ) اپنی

کتاب "مسائل الرازی واجوبتها" میں... جو قرآن کریم کی آیات سے متعلق قریباً بارہ سوال و جواب پر مشتمل ہے... لکھتے ہیں:

"فإن قيل: كيف قال: ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ والله تعالى رفعه ولم يتوفه، قلت: لما هدده اليهود بالقتل بشره الله تعالى بأنه إنما يقبض روحه بالوفاة لا بالقتل، والواو لا تفيد الترتيب، فلا يلزم من الآية موته قبل رفعه

الثاني: أنه فيه تقديما وتأخيرا، أي إني رافعك ومتوفيك، والثالث: أن معناه قابضك من الأرض تامًا وافيًا في أعضائك وجسدك لم ينالوا منك شيئا." (ص:۳۳)

ترجمہ: "اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمایا: "إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا تو لیا ہے مگر وفات نہیں دی۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جب یہود نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ وہ آپ کی روح بذریعہ طبعی موت کے قبض کرے گا، قتل کے ساتھ نہیں۔ اور واؤ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی۔ اس لئے آیت سے ان کا رفع سے پہلے مرنا لازم نہیں آتا۔ دوم یہ کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے، یعنی فی الحال تجھے اُٹھانے والا ہوں اور پھر (آخری زمانے میں) وفات دینے والا ہوں۔ سوم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے زمین سے اعضا و جسم سمیت پورا پورا قبض کرنے والا ہوں، یہودی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

اور سورۂ احزاب کی آیت: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

...النبیین" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"فإن قلت: کیف قال تعالٰی: وخاتم النبیین وعیسٰی علیہ السلام بعدہ وھو نبیّ.

قلنا: معنی کونہ خاتم النبیین أنہ لا یتنبأ أحد بعدہ، وعیسٰی ممن نبّیٔ قبلہ، وحین ینزل ینزل عاملًا بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصلیًا إلی قبلتہ کأنہ بعض أمتہ." (ص:۳۸۲)

ترجمہ:... "اگر کہا جائے کہ حق تعالیٰ نے "وخاتم النبیین" کیسے فرمایا، حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہوں گے اور وہ نبی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں ملے گی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ سے پہلے نبوت مل چکی ہے، اور وہ جب نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔"

امام قرطبیؒ:

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) اپنی مشہور تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھتے ہیں:

"والصحیح أن اللہ تعالٰی رفعہ إلی السماء من غیر وفاۃ ولا نوم، کما قال الحسن وزید، وھو اختیار الطبری، وھو الصحیح عن ابن عباس وقالہ الضحاک." (ج:۴ ص:۱۰۰)

ترجمہ… ''اور یہی حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر وفات اور بغیر نیند کے آسمان کی طرف اٹھا لیا جیسا کہ امام حسن بصری اور ابن زید نے فرمایا ہے، اور طبری نے اس کو اختیار کیا ہے، اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہوا ہے، اور یہی امام ضحاکؒ نے کہا ہے۔''

۲:… آیت کریمہ: ''وانہ لعلم للساعۃ'' کے ذیل میں ارشادات نبویہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''قال علماؤنا رحمۃ اللہ علیہم: فھذا نص علی انہ ینزل مجددا لدین النبی صلی اللہ علیہ وسلم للذی درس منہ لا بشرع مبتدأ، والتکلیف باق علی ما بیناہ ھنا وفی کتاب التذکرۃ۔'' (ج:۱۶، ص:۱۰۷)

ترجمہ… ''ہمارے علماء (مالکیہ) رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ ارشادات اس بارے میں نص ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مجدد کی حیثیت سے نازل ہوں گے، دین کی جو باتیں مٹ گئی ہوں گی ان کو زندہ فرمائیں گے، نئی الگ شریعت نہیں لائیں گے، لوگ اس وقت بھی دین محمدی کے مکلف ہوں گے جیسا کہ ہم نے یہاں اور کتاب التذکرۃ میں بیان کیا ہے۔''

امام نوویؒ شارح مسلم:

امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ (۶۳۱ھ-۶۷۶ھ) نے متعدد جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تصریح فرمائی ہے۔

شرح مسلم ''کتاب الایمان'' ''باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔ الخ'' میں ''ویضع الجزیۃ'' کے تحت لکھتے ہیں:

اس وقت جزیہ قبول نہ فرمانا یہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"وأما قوله صلی اللہ علیہ وسلم: "ویفیض المال" فهو بفتح الیاء، ومعناه یکثر۔ وتنزل البرکات وتکثر الخیرات بسبب العدل وعدم التظالم، وتقیء الأرض أفلاذ کبدها، کما جاء في الحدیث الآخر وتقل أیضًا الرغبات لقصر الآمال وعلمهم بقرب القیامة، فإن عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علَمٌ من أعلام الساعة، واللہ أعلم۔" (ج:۱ ص:۸۷)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس وقت (عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں) مال بہ پڑے گا، اس کے معنی یہ ہیں کہ عدل و انصاف اور رفعِ مظالم کی وجہ سے مال کی بہتات ہوگی، برکتیں نازل ہوں گی، خیرات کی کثرت ہوگی، زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اُگل دے گی، جیسا کہ دُوسری حدیث میں آیا ہے۔ نیز لمبی لمبی اُمیدوں کے ختم ہوجانے اور قربِ قیامت کا علم ہوجانے کے سبب مال سے لوگوں کی رغبتیں کم ہوجائیں گی، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔"

اور "باب ذکر الدجال" میں لکھتے ہیں:

"قوله صلی اللہ علیہ وسلم: "فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم" أي ینزل من السماء، حاکمًا بشرعنا، وقد سبق بیان هذا في کتاب الإیمان۔

قال القاضي رحمه اللہ تعالیٰ: نزول عیسیٰ

علیہ السلام وقتلہ الدّجّال حقٌّ وصحیحٌ عند أهل السُّنّة للأحادیث الصحیحة فی ذلک، ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطله فوجب إثباته۔" (ج:۳ ص:۳۰۲)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ: "اللہ تعالیٰ (قتلِ دجال کے لئے) عیسیٰ بن مریم کو بھیجیں گے" یعنی وہ آسمان سے نازل ہوں گے، ہماری شریعت کے ساتھ حاکم بن کر، اور اس کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہلِ سنت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا حق اور صحیح ہے، بوجہ ان احادیثِ صحیحہ کے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں، اور اس کے خلاف کوئی عقلی یا شرعی دلیل نہیں جو اس کا توڑ کرے، اس لئے اس کا اقرار واجب ہے۔"

اور امام نوویؒ "تہذیب الاسماء والصفات" میں فرماتے ہیں:

"وثبت فی الصحیحین: أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ینزل عیسی ابن مریم من السماء ویقتل الدجّال بباب لُدّ، وأحادیثه فی قصة الدجّال مشهورة فی الصحیح۔ وینزل عیسی حکمًا عدلًا کما سبق فی الحدیث الصحیح لا رسولًا، وأنه یصلی وراء الإمام منّا تکرمة من الله تعالی لهذه الأمّة وجاء أنه یتزوج بعد نزوله ویولد له ویدفن عند النبی صلی الله علیه وسلم۔" (ج:۲ ص:۷۶)

ترجمہ:... "اور صحیحین میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور بابِ لُد پر دجال کو قتل کریں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

احادیث متواترہ میں نزول مسیح مشہور ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، جیسا کہ حدیث میں پیچھے گزر چکا ہے، اس اُمت کے رسول کی حیثیت سے نہیں آئیں گے، اور وہ امامِ وقت کے پیچھے نماز پڑھیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کا اعزاز ہے۔ اور یوں آتا ہے کہ وہ نزول کے بعد شادی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں گے۔"

قاضی بیضاویؒ:

شیخ الاسلام ناصرالدین ابوسعید عبداللہ بن عمر القاضی البیضاوی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر "انوار التنزیل واسرار التأویل" میں، جو تفسیر بیضاوی کے نام سے متداول ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آخری زمانے میں نزول کی تصریحات متعدد جگہ فرماتے ہیں۔

سورۂ آل عمران کی آیت کریمہ "ومکروا ومکر اللّٰہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿ومکر اللّٰہ﴾ حین رفع عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام والقی شبھہ علی من قصد اغتیالہ حتی قتل۔"

(ج:۱ ص:۵۰۵)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے (یہود کے مقابلے میں) تدبیر کی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھالیا اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا یہاں تک کہ وہ قتل ہوگیا۔"

اور سورۂ نساء کی آیت: "وان من اھل الکتٰب ... الخ" کے تحت لکھتے ہیں:

"وقیل: الضمیران لعیسیٰ علیہ افضل الصلاۃ والسلام، والمعنی انہ اذا نزل من السماء آمن بہ اھل

الملل جميعًا.

روی: "أنّه عليه الصلاة والسلام ينزل من السماء حين يخرج الدّجّال فيهلكه ولا يبقى أحدٌ من أهل الكتاب إلّا ليؤمننّ به حتّٰى تكون الملّة واحدة وهي ملّة الإسلام وتقع الأمنة حتّٰى ترتع الأسود مع الإبل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبيان بالحيّات ويلبث في الأرض أربعين سنة ثم يتوفّى ويصلّي عليه المسلمون." (مجموعة أنوار التنزيل وأسرار التأويل لباب التأويل في معاني التنزيل ج:۱ ص:۴۰۳)

ترجمہ:... "اور کہا گیا ہے کہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو سب اہل ملل ان پر ایمان لے آئیں گے۔ روایت ہے کہ آپ آسمان سے اس وقت نازل ہوں گے جب دجال نکلے گا، پس اس کو ہلاک کردیں گے، اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ رہے گا جو ایمان نہ لائے۔ اس وقت صرف ایک ہی دین رہ جائے گا یعنی دین اسلام، اور زمین پر امن و امان کا دور دورہ ہوگا، یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، آپ زمین میں چالیس برس رہیں گے تب آپ کی وفات ہوگی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"

اور سورۂ احزاب کی آیت کریمہ: "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ولا يقدح فيه نزول عيسى عليه السلام بعده

لانه اذا نزل كان على دينه مع ان المراد انه آخر من نبئ۔“ (ج:۳ ص:۱۲۳)

ترجمہ: ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ ازیں آیت کا مدعا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شخص ہیں جن کو نبوت عطا کی گئی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی تھی۔“

اور سورۂ زخرف کی آیت: ”وانه لعلم للساعة“ کے تحت لکھتے ہیں:

”﴿وانه﴾ وان عيسى ﴿لعلم للساعة﴾ لان حدوثه او نزوله من اشراط الساعة يعلم به دنوها. وفي الحديث: ”ينزل عيسى على ثنية من الارض المقدسة يقال لها افيق وبيده حربة بها يقتل الدجال فيأتي بيت المقدس والناس في صلاة الصبح“ الخ۔“

(ج:۴ ص:۱۳۴)

ترجمہ: ”اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نشانی ہیں قیامت کی، کیونکہ ان کا وجود یا ان کا نزول علامات قیامت میں سے ہے، جس سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا۔ اور حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ارض مقدسہ کی ایک گھاٹی پر، جس کو ”افیق“ کہا جاتا ہے، نازل ہوں گے، ان کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا، جس سے وہ دجال کو قتل کریں گے، پھر وہ بیت المقدس میں اس وقت تشریف لائیں گے جبکہ لوگ نماز فجر میں کھڑے ہوں گے۔“

حافظ ابن ابی جمرہؒ

امام حافظ عارف و محدث ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ الازدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۹ھ) اپنی کتاب "بہجۃ النفوس" میں حدیث معراج کے ذیل میں انبیائے کرام علیہم السلام کے درجات و مراتب پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے آسمان میں ہونے کی وجہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"وأما عیسیٰ علیہ السلام فإنما کان فی السماء الثانیة لأنه أقرب الأنبیاء إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا انسخت شریعة عیسی علیہ السلام إلا بشریعة محمد علیہ السلام ولأنه ینزل فی آخر الزمان لأمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشریعته ویحکم بها ولهذا قال علیه السلام: "أنا أولی الناس بعیسی" فکان فی السماء الثانیة لأجل هذا المعنی۔"

(بہجۃ النفوس ج:۳ ص:۱۹۵)

ترجمہ:... "اور عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر اس لئے ہیں کہ وہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے منسوخ ہوئی، اور اس لئے کہ وہ آخر زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر نازل ہوں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "میں سب لوگوں سے عیسیٰ سے قریب تر ہوں" اس لئے وہ دوسرے آسمان میں ہیں۔"

"حدیث سؤال القبر وفتنتہ" کے تحت دجال کی عدم توبہ کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ثم بعد ذلک ینزل عیسیٰ علیہ السلام فیقتلہ بحربتہ حتی یری دمہ فی الحربۃ فلو کان إلٰہا لدفع النقص والہلاک عن نفسہ." (بہجۃ النفوس ج:۱ ص:۱۴۳)

ترجمہ: "پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پس دجال کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے، یہاں تک کہ دجال کا خون آپ کے نیزے کو لگا ہوا نظر آئے گا، پس اگر وہ معبود ہوتا تو نقص اور ہلاکت کو اپنی ذات سے دفع کرتا۔"

"حدیث النہی عن اتباع الفرق الضالۃ والمحافظۃ علی الدین" کے تحت لکھتے ہیں:

"وقولہ علیہ السلام فی نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام: "وامامکم منکم" أی انہ یکون علی طریق ہدیی متبع للکتاب والسنۃ." (بہجۃ النفوس ج:۴ ص:۲۶۵ مطبعۃ التصدیق الخیریۃ بجوار الازہر بمصر ۱۳۵۳ھ)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ارشاد ہے کہ: "امام تمہارے اندر سے ہوگا تم میں شامل ہوکر" یعنی وہ میرے طریقے پر ہوں گے اور کتاب وسنت کی پیروی کریں گے۔"

امام ابن النجارؒ:

امام حافظ محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود المعروف بابن النجار البغدادی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) کے حوالے سے علامہ سمہودی "وفاء الوفاء" میں لکھتے ہیں:

"وقال ابن النجار: قال أهل السير: وفي البيت موضع قبر في السهوة الشرقية، قال سعيد المسيب: فيه يدفن عيسى ابن مريم." (ج:۲ ص:۵۵۸)

ترجمہ:... "امام ابن نجار فرماتے ہیں کہ: اہلِ سیر نے کہا ہے کہ روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ شرقی حصے میں موجود ہے، حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ: اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے۔"

امام ابن الاثیر الجزریؒ:

علامہ عزالدین علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم المعروف بابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (۵۵۵--۶۳۰ھ) "تاریخ الکامل" میں "ذکر رفع المسیح الی السماء" کے عنوان کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں:

"واختلف العلماء في موته قبل رفعه إلى السماء، فقيل: رفع ولم يمت، وقيل: توفاه الله ثلاث ساعات، ثم أحياه ورفعه." (ج:۱ ص:۱۱۰)

ترجمہ:... "اور آسمان پر اُٹھائے جانے سے پہلے ان کی موت میں اختلاف ہے، پس ایک قول یہ ہے کہ بغیر موت کے اُٹھائے گئے، اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین گھڑی ان کو وفات دی پھر زندہ کر کے اُٹھالیا۔"

امام توربشتیؒ:

الامام الحافظ العارف الزاہد المحدث الفقیہ شہاب الدین ابوعبداللہ فضل اللہ ابن الامام تاج الدین ابی سعید الحسن بن حسین بن یوسف التوربشتی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے اپنے رسالے "المعتمد فی المعتقد" کے دُوسرے باب کی

دسویں فصل میں علاماتِ قیامت کا ذکر فرمایا ہے، جس میں ظہورِ مہدی، خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ بن مریم اور خروجِ یاجوج و ماجوج وغیرہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

"واز یں آیات بعضے آنست کہ بنص قرآن ثابت شدہ است، وبعضے دیگر باحادیث کہ بحد تواتر رسیدہ، از ایں وجہ کہ تواتر در جنس آں ثابت است۔" (ص:۱۵۲)

ترجمہ:... "ان علاماتِ قیامت میں سے بعض نصِ قرآن سے ثابت ہیں، اور بعض ایسی احادیث سے، جو تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، بایں طور کہ تواتر کی جنس میں ثابت ہے۔"

اور خروجِ دجال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وبعد از ظہورِ دجال و فساد او در زمین نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام از آسمان۔ و باحادیث درست از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ است کہ عیسیٰ علیہ السلام در وقت اقترابِ ساعت از آسمان فرود آید زندہ، و دجال را بکشد و زمین را از خبث و فساد او و اتباع وے از اہل شرک، خاصہ جہوداں کہ دعویٰ کردہ اند کہ ما عیسیٰ را علیہ السلام بکشتیم و مصلوب کردیم، پاک کند۔" (ص:۱۶۱)

ترجمہ:... "اور دجال کے ظاہر ہونے اور زمین میں اس کے فساد مچانے کے بعد آسمان سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اور صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آسمان سے زندہ نازل ہوں گے، اور دجال کو قتل کریں گے اور زمین کو اس کے خبث و فساد سے اور اس کے متبعین اہلِ شرک خصوصاً یہودیوں کے وجود سے، جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا اور سولی پر

جیسا عام لوگ کریں گے۔"

اس کے بعد شاہ ولی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وحال وصف وے آنچہ بیان فرمود رسول علیہ السلام ظاہر او می نماید اہل قرن ثمانیہ۔ تاکہ حجت بر اہل شرک و طغیان، و زیادہ گردد یقین در دلہائے اہل ایمان۔

و باید اعتقاد داشت کہ عیسیٰ علیہ السلام چوں بمیان ایں امت آید متبع وے در احکام شرع نبی ما باشد علیہ السلام، زیرا کہ چوں حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بخلق فرستادہ بر ہمہ خلائق واجب شد کہ شریعت عیسیٰ علیہ السلام بگذارند و بشریعت حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام انتقال کنند، و ہرآنچہ پیش ازاں بود از شرائع فروگذارند، پس معلوم شد کہ رسالت عیسیٰ علیہ السلام بآمدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحد ختم رسید۔ و بعد ازوے پیغمبر دیگر تا آخر نبود، زیرا کہ حق تعالیٰ وے را خاتم انبیا گفت، و باحادیث درست کہ بحد تواتر رسیدہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درست شد کہ بعد ازیں ہیچ پیغمبر دیگر نخواہد شد۔" (ص:۱۲۲، ۱۲۳)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو حالات بیان فرمائے ہیں وہ اس دور کے لوگوں کو ان کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرائیں گے، جس سے اہل شرک وطغیان پر حجت قائم ہوگی اور اہل ایمان کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوگا، اور مسلمانوں کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں تشریف لائیں گے تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کی طرح احکام شریعت کی پیروی کریں گے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی

طرف رسول بنا کر بھیج دیا تو تمام مخلوق پر واجب ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو چھوڑ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف منتقل ہوجائیں اور گزشتہ شریعتوں کو ترک کردیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دورِ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اپنی آخری حد کو پہنچ گیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا، کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء فرمایا ہے، اور متواتر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور ان کے شیخؒ:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۳ھ) نے اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ (متوفی ۶۱۷ھ) کے ملفوظات کا مجموعہ ”انیس الارواح“ کے نام سے مرتب فرمایا تھا، اس کی مجلس سوم میں شیخ کا ارشاد نقل کیا ہے:

”بعد ازاں فرمود کہ چوں شہرہا ہمہ از بے سرامر خراب شود محمد بن عبداللہ بیروں آید، از شرق تا غرب عدل وے گیرد، و عیسیٰ علیہ السلام از آسمان فرود آید۔“

(انیس الارواح ص:۸، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۲ھ)

ترجمہ: ”اس کے بعد فرمایا کہ: جب سارے شہر اس (فتنہ و فساد اور کثرتِ معاصی) سے یکسر ویران ہوجائیں گے تو حضرت امام مہدی محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا اور ان کا عدل مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔“

زین ابن المنیرؒ

زین الدین علی بن محمد بن منصور الاسکندری رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۵ھ) شرح البخاری، حدیث معراج پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے دوسرے آسمان پر ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (جیسا کہ شرح مواہب میں ان سے نقل کیا ہے):

"وأدق من هذا قول ابن المنير: السر في ذلك أن عيسى لم يسقه بعد موته لرفعه حيًا صيانة له وذخيرة إلى وقت عوده إلى الأرض فإنما بشرع المصطفى، غير مجدد شرعًا، فهو في حكم الأحياء، ومقامه في السماء ليس على معنى السكنى الدائمة، بخلاف غيره من الأنبياء، ويحيى هو مقيم في السماء أسوة غيره من الأنبياء، واختص مقامه عند عيسى لأنهما ابنا الخالة، وكانا لدتين، وكانت أم يحيى تقول لأم عيسى وهما حاملتان: إني أجد ما في بطني يسجد لما في بطنك أي سجود تحية، فكان بينهما اتحاد منذ كانا، فلما عرض لعيسى الصعود إلى السماء جعل عند يحيى." (زرقانی شرح المواہب ج:۶ ص:۱۱۰)

ترجمہ: ''اس سے زیادہ دقیق قول ابن المنیرؒ کا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس دوسرے آسمان میں رہنے کی حکمت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ان کی موت کے بعد نہیں ہوئی، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں، جس سے مقصود ایک تو ان کو دشمنوں کے شر سے بچانا تھا، دوسرے زمین پر

ان کی دوبارہ آمد کی قسمت ان کو نہیں دی گئی تھی، جب وہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو قائم کریں گے کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے، جیسا کہ وہ قرآن سے سمجھتے ہیں، اور آسمان پر ان کا ٹھہرنا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح بطور دائمی رہائش کے نہیں، دوسرے آسمان پر دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح دراصل حضرت یحییٰ علیہ السلام کی رہائش ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کا ٹھہرنا اس واسطے تجویز کیا گیا کہ یہ دونوں خالہ زاد ہیں، اور دونوں ہم عمر ہیں، ان دونوں کی مائیں جب ان کے ساتھ حاملہ تھیں تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مطہرہ سے کہا کرتی تھیں کہ میرے پیٹ کا بچہ آپ کے پیٹ کے بچے کو بطور سلام سجدہ کرتا ہے، پس ان دونوں بچوں کے درمیان بچپن سے اتحاد چلا آتا ہے، پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کا واقعہ پیش آیا تو ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس ٹھہرا دیا گیا۔"

آٹھویں صدی

امام ابوالبرکات نسفیؒ:

امام حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) نے تفسیر ''مدارک التنزیل'' میں متعدد جگہ اس عقیدے کی صراحت فرمائی ہے، آیت کریمہ: ''ومکروا ومکر اللہ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''ومکر اللہ ای جازاھم علی مکرھم، بان رفع عیسی الی السماء والقی شبھہ علی من اراد اغتیالہ۔''

ترجمہ: ... "حق تعالیٰ نے ان کی خفیہ تدبیر کا توڑ یوں کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔"

اور آیت کریمہ: "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم" کے تحت لکھتے ہیں:

"فاجتمعت الیہود علی قتلہ، فأخبرہ اللہ بأنہ یرفعہ الی السماء ویطہرہ من صحبۃ الیہود۔"

ترجمہ: ... "پس یہود آپ کے قتل پر متفق ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آسمان کی طرف اٹھاکر یہود کی صحبت سے پاک کردیں گے۔"

اور آیت کریمہ: "وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"والضمیران لعیسیٰ یعنی وان منہم أحد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ، وہم أہل الکتاب یکونون فی زمان نزولہ، روی: أنہ ینزل من السماء فی آخر الزمان، فلا یبقی أحد من أہل الکتاب الا یؤمن بہ حتی تکون الملۃ واحدۃ وہی ملۃ الاسلام۔"

ترجمہ: ... "بہ" اور "موتہ" کی دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں، یعنی اہل کتاب میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے، اور یہ وہ اہل کتاب ہیں جو آپ کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ مروی ہے کہ آپ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، پس اہل کتاب میں ایک شخص بھی نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لے آئے، یہاں تک کہ ایک ہی دین رہ جائے

گا اور وہ بے دینِ اسلام۔"

اور آیتِ کریمہ: "ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے تحت لکھتے ہیں:

"اِی آخرھم یعنی لا ینبأ احد بعدہ، وعیسٰی علیہ السلام ممن نبیّ قبلہ، وحین ینزل ینزل عاملًا علٰی شریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کأنہ بعض اُمتہ۔"

ترجمہ:... "خاتم النبیین سے مراد ہے آخری نبی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور جب وہ نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے، گویا وہ آپ کی اُمت کے ایک فرد ہوتے ہیں۔"

اور آیتِ کریمہ: "وانہ لعلم للساعۃ" کے تحت لکھتے ہیں:

"وان عیسٰی یعلم بہ مجیء الساعۃ، وقرأ ابن عباس: لَعَلَمٌ للساعۃ، وھو العلامۃ ای وان نزولہ لعلم للساعۃ۔"

ترجمہ:... "(آیت کا مطلب یہ ہے کہ) عیسیٰ علیہ السلام (کی تشریف آوری) سے قیامت کے آنے کا علم ہوگا، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت میں علم (بفتح لام) ہے اور علم علامت کو کہتے ہیں، یعنی یا شبہ آپ کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔"

اور "کشف الاسرار شرح منار" میں تواتر کی بحث میں لکھتے ہیں:

"فعلم انہ کما لا یتحقق النقل المتواتر فی قتلہ لا یتحقق فی صلبہ، ولان النقل المتواتر بینھم فی قتل رجل علموہ عیسٰی وصلبہ، وھذا النقل یوجب علم الیقین فیما نقلوہ، ولٰکن لم یکن ذٰلک الرجل عیسٰی وانما کان

مشبّہًا بہ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ﴾.

وروی أن الیہود لما ہجموا علیہ قال عیسیٰ علیہ السلام لأصحابہ: من یرید أن یلقی اللہ علیہ شبہی فیقتل ولہ الجنۃ، فألقی اللہ تعالیٰ شبہ عیسیٰ علیہ السلام علیہ فقتل، ورفع عیسیٰ علیہ السلام إلی السماء ولم یمت۔" (کشف الاسرار ج:۳ ص:۲۷)

ترجمہ: "پس معلوم ہوا کہ نقلِ متواتر جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل میں محقق نہیں، اسی طرح آپ کے سولی دیئے جانے کے بارے میں بھی محقق نہیں۔ نیز یہ کہ ان کے درمیان جو نقل متواتر تھی، وہ یہ تھی کہ ایک شخص جس کو وہ عیسیٰ سمجھتے تھے قتل ہوا اور سولی دیا گیا، یہ نقلِ متواتر اتنی بات کا یقین فائدہ دیتی ہے، لیکن واقع میں یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، بلکہ ان کے مشابہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے۔"

مروی ہے کہ جب یہود نے ہجوم کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ تم میں سے کون اس کے لئے تیار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دیں، پس وہ میری جگہ قتل ہوجائے اور اس کے لئے جنت ہو۔ ایک شخص اس پر راضی ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی شباہت اس پر ڈال دی، وہ قتل کیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھالیا اور وہ مرے نہیں۔"

امام ابنِ قدامہ المقدسیؒ:

الامام العلامہ شرف الدین ابوالعباس احمد بن الحسن بن عبداللہ بن محمد قدامہ

المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (۹۴۳ھ-۱۰۳۳ھ) اپنی کتاب "تحقیق البرہان فی رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی الجان" میں لکھتے ہیں:

"هذا مع إخبار النبي صلى الله عليه وسلم بنزول عيسى على المنارة البيضاء شرقي دمشق، وانه يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويقتل الدجال بباب لُدّ، فشرع محمد صلى الله عليه وسلم لا ينسخ بل هو باقٍ ومستمر، وعيسى عليه السلام يكون حاكماً بالشريعة المحمدية عند نزوله." (بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ج:۳ ص:۸۰)

ترجمہ:... "اور یہ اس کے باوجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید شرقی منارہ پر اتریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ نہیں ہوگی، بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام بوقتِ نزول شریعتِ محمدیہ... علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام... کے ساتھ حکم کریں گے۔"

شیخ عبدالعزیز بخاریؒ:

شیخ علاء الدین عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) "کشف الاسرار شرح اصول بزدوی" میں لکھتے ہیں:

"ان التواتر في قتل رجل ظنوه عيسى وصلبه قد وجد ولكن ذلك الرجل لم يكن عيسى، وانما كان مشبهاً به كما بين الله تعالى بقوله: ﴿ولٰكن شُبّه لهم﴾، وقد جاء في الخبر ان عيسى عليه السلام قال لمن كان معه: من يريد منكم ان يلقي الله شبهي عليه فيقتل وله الجنة، فقال رجل: أنا! فالقى الله تعالى شبه

عیسی علیہ السلام، فقتل الرجل ورفع عیسی علیہ السلام الی السماء۔" (مختصر الاسرائیلیات ج:۲ ص:۳۲۲)

ترجمہ:... "یہود کا تو اتر اس شخص کے قتل و صلب میں، جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا، بلا شبہ موجود ہے، لیکن یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، بلکہ آپ کا ہم شکل بنادیا گیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں فرمایا ہے: "ولیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے" روایت میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ: تم میں سے کون اس بات کے لئے تیار ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل ہوجائے اور اس کے لئے جنت ہو؟ ایک شخص نے کہا: میں حاضر ہوں! پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی، وہ شخص قتل ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے۔"

علامہ خازنؒ:

شیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی الشافعی رحمہ اللہ معروف بہ "خازن" (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر "لباب معانی التنزیل" میں... جو تفسیر خازن کے نام سے مشہور ہے... آیت کریمہ: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ ... الخ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"وقد ثبت فی الحدیث أن عیسیٰ سینزل ویقتل الدجال۔" (ج:۱ ص:۲۵۵)

ترجمہ:... "اور حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔"

اور سورۂ نساء کی آیت: "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”فأخذ ذلک الرجل وقتل وصلب، ورفع الله
عز وجل إلی السماء“ ([illegible])

ترجمہ:... ”وہ شخص جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی
گئی تھی پکڑا گیا اور قتل کیا گیا اور سولی پر لٹکایا گیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھالیا۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ کی
تفسیر میں فرماتے ہیں:

”وذهب جماعة من أهل التفسير إلى أن
الضمير يرجع إلى عيسى عليه السلام، وهو رواية عن
ابن عباس رضي الله عنهما أيضًا، والمعنى: وما من أحد
من أهل الكتاب إلا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى،
وذلك عند نزوله من السماء في آخر الزمان، فلا يبقى
أحد من أهل الكتاب إلا آمن بعيسى حتى تكون الملة
واحدة، وهي ملة الإسلام.

قال عطاء: إذا نزل عيسى إلى الأرض لا يبقى
يهودي ولا نصراني ولا أحد يعبد غير الله إلا آمن
بعيسى، وأنه عبدالله وكلمته. ويدل على صحة القول ما
روي عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم .....“

ترجمہ:... ”اور اہلِ تفسیر کی ایک جماعت اس طرف گئی
ہے کہ ”قبل موتہ“ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے، اور یہ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ آیت کا مطلب
یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ایک فرد بھی نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام
کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے، اور یہ واقعہ آخری زمانے

میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت ہوگا۔ اس وقت جس قدر اہلِ کتاب ہوں گے وہ سب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملت رہ جائے گی اور وہ ملتِ اسلام ہوگی۔ اور عطا فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تب کوئی یہودی، کوئی نصرانی اور کوئی غیر اللہ کا پجاری ایسا نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئے، اور یہ کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے کلمۂ کن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس قول کے صحیح ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...۔"

یہاں صحیحین کی دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ففی ھذا الحدیث دلیل علی أن عیسی ینزل فی آخر الزمان فی ھذہ الأمة یحکم بشریعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔" (ج:۲ ص:۲۰۲، ۲۰۳)

ترجمہ:... "پس اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں اس اُمت میں نازل ہوں گے اور شریعتِ محمدیہ ... علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ... کے مطابق حکومت کریں گے۔"

اور سورۂ مائدہ کی آیت: "فلما توفیتنی ... الخ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی فلما رفعتنی الی السماء، فالمراد بہ وفاة الرفع لا الموت۔" (ج:۲ ص:۵۷۲)

ترجمہ:... "یعنی جب آپ نے مجھے آسمان کی طرف اُٹھالیا۔ پس "توفی" سے مراد آسمان پر اُٹھاکر پورا پورا وصول کرنا ہے، موت مراد نہیں۔"

اور سورۂ احزاب کی آیت: "وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" کے تحت لکھتے ہیں:

"فإن قلت: قد صح أن عيسى عليه السلام ينزل في آخر الزمان بعده، وهو نبي. قلت: إن عيسى ممن نبئ قبله وحين ينزل في آخر الزمان ينزل عاملًا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم ومصليًا إلى قبلته كأنه بعض أمته."　　(ج:۵ ص:۲۰۳)

ترجمہ:... "اگر کہو کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوں گے اور وہ نبی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے (اس لئے حصولِ نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہوئے) اور جب وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف منہ کریں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔"

اور سورۂ زخرف کی آیتِ کریمہ: "وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"يعني نزوله من أشراط الساعة يعلم به قربها."　　(ج:۵ ص:۲۳۹)

ترجمہ:... "یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے، جس سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا۔"

حافظ ابن تیمیہؒ:

عیسائیت کے رَدّ میں "الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح" شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے، جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام کے نزول کا عقیدہ بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، یہاں ان کی چند عبارتیں نقل کی جاتی ہیں:

"والمسلمون وأهل الكتاب متفقون على إثبات مسيحين، مسيح هدى من ولد داؤد، ومسيح ضلال، يقول أهل الكتاب: انه من ولد يوسف، ومتفقون على أن مسيح الهدى سوف يأتي كما يأتي مسيح الضلالة، لكن المسلمون والنصارى يقولون: انه ينزل قبل يوم القيامة فيقتل مسيح الضلالة، ويكسر الصليب ويقتل الخنزير، ولا يبقى دينا إلا دين الإسلام، ويؤمن به أهل الكتاب، اليهود، والنصارى، كما قال تعالى: "وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ."

(النساء:۱۵۹)

والقول الصحيح الذي عليه الجمهور قبل موت المسيح وقال تعالى: "وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا." (الزخرف:۶۱) (الجواب الصحيح ج:۱ ص:۳۲۶)

ترجمہ:... "مسلمان اور اہل کتاب دو مسیحوں کے ماننے پر متفق ہیں، ایک "مسیح ہدایت" جو نسل داؤد سے ہوں گے، اور دوسرا "مسیح ضلالت" جس کے بارے میں اہل کتاب کا قول ہے کہ وہ یوسف کی اولاد سے ہوگا۔

مسلمان اور اہل کتاب اس پر بھی متفق ہیں کہ مسیح ہدایت آئندہ آئے گا، جیسا کہ مسیح ضلالت بھی آنے والا ہے، لیکن مسلمان اور نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول بناکر بھیجا، پھر وہ

دوبارہ آئیں گے۔ بعض مسلمانوں کا قول یہ ہے کہ وہ قیامت سے پہلے نازل ہوں گے، نازل ہو کر مسیح ضلالت کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، دین اسلام کے سوا کسی مذہب کو باقی نہیں چھوڑیں گے، اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور نہیں کوئی اہل کتاب میں مگر ایمان لائے گا ان پر ان کی موت سے پہلے۔"

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا) البتہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم لوگ اس میں شک نہ کرو۔"

نصاریٰ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ظاہری شکل میں بشر تھے مگر باطن میں معاذ اللہ... خدا تھے، ان کے ناسوت میں لاہوت جلوہ گر تھا، اور ان کے جسمانی وجود میں خدا حلول کئے ہوئے تھا۔ حافظ ابن تیمیہؒ ان کے اس عقیدہ کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والوجه الثامن: ان هذا أمر لم يدل عليه عقل ولا سمع، ولا نطق نبي من الأنبياء بأن الله يحل في بشر، ولا ادعى صادق قط حلول الرب فيه، وانما يدعي الكذابون كالمسيح الدجال الذي يظهر في آخر الزمان، ويدعي الالهية فينزل الله تبارك وتعالى عيسى ابن مريم مسيح الهدى فيقتل مسيح الهدى، الذي ادعيت فيه الالهية بالباطل، المسيح الدجال الذي ادعى الالهية بالباطل، ويبين ان البشر لا يحل فيه رب العالمين۔" (الجواب الصحیح ج:۲ ص:۱۹۴)

ترجمہ:... "آٹھویں وجہ یہ کہ (ناسوت میں لاہوت کا

حلول کرنا) یہ ایک ایسا امر ہے جس پر نہ عقل دلالت کرتی ہے اور نہ نقل۔ اور انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی نے یہ بات نہیں کہی کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر میں حلول کرتا ہے۔ اور نہ کسی کسی راست باز آدمی نے اپنے اندر رب کے حلول کا دعویٰ کیا، حلول کا دعویٰ صرف جھوٹے کذاب کرتے ہیں، جیسا کہ مسیح دجال جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، اور خدائی کا دعویٰ کرے گا، پس اللہ تبارک وتعالیٰ مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، یعنی مسیح ہدایت... جن پر الوہیت کی جھوٹی تہمت دھری گئی... مسیح دجال کو قتل کریں گے... جس نے جھوٹ موٹ خدائی کا دعویٰ کیا ہوگا... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان فرمائیں گے کہ کسی بشر میں رب العالمین کا حلول نہیں ہو سکتا۔"

"قالوا: وقد جاء في هذا الكتاب الذي جاء به هذا الإنسان يقول: "إنما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه."

وهذا يوافق قولنا: إذ قد شهد أنه إنسان مثلنا بالناسوت الذي أخذ من مريم وكلمة الله وروحه المتحدة فيه، وحاشا أن تكون كلمة الله وروحه الخالقة مثلنا نحن المخلوقين. وأيضًا قال في سورة النساء: "وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم."

فأشار بهذا القول إلى اللاهوت الذي هو كلمة الله التي لم يدخل عليها ألم ولا عرض. وقال أيضًا: "يعيسى إني متوفيك ورافعك إلي ومطهرك من الذين كفروا إلى يوم القيمة." وقال في سورة المائدة

عن عيسى أنه قال: "وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد" فنفي موته عن موت الناسوت الذي أخذ من مريم العذراء.

قال أيضاً في سورة النساء: "وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله إليه". (النساء: ١٥٧، ١٥٨)

فأشار بهذا إلى اللاهوت الذي هو كلمة الله الخالقة، وعلى هذا القياس نقول: ان المسيح صلب وتألم بناسوته، ولم يصلب ولا تألم بلاهوته.

والجواب من وجوه: (فذكر الوجه الأول، ثم قال:) الوجه الثاني: ان يقال ان الله لم يذكر أن المسيح مات ولا قتل، وإنما قال: "يعيسى إني متوفيك ورافعك إلىّ ومطهرك من الذين كفروا" وقال المسيح: "فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد."

وقال تعالى: "فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم بآيات الله وقتلهم الأنبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون إلا قليلا. وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما. وقولهم إنا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله، وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم إلا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً، بل رفعه الله إليه وكان الله عزيزاً حكيماً. وإن من

أهل الكتب إلا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا. فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبت احلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيرا. وأخذهم الربوا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس بالباطل." (النساء:۱۵۵تا۱۶۱)

فذم الله اليهود بأشياء منها: قولهم على مريم بهتانا عظيما" حيث زعموا انها بغي، ومنها قولهم: "إنا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله".

قال تعالى: "وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم" وأضاف هذا القول إليهم، وذمهم عليه، ولم يذكر النصارى لأن الذين تولوا صلب المصلوب المشبه به هم اليهود، ولم يكن أحد من النصارى شاهدا معهم، بل كان الحواريون خائفين غائبين فلم يشهد أحد منهم الصلب، وإنما شهده اليهود وهم الذين أخبروا الناس أنهم صلبوا المسيح، والذين نقلوا أن المسيح صلب من النصارى وغيرهم انما نقلوه عن أولئك اليهود وهم شرط من أعوان الظلمة، لم يكونوا خلقا كثيرا يمتنع تواطؤهم على الكذب.

قال تعالى: "وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم" فنفى عنه القتل، ثم قال: "وإن من أهل الكتب إلا ليؤمنن به قبل موته".

وهذا عند أكثر العلماء معناه قبل موت المسيح، وقد قيل قبل موت اليهودي وهو ضعيف،

كما قيل إنه قبل موت محمد صلى الله عليه وسلم وهو أضعف، فإنه لو آمن به قبل الموت لنفعه إيمانه به. فإنه يقبل توبة العبد ما لم يغرغر

وإن قيل: المراد به الإيمان الذي يكون بعد الغرغرة لم يكن في هذا فائدة، فإن كل أحد بعد موته يؤمن بالغيب الذي كان يجحده فلا اختصاص للمسيح به، ولأنه قال: قبل موته، ولم يقل بعد موته، ولأنه لا فرق بين إيمانه بالمسيح وبمحمد صلوات الله عليهما وسلامه، واليهودي الذي يموت على اليهودية فيموت كافرا بمحمد والمسيح عليهما الصلاة والسلام، ولأنه قال "وإن من أهل الكتب إلا ليؤمنن به قبل موته" وقوله "ليؤمنن به" فعل مقسم عليه، وهذا إنما يكون في المستقبل، فدل ذلك على أن هذا الإيمان بعد إخبار الله بهذا، ولو أريد قبل موت الكتابي لقال: وإن من أهل الكتاب إلا من يؤمن به، لم يقل "ليؤمنن به"

وأيضا فإنه قال: وإن من أهل الكتب، وهذا يعم اليهود والنصارى، فدل ذلك على أن جميع أهل الكتاب اليهود والنصارى يؤمنون بالمسيح قبل موت المسيح، وذلك إذا نزل آمنت اليهود والنصارى بأنه رسول الله ليس كاذبا كما يقول اليهودي، ولا هو الله كما تقوله النصارى.

والمحافظة على هذا العموم أولى من أن يدعى أن كل كتابي ليؤمنن به قبل أن يموت الكتابي، فإن هذا

يستلزم إيمان كل يهودي ونصراني، وهذا خلاف الواقع، وهو لما قال: "وإن منهم إلّا ليؤمنن به قبل موته" ودل على ان المراد بإيمانهم قبل أن يموت هو علم أنه اريد بالعموم عموم من كان موجودًا حين نزوله أي لا يتخلف منهم أحد عن الإيمان به، لا إيمان من كان منهم ميّتًا.

وهذا كما يقال: انه لا يبقى بلد إلّا دخله الدّجال إلّا مكة والمدينة أي في المدائن الموجودة حينئذ، وسبب إيمان أهل الكتاب به حينئذ ظاهر، فإنه يظهر لكل أحد أنه رسول مؤيد ليس بكذاب ولا هو ربّ العالمين۔

فالله تعالى ذكر إيمانهم به إذا نزل إلى الأرض فإنه تعالى لما ذكر رفعه إلى الله بقوله "إني متوفيك ورافعك إليّ" وهو ينزل إلى الأرض قبل يوم القيامة، ويموت حينئذ أخبر بإيمانهم به قبل موته، كما قال تعالى في الآية الأخرى: "إن هو إلّا عبد أنعمنا عليه وجعلناه مثلًا لبني اسرائيل۔ ولو نشاء لجعلنا منكم ملئكة في الأرض يخلفون، وإنه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقيم، ولا يصدنكم الشيطان انه لكم عدو مبين، ولما جاء عيسى بالبينت قال قد جئتكم بالحكمة ولأبين لكم بعض الذي تختلفون فيه فاتقوا الله وأطيعون، إن الله هو ربي وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيم، فاختلف الأحزاب من

بينهم فويل للذين ظلموا من عذاب يوم أليم."

(الزخرف: ٦١ تا ٦٥)

في الصحيحين عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "يوشك أن ينزل فيكم ابن مريم حكمًا عدلًا وإمامًا مقسطًا، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية."

وقوله تعالى: "وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم إلا اتباع الظن وما قتلوه يقينًا بل رفعه الله إليه وكان الله عزيزًا حكيمًا." بيان أن الله رفعه حيًّا وسلمه من القتل، وبيّن أنهم يؤمنون به قبل أن يموت.

وكذلك قوله: "ومطهرك من الذين كفروا" ولو مات لم يكن فرق بينه وبين غيره.

ولفظ التوفي في لغة العرب معناه: الاستيفاء والقبض، وذلك ثلاثة أنواع: أحدها توفي النوم، والثاني: توفي الموت، والثالث: توفي الروح والبدن جميعًا، فإنه بذلك خرج عن حال أهل الأرض الذين يحتاجون إلى الأكل والشرب واللباس، ويخرج منهم الغائط والبول، والمسيح عليه السلام توفاه الله وهو في السماء الثانية إلى أن ينزل إلى الأرض، ليست حاله كحالة أهل الأرض في الأكل والشرب واللباس والنوم، والغائط والبول ونحو ذلك."

(الجواب الصحيح: ج٢، ص٢٨٣، ٢٨٥)

"اے عیسیٰ! (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لئے طبعی موت مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں، اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"سو ہم نے یہود کو سزا میں مبتلا کیا، ان کی عہد شکنی کی وجہ سے، اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ، اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق، اور ان کے اس مقولے کی وجہ سے ہمارے قلوب محفوظ ہیں، نہیں! بلکہ ان کے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر بند لگا دیا ہے، سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل، اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے، اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو، جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے، قتل کر دیا، حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا، اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں، بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے، اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا، اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔ اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرے گا، اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔ سو یہود کے

ان بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں، جو ان کے لئے حلال تھیں، ان پر حرام کردیں، اور بہ سبب اس کے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع ہوجاتے تھے، اور بہ سبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے، حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی، اور بہ سبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقے سے کھا جاتے تھے۔" (النساء:۱۵۵ تا ۱۶۱)

ان آیاتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے چند جرائم پر یہود کی مذمت فرمائی:

ازاں جملہ:... ان کا حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر بھاری بہتان باندھنا۔

ازاں جملہ:... ان کا یہ دعویٰ کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو، جو اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، قتل کردیا۔ جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "حالانکہ نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہوا۔" اللہ تعالیٰ نے اس دعوے کو یہود کی طرف منسوب فرمایا، اور اسی پر ان کی مذمت فرمائی، یہاں نصاریٰ کا ذکر نہیں فرمایا، کیونکہ جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشتباہ میں سولی دی گئی اس کو سولی دینے کا کام یہود نے کیا، نصاریٰ میں سے کوئی شخص ان کے پاس موجود نہیں تھا، بلکہ حواری ڈر کے مارے چھپے ہوئے تھے، ان میں سے ایک بھی واقعہ صلیب کے موقع پر موجود نہیں تھا، صلیب دینے کا کام یہود کر رہے تھے، انہوں نے یہ جھوٹی گپ اڑائی کہ انہوں نے مسیح کو سولی دے دی۔ نصاریٰ میں سے جن لوگوں نے یہ نقل کیا کہ مسیح کو صلیب دی گئی، انہوں نے اسے یہودیوں سے نقل کیا، اور صلیب دینے والے ظالموں کے چند

کا دعویٰ کرتے تھے، کوئی زیادہ قابلِ وثوق نہیں تھی، ان کے لئے ایک جھوٹ گھڑ کر پھیلا دینا کچھ مشکل نہیں تھا۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے (ان کی تکذیب کرتے ہوئے) فرمایا: ”حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا، اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا۔“

چنانچہ اس ارشاد میں ان سے (مسیح علیہ السلام سے) قتل کی نفی فرمائی، پھر (آخری زمانے میں) ان کے دوبارہ آنے کی خبر دی، اور فرمایا:

”اور کوئی شخص اہلِ کتاب میں نہ رہے گا مگر عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے تصدیق کرے گا۔“

اکثر علماء کے نزدیک ”قبل موتہٖ“ سے مراد ”قبل موت المسیح“ ہے، یعنی مسیح علیہ السلام پر ان کے مرنے سے پہلے اہلِ کتاب میں سے ہر شخص ایمان لائے گا۔

اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ”یہودی کی موت سے پہلے“ ہے، اور یہ قول ضعیف ہے۔ جیسا کہ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت سے پہلے“ ہے، یہ قول دوسرے قول سے بھی ضعیف تر ہے، کیونکہ اگر وہ اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا تو اس کا ایمان نافع ہوتا، کیونکہ غرغرے سے پہلے بندے کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ مراد اس سے وہ ایمان ہے جو غرغرے کے بعد ہوتا ہے تو ایسے ایمان میں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ مرنے کے بعد تو ہر شخص اس غیب پر ایمان لے آتا ہے جس کا وہ انکار کیا کرتا تھا، پس اس میں مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ

ہوئی۔ اور یہ بات اس لئے بھی غلط ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے "قبل موتہ" فرمایا ہے، "بعد موتہ" نہیں فرمایا، اور اس وجہ سے بھی یہ غلط ہے کہ اس صورت میں مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے درمیان کوئی فرق نہیں، اور جو یہودی کہ اپنی یہودیت پر مرتا ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت مسیح علیہ السلام دونوں کا منکر ہوکر مرتا ہے۔

نیز حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ"

"لَیُؤْمِنَنَّ" وہ فعل ہے جس پر قسم کھائی گئی ہے، اور یہ مستقبل ہی میں ہوسکتا ہے، پس یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ ایمان کا یہ واقعہ آپ کے نزول کے بعد ہوگا، اگر یہ مراد ہوتی کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے: "وان من أھل الکتاب إلّا من یؤمن بہ" یعنی "ہر کتابی ان پر اپنی موت سے پہلے ایمان لاتا ہے" یہ نہ فرماتے کہ: "لیؤمننّ بہ" یعنی "ایمان لائے گا"۔

نیز حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا: "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ" یہ لفظ یہود و نصاریٰ سب کو شامل ہے، پس یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ تمام اہلِ کتاب یہودی بھی اور نصرانی بھی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائیں گے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے، اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ مسیح علیہ السلام دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ اس وقت تمام اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ ایمان لائیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، جھوٹے نہیں، جیسا کہ یہود نے کہا، اور خدا بھی نہیں، جیسا کہ نصاریٰ نے کہا۔

اور اس عموم کی محافظت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دعویٰ کیا جائے کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے ان پر ایمان لاتا ہے، کیونکہ یہ ہر یہودی و نصرانی کے ایمان لانے کو مستلزم ہے، اور یہ واقعے کے خلاف ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں رہے گا جو حضرت مسیح علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے، اور اس ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ ہر کتابی کا حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لانا مراد ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ اس عموم سے ان لوگوں کا عموم مراد ہے جو ان کے نزول کے وقت موجود ہوں گے، یعنی جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اس وقت اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایمان لانے سے پیچھے نہیں رہے گا، ان لوگوں کا ایمان لانا مراد نہیں جو ان میں سے مر چکے ہیں۔

اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی شہر باقی نہیں رہے گا جس میں دجال داخل نہ ہو، مراد یہ ہے کہ اس وقت جتنے شہر دنیا میں موجود ہوں گے ان میں دجال داخل ہوگا۔

اور اس وقت اہل کتاب کے ایمان لانے کی وجہ ظاہر ہے، کیونکہ ہر شخص پر یہ بات کھل جائے گی کہ حضرت مسیح علیہ السلام رسول برحق ہیں، نہ جھوٹے ہیں، اور نہ خدا ہیں جیسا کہ کہتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس وقت ایمان لانے کو ذکر فرمایا ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام دمشق پر نزول فرمائیں گے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ

الیہ" میں حضرت مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا ذکر کر دیا، اور انہیں قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہونا ہے، اور اس وقت ان کی موت واقع ہوگی، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے اہلِ کتاب کے ان پر ایمان لانے کی خبر دی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت (سورۂ زخرف:۶۱) میں فرمایا:

"اور بے شک وہ یعنی مسیح علیہ السلام نشانی ہے قیامت کی، سو تم لوگ اس میں شک نہ کرو۔"

اور صحیحین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے:

"قریب ہے کہ ابنِ مریم تم میں حاکمِ عادل اور امامِ منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کردیں گے۔"

اور حق تعالیٰ کا ارشاد:

"حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا، اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے، اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والے ہیں۔"

اس امر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا، اور ان کو قتل سے صحیح سالم اور محفوظ رکھا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اہلِ کتاب ان پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔

اسی طرح حق تعالیٰ کا ارشاد:

"اور تجھے پاک کرنے والا ہوں ان کافروں (کی

مُمیت) ہے۔"

یہی اس امر کی دلیل ہے کہ (وہ مرے نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ اُٹھالیا) اور اگر وہ مرگئے تو ان کے درمیان اور دُوسروں کے درمیان کوئی فرق نہ ہوتا۔

لغتِ عرب میں لفظ "توفی" کے معنی ہیں پورا وصول کرنا، اور قبض کرنا، اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

ایک صورت نیند میں قبض کرنے کی ہے، دُوسری موت میں قبض کرنے کی، اور تیسری رُوح اور بدن دونوں کو قبضے میں لینے کی..... حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں "توفی" کی یہی صورت پیش آئی، کیونکہ اس قبض رُوح مع البدن کے ذریعے وہ اہلِ زمین کے حال سے نکل گئے، جو کھانے پینے اور لباس کے محتاج ہیں، اور بول و براز جن سے خارج ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح مع البدن کو قبضے میں لے لیا، اور وہ دُوسرے آسمان پر ہیں، یہاں تک کہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔ اب ان کی حالت کھانے پینے میں، لباس و پوشاک میں، نیند میں، بول و براز وغیرہ میں اہلِ زمین کی سی حالت نہیں (بلکہ ان کی حالت آسمان کے فرشتوں کے مشابہ ہے، کہ نہ وہ کھانے پینے کے محتاج ہیں، اور نہ بول و براز کے)۔"

"ومما ینبغی أن یعرف: ان الکتب المتقدمة بشرت بالمسیح، کما بشرت بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم، وکذلک أنذرت بالمسیح الدّجّال۔

والأمم الثلاثة: المسلمون، والیہود، والنصاریٰ، متفقون علیٰ أن الأنبیاء أنذرت بالمسیح الدّجّال، وحذّرت منہ کما قال النبی صلی اللہ علیہ

وثبت في الحديث الصحيح: "ما من نبي إلا وقد أنذر أمته المسيح الدجال، حتى نوح أنذر أمته، وسأقول لكم فيه قولاً لم يقله نبي لأمته، إنه أعور، وإن ربكم ليس بأعور، مكتوب بين عينيه ك ف ر، يقرؤه كل مؤمن قارئ وغير قارئ."

والأمم الثلاثة متفقون على أن الأنبياء بشروا بمسيح من ولد داود.

فالأمم الثلاثة متفقون على الإخبار بمسيح هدى من نسل داود، ومسيح ضلالة، وهم متفقون على أن مسيح الضلالة لم يأت بعد وسيأتي، ومتفقون على أن مسيح الهدى سيأتي.

ثم المسلمون والنصارى متفقون على أن مسيح الهدى عيسى ابن مريم، واليهود ينكرون أن يكون هو عيسى بن مريم مع إقرارهم بأنه من ولد داود.

قالوا: لأن المسيح مبشر به تؤمن به الأمم كلها" وزعموا أن المسيح ابن مريم إنما بعث بدين النصارى، وهو دين ظاهر البطلان، ولهذا إذا خرج المسيح الدجال اتبعوه، فيخرج معه سبعون ألف مطيلس من يهود أصبهان.

ويسلط المسلمون على اليهود، فيقتلونهم حتى يقول الحجر والشجر: "يا مسلم! هذا يهودي ورائي، تعال فاقتله" كما ثبت ذلك في الحديث الصحيح.

والنصارى يقرون بأن المسيح مسيح الهدى

بعث، ويقرون بأنه سيأتي مرة ثانية؛ لكن يزعمون أن هذا الإتيان الثاني هو يوم القيامة ليجزي الناس بأعمالهم، وهو في زعمهم هو الله، والله الذي هو اللاهوت، يأتي في ناسوته، كما زعموا أنه جاء قبل ذلك.

وأما المسلمون فآمنوا بما أخبرت به الأنبياء على وجهه، وهو موافق لما أخبر به خاتم الرسل حيث قال في الحديث الصحيح: "يوشك أن ينزل فيكم ابن مريم حكمًا عدلًا، وإمامًا مقسطًا، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية".

وأخبر في الحديث الصحيح أنه إذا خرج مسيح الضلالة الأعور الكذاب نزل عيسى بن مريم على المنارة البيضاء شرقي دمشق، بين مهرودتين، واضعًا يديه على منكبي ملكين، فإذا رآه الدجال انماع كما ينماع الملح في الماء، فيدركه فيقتله بالحربة عند باب لد الشرقي، على بضع عشرة خطوة منه، وهذا تفسير قوله تعالى: "وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته" أي يؤمن بالمسيح قبل أن يموت، حين نزوله إلى الأرض، وحينئذ لا يبقى يهودي ولا نصراني، ولا يبقى دين إلا دين الإسلام، وهذا موجود في نعته عند أهل الكتاب.

ولكن النصارى ظنوا أن ذلك مجيئه بعد قيام القيامة، وأنه هو الله فغلطوا في ذلك كما غلطوا في مجيئه الأول، حيث ظنوا أنه هو الله.

والیهود أنکروا مجیئه الأوّل، وظنوا أن الذی بشر به لیس هو إیاه، ولیس هو الذی یأتی آخرا، وصاروا ینتظرون غیره، وانما هو بعث إلیهم أوّلا فکذبوه، وسیأتیهم ثانیا، فیؤمن به کل من علی وجه الأرض من یهودی ونصرانی، من قتل أو مات، ویظهر کذب هؤلاء الذین کذبوه، ورموا أمّه بالفریة، وقالوا: انه ولد زنا، وهؤلاء الذین غلوا فیه وقالوا: إنه الله۔

ولما کان المسیح علیه السلام نازلا فی أمّة محمد صلی الله علیه وسلم، صار بینه وبین محمد من الاتصال ما لیس بینه وبین غیر محمد، ولهذا قال النبی صلی الله علیه وسلم فی الحدیث الصحیح: "ان أولی الناس بابن مریم لأنا، انه لیس بینی وبینه نبی۔"

وروی: "کیف تهلک أمة أنا فی أوّلها، وعیسیٰ فی آخرها۔"

وهذا مما یظهر به مناسبة اقترانها فیما رواه اشعیاه حیث قال: "راکب الحمار وراکب الجمل۔"

(الجواب الصحیح ج:۴ ص:۳۲۰ تا ۳۲۲)

ترجمہ:... "اور یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ پہلی کتابوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے کی بھی خوشخبری دی، جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری دی، اور اسی طرح مسیح دجال سے بھی ڈرایا۔

پس تینوں اُمتیں... مسلمان، یہود اور نصاریٰ... متفق ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مسیح دجال سے ڈرایا، اور اس سے

بھیجنے کی تلقین فرمائی، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا:

"ہر نبی نے اپنی اُمت کو مسیحِ دجال سے ڈرایا، یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت کو ڈرایا، اور میں تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی اُمت سے نہیں فرمائی، وہ یہ کہ دجال کانا ہے اور تمہارا رَبّ کانا نہیں، دجال کی آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوگا، جس کو ہر مؤمن پڑھا لکھا اور اَن پڑھ پڑھے گا۔"

اور تینوں اُمتیں اس پر بھی متفق ہیں کہ انبیائے گزشتہ نے ایک "مسیحِ ہدایت" کے آنے کی بشارت دی تھی جو نسلِ داؤد سے ہوں گے، اور دُوسرے مسیحِ ضلالت کے آنے کی بھی خبر دی، اور یہ تینوں قومیں متفق ہیں کہ مسیحِ ضلالت ابھی تک نہیں آیا، بلکہ آئندہ آئے گا، اور یہ تینوں قومیں اس پر بھی متفق ہیں کہ مسیحِ ہدایت بھی آئیں گے۔

پھر مسلمان اور نصاریٰ اس پر متفق ہیں کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، جو پہلے تشریف لاچکے ہیں، وہی دوبارہ آئیں گے، اور یہود اس سے انکار کرتے ہیں کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ ابنِ مریم ہوں، باوجودیکہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ آپ نسلِ داؤد سے ہیں۔

یہود اس کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس مسیح کی بشارت دی گئی تھی وہ اس پر تمام اُمتیں ایمان لائیں گی (چونکہ حضرت عیسیٰ بن مریم پر سب ایمان نہیں لائے، لہٰذا وہ مسیح نہ ہوئے) ان کا کہنا ہے کہ مسیح بن مریم صرف نصاریٰ کے لئے مبعوث ہوئے، اور یہ دِین

ظاہر البطلان ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جب مسیح دجال نکلے گا تو یہودی (سچے مسیح کے دھوکے میں) اس کو مسیح مان لیں گے اور اس کی پیروی کرلیں گے۔ چنانچہ دجال کے ساتھ اصبہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی نکلیں گے۔ جنہوں نے لیے چوغے پہن رکھے ہوں گے، اور مسلمانوں کو یہود پر مسلط کردیا جائے گا، پس وہ ان کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ: "اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آ! اس کو قتل کر" جیسا کہ یہ حدیث صحیح میں ثابت ہے۔

اور نصاریٰ اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام مسیح ہدایت تھے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے، اور یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ آئیں گے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہ دوبارہ آنا قیامت کے دن ہوگا تاکہ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا دیں، اور وہ ان کے زعم میں اللہ ہیں، اللہ وہی ہے جو لاہوت ہے، وہ ناسوت میں آئے گا۔

باقی رہے مسلمان! پس وہ ٹھیک اسی طرح ایمان لاتے ہیں جیسے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مسیح علیہ السلام کی خبر دی تھی، اور وہ موافق ہے اس خبر کے، جو خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں دی، چنانچہ حدیث صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قریب ہے کہ نازل ہوں گے تم میں ابن مریم حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کردیں گے۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں خبر دی کہ:

"جب مسیح ضلالت کا ناز جال نکلے گا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سفید مینار پر دمشق کی مشرقی جانب نازل ہوں گے۔ وہ زرد چادریں زیب تن ہوں گی، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، پس جب دجال آپ کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو جا پکڑیں گے، پس اس کو نیزے کے ساتھ قتل کر دیں گے لُد کے شرقی دروازے پر، اس سے دس سے چند قدم کے فاصلے پر۔"

اور یہ تفسیر ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی:

"اور نہیں رہے گا اہلِ کتاب میں سے کوئی شخص مگر ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے۔"

یعنی مسیح علیہ السلام پر ایمان لائیں گے ان کے زمین پر نازل ہونے کے وقت، مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے، اور اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی باقی نہیں رہے گا، اور دینِ اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔

اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفتیں اہلِ کتاب کے پاس بھی موجود ہیں، لیکن نصاریٰ نے گمان کیا کہ مسیح علیہ السلام کا یہ آنا قیامت قائم ہونے کے بعد ہوگا اور یہ کہ وہ... نعوذ باللہ... خود اللہ ہیں، پس انہوں نے اس میں بھی غلطی کھائی جیسا کہ انہوں نے ان کی پہلی آمد میں غلطی کھائی کہ ان کو خدا سمجھ لیا۔

اور یہود نے ان کی پہلی آمد کا انکار کر دیا، اور گمان کیا کہ جس مسیح کی بشارت دی گئی تھی، وہ یہ نہیں، اور وہ آخری زمانے میں آئیں گے، اور یہ لوگ ان کی اور مسیح کا انتظار کرنے لگے، حالانکہ سیدنا مسیح تھے جو ان کی طرف پہلے مبعوث کیے گئے، پس انہوں نے ان

کی تکذیب کی، اور یہی مسیح ان کے پاس دوبارہ آئیں گے، تو پوری روئے زمین کے تمام یہودی و نصرانی ان پر ایمان لائیں گے، وہ بھی جو قتل ہوئے یا مر گئے، اس وقت ان تمام لوگوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا جنھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی، اور ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان تراشی کی تھی، اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ناجائز اولاد کہا تھا۔ اور ان لوگوں کا جھوٹ بھی ظاہر ہو جائے گا جنھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا اور ان کو خدا کہا۔

اور چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نازل ہونے والے تھے، اس لئے ان کے درمیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان وہ تعلق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے درمیان نہیں، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں فرمایا:

"بے شک ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ جس شخص کو تمام انسانوں سے زیادہ تعلق ہے، وہ میں ہوں، کیونکہ میرے درمیان اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔"

اور ایک روایت میں ہے:

"وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں، میں ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے آخر میں ہیں۔"

اور اسی سے اشعیاء نبی کی پیش گوئی میں ان دونوں کے ملنے کی مناسبت ظاہر ہو جاتی ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا:

"راکب الحمار و راکب الجمل"

ترجمہ:... "دراز گوش کا سوار اور اونٹ کا سوار۔"

"قلت: وصعود الآدمی ببدنه إلی السماء قد

ثابت فی امر المسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، فإنہ صعد إلی السماء، وسوف ینزل إلی الأرض۔

وھذا مما وافق النصاریٰ علیہ المسلمین فإنھم یقولون: إن المسیح صعد إلی السماء ببدنہ وروحہ، کما یقولہ المسلمون، ویقولون: انہ سوف ینزل إلی الأرض أیضًا، کما یقولہ المسلمون، وکما أخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الأحادیث الصحیحۃ۔

لٰکن کثیرًا من النصاریٰ یقولون: إنہ صعد بعد أن صلب، وانہ قام من القبر۔

وکثیرًا من الیھود یقولون: إنّہ صلب، ولم یقم من قبرہ۔

وأما المسلمون وکثیر من النصاریٰ فیقولون: إنّہ لم یصلب، ولٰکن صعد إلی السماء بلا صلب۔

والمسلمون ومن وافقھم من النصاریٰ، یقولون: إنّہ ینزل إلی الأرض قبل القیامۃ، وان نزول من أشراط الساعۃ کما دلّ علی ذٰلک الکتاب والسُّنّۃ۔

وکثیرًا من النصاریٰ یقولون: ان نزول ھو یوم القیامۃ، وانہ ھو اللہ الذی یحاسب الخلق۔"

(الجواب الصحیح ج:۳ ص:۱۹۹،۲۰۰)

ترجمہ:... "میں کہتا ہوں کہ آدمی کا جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں ثابت ہے، چنانچہ وہ آسمان پر تشریف لے گئے، اور پھر زمین پر نازل ہوں گے۔

اور یہ ایسی بات ہے کہ جس میں نصاریٰ بھی مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں، کیونکہ وہ قائل ہیں کہ مسیح علیہ السلام اپنے بدن اور روح کے ساتھ آسمان پر چلے گئے، جیسا کہ مسلمان اس کے قائل ہیں، اور وہ اس کے بھی قائل ہیں کہ وہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے، جیسا کہ مسلمان اس کے قائل ہیں، اور جیسا کہ احادیث صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے، لیکن بہت سے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ وہ مصلوب ہونے کے بعد آسمان پر چلے گئے، اور یہ کہ وہ قبر سے جی اٹھے۔

اور بہت سے یہودی اس کے قائل ہیں کہ وہ مصلوب ہوئے اور اپنی قبر سے نہیں اٹھے۔

لیکن اہلِ اسلام اور بہت سے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہوں گے، اور یہ کہ ان کا نزول علاماتِ قیامت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے، جیسا کہ کتاب و سنت اس پر دلالت کرتے ہیں۔

اور بہت سے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ ان کا نزول ہی قیامت ہے، اور مسیح ہی اللہ ہے جو مخلوق سے حساب لے گا۔"

شیخ ولی الدینؒ صاحب مشکوٰۃ:

شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ بن محمد الخطیب التبریزی الشافعی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" میں (جس کی تالیف سے رجب ۷۳۷ھ میں فارغ ہوئے تھے) علاماتِ قیامت کے ضمن میں "ذکر الدجال" اور "نزول عیسیٰ علیہ السلام" کا مستقل باب باندھا ہے اور ان کے تحت فصلِ اول، دوم، سوم میں ۴۸ احادیث درج کی ہیں۔ (صفحات: ۴۷۲ تا ۴۸۱)

علامہ طیبیؒ:

مشکوٰۃ شریف میں "باب نزول عیسیٰ علیہ السلام" کے تحت سب سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالے سے درج کی گئی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی ہے، اور اس کی تائید کے لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کی آیت:۱۵۹ "وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ ... الخ" تلاوت فرمائی ہے۔

صاحب مشکوٰۃ کے استاذ اور مشکوٰۃ شریف کے اوّلین شارح الشیخ العلامہ شرف الدین حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) سے ملا علی قاری رحمہ اللہ "مرقاۃ المفاتیح" میں نقل کرتے ہیں:

"قال الطیبی رحمہ اللہ: استدل بالآیۃ علی نزول عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام فی آخر الزمان مصداقًا للحدیث.

وتحریرہ أن الضمیرین فی (بہ وقبل موتہ) لعیسٰی علیہ السلام والمعنی ان من أھل الکتاب احدٌ الا لیؤمنن بعیسٰی قبل موت عیسٰی، وھم أھل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزولہ فتکون الملّۃ واحدۃً وھی ملّۃ الاسلام." (مرقاۃ ج:۵ ص:۲۲۱)

ترجمہ: "علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی تصدیق کے لئے آیت کریمہ سے آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر استدلال کیا، تقریر اس کی یہ ہے کہ "بہ" اور "قبل موتہ" کی دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ اہل کتاب میں سے

ایک فرد بھی ایسا نہ رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے، اور مراد وہ اہل کتاب ہیں جو ان کے نازل ہونے کے وقت موجود ہوں گے، اس وقت ایک ہی ملت باقی رہ جائے گی یعنی دین اسلام۔"

امام حافظ ابن قیمؒ:

امام الحافظ ابوبکر محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱ھ - ۷۵۱ھ) نے اپنی متعدد کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی تصریح کی ہے۔ "اغاثة اللهفان من مكائد الشيطان" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وراموا قتله وصلبه فصانه الله تعالى من ذلك، ورفعه إليه وطهره منهم، فأوقعوا القتل والصلب على شبهه، وهم يظنون أنه رسول الله عيسى صلى الله تعالى عليه وسلم .... فلم يقم لهم بعد ذلك ملك إلى أن بعث الله تعالى محمدا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فكفروا به وكذبوه، فأتم عليهم غضبه، ودمرهم غاية التدمير، وألزمهم ذلا وصغارا لا يرفع عنهم إلى أن ينزل أخوه المسيح من السماء، فيستأصل شأفتهم ويطهر الأرض منهم ومن عباد الصليب." (ج:۲ ص:۳۴۳)

ترجمہ: "اور یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل وصلب کا ارادہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بچا لیا، اور اپنی طرف اٹھالیا اور یہود کی صحبت سے ان کو پاک کردیا، پس یہودیوں نے ایک ایسے شخص کو جو آپ کا ہمشکل تھا قتل اور مصلوب کیا اور وہ یہی سمجھتے تھے کہ یہ اللہ کا رسول عیسیٰ ہے۔

چنانچہ اس کے بعد یہودیوں کی سلطنت قائم نہ ہوسکی،
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا،
یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کفر و تکذیب کا
معاملہ کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا غضب پورا کردیا اور ان کو
پوری طرح تباہ و برباد کردیا اور ان پر ذلت و حقارت لازم کردی، جو
ان سے کبھی رفع نہیں ہوگی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بھائی حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کی
بیخ و بنیاد اکھاڑ دیں گے اور زمین کو ان سے اور صلیب پرستوں کے
وجود سے پاک کردیں گے۔"

اور "ہدایۃ الحیاریٰ" میں حضرت مسیح علیہ السلام کے قول "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔" (یوحنا ۱۴:۱۶) کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"وأما المسیح فانما سأله بعد رفعه وصعوده
الی السماء۔" (ص ۴: ۳۵۳)

ترجمہ: "لیکن مسیح علیہ السلام نے یہ درخواست آسمان
پر اٹھائے جانے کے بعد ہی کی ہوگی۔"

اس کے بعد مسیح علیہ السلام کے ایک اور قول کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وتأمل قول المسیح: انی لست أدعکم أیتامًا
لانی سآتیکم عن قریب، کیف ھو مطابق لقول أخیه
محمد بن عبداللہ صلوات اللہ وسلامه علیھما: "ینزل
فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا وامامًا مقسطًا، فیقتل
الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیة۔"
وأوصی أمته بأن یقرأہ السلام منه من لقیه منھم۔"

وفی حدیث آخر: ”کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسٰی فی آخرھا۔“ (ص:۵۴۵)

ترجمہ:... ”اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول پر کہ میں تم کو یتیم نہیں چھوڑوں گا، کیونکہ میں عنقریب تمہارے پاس آؤں گا، غور کرو کہ یہ قول ان کے بھائی محمد بن عبداللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے ارشاد کے کس طرح مطابق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں مسیح ابن مریم امام عادل اور حاکم منصف بن کر نازل ہوں گے، پس خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو وصیت فرمائی کہ ”ان میں سے جو شخص عیسیٰ علیہ السلام سے ملے وہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کہے۔“ ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں، اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔“

اسی کتاب میں حافظ ابن قیم نے ایک عنوان یہ قائم کیا ہے:

”الیھود کذبوا مسیح الھدی وینتظرون مسیح الضلال المسیح وأصحابہ یقتلونھم شر قتلۃ۔“

ترجمہ:... ”یہود نے مسیح ہدایت کی تکذیب کی، اور وہ مسیح ضلالت (دجال) کے منتظر ہیں، حضرت مسیح اور ان کے رُفقاء، یہود کو بُری طرح قتل کریں گے۔“

اس کے تحت حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ یہود نے مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی، اس کا عوض ان کو یہ ملا کہ یہ لوگ مسیح ضلالت دجال کا انتظار کر رہے ہیں، یہی لوگ دجال کا لشکر ہوں گے اور سب سے زیادہ اس کی پیروی کریں گے، دجال کے زمانے میں یہود کو حکومت و شوکت نصیب ہوگی:

"إلى أن ينزل مسيح الهدى ابن مريم فيقتل منتظرهم ويتبع هو وأصحابه فيهم السيوف حتى يختبيء اليهودي وراء الحجر والشجر فيقولان: يا مسلم! هذا يهودي ورائي، تعال فاقتله. فإذا نظف الأرض منهم ومن عبادة الصليب .... إلى قوله: هكذا أخبر به شعيا في نبوته، وطابق خبره ما أخبر به النبي صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح في خروج الدجال وقتل المسيح ابن مريم له." (ص:۵۸۵)

ترجمہ:... "یہاں تک کہ مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، ان کے منتظر کو قتل کریں گے، اور آپ اور آپ کے رفقاء، یہود کو تلوار کی دھار پر رکھیں گے، یہاں تک کہ یہودی حجر و شجر کے پیچھے چھپیں گے تو وہ بھی پکار اُٹھیں گے کہ: اے مسلم! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آ اس کو قتل کر۔ پس جب زمین یہود اور پرستارانِ صلیب سے پاک ہوجائے گی تو زمین میں امن ہوجائے گا..... حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی پیش گوئی میں اسی کی خبر دی ہے، اور ان کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کے مطابق ہے جو دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کے سلسلے میں حدیث صحیح میں وارد ہے۔"

اسی کتاب میں ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو بشارت ظاہر فرمائی، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"وإن ربه تعالى أكرم عبده ورسوله، ونزهه وصانه أن ينال إخوان القردة منه ما زعمته النصارى أنهم نالوه منه، بل رفعه الله إليه مؤيدًا منصورًا لم يشكه

أعداءه بمشركة، ولا نالته أيديهم بأذى، فرفعه الله إليه وأسكنه سماءه، وسيعيده إلى الأرض، ينتقم به من مسيح الضلال وأتباعه، ثم يكسر به الصليب، ويقتل به الخنزير، ويعلي به الإسلام وينصر به ملة أخيه، وأولى الناس به محمد عليهما أفضل الصلاة والسلام۔“

(ص:۵۳۵)

ترجمہ:... ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت افزائی فرمائی اور ان کو یہودیوں کی دست برد اور ایذا رسانی سے محفوظ رکھا، جس کو نصاریٰ (اپنی حماقت سے) تسلیم کر رہے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا، ان کے دشمن ان کے کانٹا چبھونے اور اپنے ہاتھوں کسی قسم کی ایذا پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا اور ان کو اپنے آسمان میں ٹھہرایا اور اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو دوبارہ دُنیا میں بھیجیں گے، اس آمد سے آپ مسیح ضلالت دجال اور اس کے پیرووٴں سے انتقام لیں گے، پھر صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور اسلام کو سربلند فرمائیں گے، اور اپنے بھائی اور سب سے زیادہ تعلق رکھنے والی شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کی تائید کریں گے۔“

کتاب الروح (ص:۱۷۰) میں لکھتے ہیں:

”وفي قصة الإسراء من حديث عبدالله بن مسعود .... فقال عيسى: عهد الله إليّ فيما دون وجبتها فذكر خروج الدجال قال: فاهبط واقتله۔“

ترجمہ:... ''واقعہ معراج میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ... عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قربِ قیامت کے بارے میں ایک عہد کر رکھا ہے، پھر آپ نے ذکر کیا کہ دجال نکلے گا تو میں اتر کر اسے قتل کروں گا۔''

قصیدہ نونیہ (ص:۱۹۰) میں لکھتے ہیں:

''وکذلک رفع الروح عیسیٰ المرتضیٰ
حقًا إلیہ جاء فی القرآن

وکذلک أخبر اللہ عن عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ أنہ رفعہ إلیہ لما أراد الیہود قتلہ قال تعالیٰ فی سورۃ آل عمران: ﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی إِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ إِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ وقال فی سورۃ النساء: ﴿بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ إِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا﴾ وقد روی البخاری ومسلم فی ''صحیحہما'' عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''کیف أنتم إذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم'' والمراد ہہنا نزولہ من السماء بعد رفعہ إلی اللہ عزّ وجلّ۔''

(شرح القصیدۃ النونیۃ ص:۱۹۰)

ترجمہ:... ''اسی طرح قرآن میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو حقیقتاً اپنی طرف اُٹھا لیا۔

تشریح:... اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ السلام کے بارے میں خبر دی ہے کہ جب یہود نے ان

کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ چنانچہ سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور ان کافروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔“

اور سورۂ نساء میں فرمایا: ”بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں۔“

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ کیسے ہوگے جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے، اور وہ تم میں شامل ہوکر تمہارے امام ہوں گے۔“

اور مراد اس سے آسمان سے نازل ہونا ہے بعد اس کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھالیا گیا۔“

”وإليه قد عرج الرسول حقيقة

وكذا ابن مريم مصعد الأبدان

وأن الرسول صلى الله عليه وسلم قد عرج إليه ليلة الإسراء عروجا حقيقة حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى وأن عيسى عليه السلام قد رفعه الله إليه ببدنه كما نطقت بذلك الآيات من سورتي النساء وآل عمران۔“

(شرح القصيدة النونية ص:۲۰۳-۲۰۴)

ترجمہ:... ”اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتاً معراج ہوئی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جسمانی طور پر اٹھا لئے گئے۔

شرح:... اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف عروجِ حقیقی نصیب ہوا، یہاں تک کہ دو کمانوں کے فاصلے تک پہنچے بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے بدن سمیت اپنی طرف اُٹھالیا جیسا کہ سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی آیتیں اس پر ناطق ہیں۔"

"وانـه قـد صـعـد الـرسـول وقبله

عیسی ابن مریم کاسر الصلبان"

وان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قد صعد إلیہ لیلۃ المعراج حتی کان قاب قوسین أو أدنی، فکلمہ وناجاہ وفرض علیہ وعلی أمتہ الصلاۃ، وأنہ سبحانہ قبل ذلک لہ رفع إلیہ عیسی ابن مریم بجسدہ حیًا کما قال تعالی: ﴿یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ﴾ وسینزل قرب قیام الساعۃ فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ کما ورد الحدیث الصحیح بذلک۔" (شرح القصیدۃ النونیۃ ص:۲۷۸)

ترجمہ:... "اور اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صعود ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو، جو صلیبوں کے توڑنے والے ہیں۔

شرح:... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف صعود کیا، یہاں تک کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ہم کلامی اور مناجات کا شرف بخشا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر نماز فرض فرمائی۔

اور اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ
السلام کو جسد عنصری کے ساتھ زندہ اٹھایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
ہے: ''اے عیسیٰ! بے شک تجھے میں قبضے میں لینے والا ہوں اور اپنی
طرف اٹھانے والا ہوں۔'' اور عنقریب قرب قیامت میں نازل
ہوں گے، پس صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور
جزیہ کو موقوف کردیں گے، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔''

خواجہ سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیاء:

میر خورد سید مبارک علوی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ
نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ) کی زبان مبارک سے خواجہ حکیم سنائی کی
مثنوی کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں:

دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش
خانہ ہا را بہ گربہ و موش
خانہ کاں از برائے قوت کنند
مور و زنبور و عنکبوت کنند
قوت عیسیٰ چو ز آسماں سازند
ہم بداں جاش خانہ پردازند

ترجمہ:... ''وحشی جانوروں کی طرح جنگل اور کہسار کو
اختیار کر، گھر کو بلی اور چوہے کے لئے چھوڑ دے۔ روزی جمع کرنے
کے لئے گھر بنانا چیونٹی، بھڑ اور مکڑی کا کام ہے، حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی روزی کا سامان چونکہ آسمان سے مہیا کیا گیا، ان کا گھر بھی
اسی جگہ (آسمان پر) بنادیا گیا۔''

"قوله: بل رفعه الله إليه، هذا إبطال لما ادعوه من قتله وصلبه، وهو حيٌّ في السماء الثانية على ما صح عن الرسول صلى الله عليه وسلم في حديث المعراج، وهو هنالك مقيم حتى ينزله الله إلى الأرض لقتل الدجال، وليملأها عدلاً كما ملئت جوراً، ويحيى فيها أربعين سنة ثم يموت كما تموت البشر."

(البحر المحیط ج:۳ ص:۳۹۱)

ترجمہ:... "حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "بلکہ اٹھالیا اللہ نے اس کو اپنی طرف" یہ یہود کے دعویٰ قتل و صلب کی تردید ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ وہ وہیں قیام پذیر ہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو قتل دجال کے لئے زمین پر نازل کرے گا، اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے، جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی، اور وہ زمین میں چالیس سال زندہ رہیں گے پھر وفات پائیں گے، جیسا کہ انسانوں کو موت آتی ہے۔"

اور سورۂ احزاب کی آیت ختم نبوت کے تحت لکھتے ہیں:

"وروي عنه عليه السلام ألفاظ تقتضي نصًّا أنه لا نبي بعده صلى الله عليه وسلم، والمعنى أنه لا يتنبأ أحد بعده، ولا يرد نزول عيسى آخر الزمان لأنه ممن نبّئ قبله وينزل عاملاً على شريعة محمد صلى الله عليه وسلم مصلّيًا إلى قبلته كأنه بعض أمته."

(البحر المحیط ج:۷ ص:۲۳۶)

ترجمہ: "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی متواتر احادیث مروی ہیں جو اس عقیدے پر نصِ قطعی ہیں کہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں" اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ ان کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور وہ نازل ہوکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قبلے کی طرف رُخ کریں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔"

اور سورۂ زخرف کی آیتِ کریمہ: "وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"والظاھر انّ الضمیر فی ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ یعود علٰی عیسٰی، اذ الظاھر فی الضمائر السابقة انّھا عائدة علیه، وقال ابن عباس ومجاھد وقتادة والحسن والسدی والضحاک وابن زید: ای وانّ خروجه لعلم للساعة یدل علٰی قرب قیامھا، اذ خروجه شرط من اشراطھا وھو نزوله من السماء فی آخر الزمان۔"

(البحر المحیط ج:۸ ص:۲۵)

ترجمہ:... "ظاہر ہے کہ "انہ" کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ ظاہری طور پر سابقہ تمام ضمیریں بھی انہی کی طرف لوٹتی ہیں، اور ابنِ عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ، حسن بصریؒ، سدیؒ، ضحاکؒ اور ابنِ زیدؒ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں ظاہر ہونا قیامت کی علامت ہے جو قربِ قیامت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ آخری زمانے میں ان کا آسمان

سے نازل ہونا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے اور آخری زمانے میں نازل ہونے کی تصریحات بڑی تفصیل سے نقل کی ہیں (دیکھئے جلد اول ص:۳۶۶، ۵۷۴، ۵۷۸، جلد دوم ص:۵۷۷، ۵۷۸)۔

آیتِ کریمہ "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللهُ" کے تحت لکھتے ہیں:

"فلما أحاطوا بمنزله وظنوا أنهم قد ظفروا به نجاه الله تعالى من بينهم ورفعه من روزنة ذلك البيت إلى السماء، وألقى الله شبهه على رجل ممن كان عنده في المنزل، فلما دخل أولئك اعتقدوه في ظلمة الليل عيسى، فأخذوه وأهانوه وصلبوه ووضعوا على رأسه الشوك وكان هذا من مكر الله بهم، فإنه نجى نبيه ورفعه من بين أظهرهم." (تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۳۶۶)

ترجمہ: "پس جب انہوں نے آپ کے مکان کا گھیرا ڈال لیا اور گمان کیا کہ آپ کو پکڑنے میں کامیاب ہوگئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے درمیان سے نکال لیا اور اس مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اُٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی شباہت مکان میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص پر ڈال دی، پس جب یہودی مکان میں داخل ہوئے تو رات کی تاریکی میں اسی کو عیسیٰ سمجھ کر اسے پکڑ لیا، اس کی اہانت کی اور اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا اور یہ اللہ تعالیٰ کی یہودیوں کے مقابلے میں خفیہ تدبیر تھی کہ اپنے نبی کو ان سے بچالیا اور ان کو ان کے درمیان سے اُٹھالیا۔"

آیت کریمہ: "وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"بل الصحیح انہ عائد علی عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام فان السیاق فی ذکرہ ثم المراد بذٰلک نزولہ قبل یوم القیامۃ کما قال تبارک وتعالیٰ: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ ای قبل موت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام، ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾۔

ویؤید ھذا المعنی القراءۃ الأخریٰ: "وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ" أی أمارۃ ودلیل علیٰ وقوع الساعۃ قال مجاھد: ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ ای آیۃ للساعۃ خروج عیسٰی ابن مریم علیہ السلام قبل یوم القیامۃ، وھٰکذا روی عن ابی ھریرۃ وابن عباس وأبی العالیۃ وأبی مالک وعکرمۃ والحسن وقتادۃ والضحاک وغیرھم، وقد تواترت الأحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ أخبر بنزول عیسٰی علیہ السلام قبل یوم القیامۃ إمامًا عادلًا وحکمًا مقسطًا۔" (ج:۴ ص:۱۳۲، ۱۳۳)

ترجمہ:... "بلکہ صحیح یہ ہے کہ "اِنَّهٗ" کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کیونکہ سلسلۂ کلام انہی کے تذکرے میں ہے، اور مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء کی آیت:۱۵۹ میں) فرمایا: "اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا ان پر ان کی موت سے پہلے" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ "پھر وہ ہوں گے قیامت کے دن ان پر گواہ۔"

اور اسی مضمون کی تائید حضرت ابن عباسؓ کی دوسری قرأت "وانہ
لعلم للساعۃ" سے بھی ہوتی ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
قیامت کی نشانی ہے۔ امام مجاہد "وانہ لعلم للساعۃ" کی
تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کی نشانی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا ظاہر ہونا قیامت سے پہلے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ، ابن عباس رضی
اللہ عنہم، ابوالعالیہ، ابو مالک، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، ضحاک اور
دیگر حضرات سے بھی اسی طرح کی تفسیر مروی ہے۔ اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور حاکم
منصف کی حیثیت سے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔"

اور امام ابن کثیرؒ اپنی تاریخ "البدایۃ والنہایۃ" میں "رفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء فی حفظ الرب وبیان کذب الیہود والنصاریٰ فی دعوی الصلب" کے عنوان کے تحت سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات نقل کر کے لکھتے ہیں:

"فاخبر تعالیٰ انہ رفعہ الی السماء بعد ما توفاہ
بالنوم علی الصحیح المقطوع بہ، وخلصہ ممن کان
اراد اذیتہ من الیہود۔" (ج:۲ ص:۹۰)

ترجمہ:... "پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
نیند کی حالت میں عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا، اور جو یہودی
آپ کے درپے ایذا تھے ان سے آپ کو بچا لیا۔"

"واخبر تعالیٰ بقولہ: وان من اہل الکتاب الا
لیؤمنن بہ قبل موتہ، ای بعد نزولہ الی الارض فی آخر
الزمان قبل قیام الساعۃ، فانہ ینزل ویقتل الخنزیر

ویکسر الصلیب ویضع الجزیة ولا یقبل إلّا الإسلام کما بینا ذلک بما ورد فیه من الأحادیث عند تفسیر هذه الآیة الکریمة من سورة النساء وکما سنورد ذلک مستقصی فی کتاب الفتن والملاحم عند أخبار المسیح الدجال فنذکر ما ورد فی نزول المسیح المهدی علیه السلام من ذی الجلال لقتل المسیح الدجال الکذاب الداعی إلی الضلال وهذا ذکر ما ورد فی الآثار فی رفعه إلی السماء۔'' (ج:۲ ص:۴۲)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ''نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے'' یعنی قیامت سے پہلے جب وہ زمین پر نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور صرف اسلام قبول کریں گے، جیسا کہ ہم نے (اپنی تفسیر میں) اس آیت کی تفسیر کے تحت وہ احادیث ذکر کی ہیں جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں اور جیسا کہ عنقریب ہم کتاب الفتن والملاحم میں ان کو مفصل طور پر ذکر کریں گے۔ جہاں مسیح دجال سے متعلق حالات آئیں گے وہیں ہم وہ احادیث ذکر کریں گے جو مسیح دجال کذاب، جو گمراہی کا داعی ہوگا، اسے قتل کرنے کے لئے حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ یہاں صرف وہ آثار نقل کئے جاتے ہیں، جو ان کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بارے میں منقول ہیں (یہاں تفصیل سے رفع آسمانی کی روایت درج کی ہیں)۔''

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں... جو ان کی تاریخ کا مجلد

ہے۔ تفصیل سے خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث ذکر کی ہیں۔

(فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۲،۹۳)

علامہ کرمانیؒ:

الامام العلامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن سعید الکرمانی الشافعی رحمہ اللہ (۷۱۷ھ-۷۸۶ھ) "الکواکب الدراری فی شرح البخاری" "باب نزول عیسیٰ" کے تحت لکھتے ہیں:

"أی من السماء إلی الأرض." (ج:۱۴ ص:۸۷)

ترجمہ:... "یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا بیان۔"

اسی باب کی حدیث "وامامکم منکم" کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی یحکم بینکم بالقرآن لا بالإنجیل، أو أنه یصلی معکم بالجماعة والإمام من هذه الأمة." (ج:۱۴ ص:۸۸)

ترجمہ:... "یعنی وہ تمہارے درمیان قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے، نہ کہ انجیل کے مطابق، یا یہ مطلب ہے کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل ہوں گے جبکہ امام اس امت میں سے ہوگا۔"

علامہ تفتازانیؒ:

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۱ھ) شرح مقاصد میں ختمِ نبوت کی بحث میں لکھتے ہیں:

"فإن قیل: ألیس عیسی علیه السلام حیًّا بعد نبینا صلی الله علیه وسلم رفع إلی السماء، وسینزل إلی الدنیا، قلنا: بلی، ولکنه علی شریعة نبینا صلی الله علیه وسلم لا یسعه إلّا اتّباعه علی ما قال علیه السلام فی حق

موسیٰ علیہ السلام: انہ لو کان حیًا لما وسعہ الا اتباعی، فیصح انہ خاتم الانبیاء بمعنی انہ لا یبعث نبی بعدہ۔" (ج:۲ ص:۱۹۲)

ترجمہ:... "اگر کہا جائے کہ: "کیا یہ صحیح نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ ہیں، وہ آسمان پر اُٹھالئے گئے ہیں اور آخری زمانے میں زمین میں دوبارہ آئیں گے (تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے رہے؟)" ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ تشریف لانا صحیح ہے، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا انہیں کوئی گنجائش نہ ہوگی، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا صحیح ہے، بایں معنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔"

نیز علامات قیامت کی بحث میں لکھتے ہیں:

"ومما یلتحق بباب الامامۃ بحث خروج المھدی ونزول عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وھما من اشراط الساعۃ۔" (ج:۲ ص:۳۰۷)

ترجمہ:... "باب امامت کے متعلقات میں خروج مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی بحث بھی ہے، اور یہ دونوں علامات قیامت میں سے ہیں۔"

نیز اسی بحث میں لکھتے ہیں:

"هو وإن كان حينئذ من أتباع النبي صلى الله عليه وسلم فليس منعزلاً عن النبوة فلا محالة أن يكون أفضل من الإمام." (ج:۲ ص:۳۰۸)

ترجمہ:... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہوں گے، لیکن نبوّت سے معزول نہیں ہوں گے، اس لئے یقیناً وہ امام مہدی سے افضل ہوں گے۔"

شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:

"ونزول عيسى عليه السلام من السماء عند المنارة البيضاء في شرقي دمشق ... حق ... الخ."

(ص:۱۴۳)

ترجمہ: "اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس حق ہے۔"

نیز اسی کتاب میں مصنف کے قول: "أول الأنبياء آدم وآخرهم محمد صلى الله عليه وسلم" کے تحت لکھتے ہیں:

"فإن قيل: قد ورد في الحديث نزول عيسى عليه السلام بعده، قلنا: نعم، لكنه يتابع محمداً صلى الله عليه وسلم، لأن شريعته قد نسخت ... الخ." (ص:۱۰۰)

ترجمہ:... "اگر کہا جائے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، ہم کہتے ہیں کہ ہاں! ضرور نازل ہوں گے، مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے، کیونکہ ان کی شریعت منسوخ ہوچکی ہے۔"

اسی کتاب میں مصنف کے قول: "وأفضل البشر بعد نبينا صلى الله عليه

وسلم أبوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"والأحسن أن یقال: بعد الأنبیاء، لکنہ أراد البعدیة الزمانیة، ولیس بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم نبی ومع ذلک لا بد من تخصیص عیسیٰ علیہ السلام ... إلخ۔" (ص:۱۰۷)

ترجمہ: "بہتر یہ تھا کہ "بعد الانبیاء" کا لفظ کہا جاتا، لیکن مصنفؒ نے بعدیتِ زمانیہ مراد لی ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، مگر اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص لازم ہے (کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں)۔"

امام ابن زملکانی الشافعیؒ:

الامام العلامہ کمال الدین محمد بن علی بن عبدالواحد المعروف بابن الزملکانی رحمہ اللہ قاضی حلب (متوفی ۷۲۷ھ) اپنی کتاب "عجالة الراکب فی ذکر أشرف المناقب" میں لکھتے ہیں:

"وذلک لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوته عامة بعث إلی الأحمر والأسود والجن والإنس ممن أدرکه وجب علیه اتباعه، ألا تری إلی نزول عیسیٰ علیه الصلاة والسلام علی شریعته ناشرًا لدعوته مؤیدًا لملته مصلیًا خلف إمام أمته مقاتلًا لمظهر مخالفته۔"

(بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ص:۱۳۹۶)

ترجمہ: "اور یہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کالے گورے اور جن و انس سب کی طرف مبعوث ہیں، جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

واسطے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو پھیلائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کی تائید کریں گے، نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امام کی اقتدا کریں گے، جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا اظہار کرتے ہوں گے، ان سے قتال کریں گے۔"

شیخ قطب الدین سہرورویؒ:

الشیخ الامام قطب الدین عبداللہ بن محمد بن ابی الحسن الاصفہبدی الدمشقی السہروردی رحمہ اللہ (متوفی [illegible]ھ) "رسالہ مکیہ" میں امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے فضائل کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"وہم چنیں دید عیسیٰ علیہ السلام فضائل و بزرگی این امت را در انجیل، پس گفت عیسیٰ علیہ السلام اے بار خدایا! گردان ایشاں را از امت من۔ پس گفت خداوند تعالیٰ نہ کنم من کہ ایشاں را از امت تو، گردانم ایشاں را از امت احمد محمد مصطفی علیہ السلام۔ پس گفت عیسیٰ علیہ السلام اگر نگردانی تو ایشاں را از امت من گرداں مرا از ایشاں، پس برداشت عیسیٰ علیہ السلام را خداوند تعالیٰ سوئے آسمان تا فرود آرد عیسیٰ علیہ السلام را سوئے زمین در آخر الزمان، تا باشد از این امت مصطفی علیہ السلام یعنی تابع شریعت مصطفی بود و یکے از تابعان مصطفی شود۔" (شرح رسالہ تصوف فارسی ص:[illegible] مطبوعہ [illegible])

ترجمہ:... "اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے اس امت کے فضائل انجیل میں دیکھے تو عرض کیا: الٰہی! اس امت کو میری امت بنادے۔ حکم ہوا کہ ان کو تمہاری امت نہ بناؤں گا، اس لئے کہ

میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بنیں انہوں نے دعا کی
کہ مجھے اس امت میں شامل کر دے، چنانچہ ان کی یہ دعا قبول ہوگئی
کہ حق تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا، یہاں تک کہ آخری زمانے
میں ان کو زمین پر اتار کر اس امت میں شامل فرمادے گا۔''

(ارشاد الملوک ص:۱۱۰،۱۱۱)

امام تقی الدین سبکیؒ:

الامام العلامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) اپنی کتاب ''التعظیم والمنّہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ'' میں طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

''فاذا عرف ذلک فالنبي صلى الله عليه وسلم
هو نبي الأنبياء ولهذا أظهر ذلک في الآخرة جميع
الأنبياء تحت لوائه، وفي الدنيا كذلک ليلة الإسراء
صلّى بهم، ولو اتفق مجيئه في زمن آدم ونوح وإبراهيم
وموسى وعيسى وجب عليهم وعلى أممهم الإيمان به
ونصرته، وبذلک أخذ الله الميثاق عليهم فنبوته عليهم
ورسالته إليهم معنى حاصل له . . . فلو وجد في
عصرهم لزمهم اتباعه بلا شک ولهذا يأتي عيسى في
آخر الزمان على شريعته وهو نبي كريم على حاله لا
كما يظن بعض الناس أنه يأتي واحدا من هذه الأمة نعم
هو واحد من هذه الأمة لما قلناه من اتباعه للنبي صلى
الله عليه وسلم وإنما يحكم بشريعة نبينا محمد صلى
الله عليه وسلم بالقرآن والسنة وكل ما فيها من أمر
ونهي فهو متعلق به كما يتعلق بسائر الأمة وهو نبي كريم

علیٰ حالہ ولم ینقص منہ شیء۔" (بحوالہ شرح مواہب ج:۱ ص:۴۴، جواہر البحار للنبہانی ص:۳۴۳)

ترجمہ:… "یعنی جب یہ معلوم ہوا، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "نبی الانبیاء" ہیں، اسی بنا پر آپ کی عظمت کو آخرت میں یوں ظاہر کیا گیا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے، اسی طرح شب معراج میں بھی اس کا ظہور ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے امام ہوئے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زمانے میں ہوتی تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کریں، اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے نبی و رسول ہونا تو ایک ایسا وصف ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم ہے… پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانے میں موجود ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ان پر واجب ہوتا، یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اتریں گے، حالانکہ وہ بدستور نبی مکرم ہوں گے۔ یہ نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ شخص اس امت کے ایک فرد بن کر آئیں گے، ہاں! جب وہ اس امت کے ایک فرد بھی ہوں گے، لیکن جیسا کہ ہم نے بیان کیا وہ بدستور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق قرآن و سنت کے ساتھ حکم کریں گے، وہ شریعت کے تمام اوامر و نواہی جیسا کہ دیگر افرادِ امت سے متعلق ہیں، ان کے متعلق بھی ہوں گے، اس کے باوجود وہ بدستور نبی مکرم ہوں گے۔

ان کی نبوت میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی۔"

امام حافظ شمس الدین ذہبیؒ:

الامام الحافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) "تجرید اسماء الصحابہ" میں لکھتے ہیں:

"عیسی ابن مریم علیہ السلام صحابی ونبی فانہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء وسلم علیہ فھو آخر الصحابۃ موتًا." (تجرید اسماء الصحابہ ج:۲ ص:۴۳۲، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ)

ترجمہ:... "عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صحابی بھی ہیں اور نبی بھی، انہوں نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پس صحابہ میں سب سے آخر میں ان کی وفات ہوگی۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ "الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ" میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحابہ میں شمار کرتے ہوئے ان کے حالات لکھتے ہیں:

"ذکرہ الذھبی فی "التجرید" مستدرکا علیٰ من قبلہ، فقال: عیسی ابن مریم رسول اللہ (صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وسلم) رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء وسلم علیہ، فھو نبی وصحابی، وآخر من یموت من الصحابۃ." (الاصابہ ج:۳ ص:۱۵۱)

ترجمہ:... "امام ذہبی نے "تجرید اسماء صحابہ" میں حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وسلم) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب معراج میں زیارت کی

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہیں گے، پس وہ نبی بھی ہیں اور صحابی بھی۔ اور وہ صحابہ میں آخری شخص ہیں جن کا انتقال ہوگا۔"

حافظ تاج الدین ابن السبکیؒ "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ" میں حافظ شمس الدین الذہبیؒ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

"قال لي شيخنا الذهبي مرة: من في الأمة أفضل من أبي بكر الصديق رضي الله عنه بالإجماع؟ فقلت: يفيدنا الشيخ.

فقال: عيسى ابن مريم عليه السلام، فإنه من أمة المصطفى صلى الله عليه وسلم، ينزل على باب دمشق، ويأتم في صلاة الصبح بإمامها، ويحكم بهذه الشريعة." (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج:۹ ص:۱۰۵)

ترجمہ:... "ایک مرتبہ ہمارے شیخ امام ذہبیؒ نے فرمایا: بتاؤ! امت میں وہ کون شخص ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بالاجماع افضل ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: حضرت ارشاد فرمائیں! فرمایا: یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، کیونکہ امتِ مصطفیٰ میں شامل ہیں، بابِ دمشق پر نازل ہوں گے، نمازِ فجر میں امام مہدیؓ کی اقتدا کریں گے اور ہماری شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔"

امام تاج الدین سبکیؒ طبقات الشافعیۃ الوسطیٰ میں امام شمس الدین الذہبیؒ کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وله كتاب الروع والأوجال في نبأ المسيح الدجال، وهو حسن قرأته عليه وانتقى وخرّج، ودخل في كل باب من أبواب الحديث وخرج۔"

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج:۹ ص:۱۰۵ ترجمۃ الذہبی)

ترجمہ: ”... کی ایک کتاب ”الروض الدانی فی نبأ الدجال“ ہے، عمدہ کتاب ہے، میں نے ان کی خدمت میں یہ کتاب پڑھی تھی، اس میں انہوں نے اس موضوع کی احادیث کا انتخاب اور تخریج کی ہے اور ابواب حدیث کے ہر باب میں داخل ہوئے اور نکلے ہیں۔“

علامہ اتقانیؒ شارحِ ہدایہ:

الشیخ الامام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر العمید الفارابی الاتقانی الحنفی رحمہ اللہ (۶۸۵ھ - ۷۵۸ھ) کتاب الشامل شرح اصول البزدوی میں تواتر کی بحث میں یہود و نصاریٰ کے عقیدۂ قتل و صلبِ مسیح پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”والثانی: أنّ النقل المتواتر منهم فی قتل رجل علموه عیسی وصلبوه، وهذا النقل موجب علم الیقین فیما نقلوه ولکن لم یکن ذلک الرجل عیسی ولکن کان مشبهًا به، کما قال تعالی: ﴿وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ وقد جاء فی الخبر أن عیسی صلوات الله علیه قال لمن کان معه: من یرید منکم أن یلقی الله شبهی علیه فیقتل وله الجنة؟ فقال رجل: أنا! فألقی الله شبه عیسی علیه فقتل ورفع عیسی علیه السلام إلی السماء۔“

(کتاب الشامل شرح اصول للبزدوی ج:۵ ص:۱۳، ۱۵، قلمی)

ترجمہ: ”دوم یہ کہ ان کی نقل متواتر صرف اتنی بات میں ہے کہ ایک شخص جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا وہ مقتول و مصلوب ہوا۔ بلاشبہ یہ نقل متواتر قتل و صلب میں موجب یقین ہے، لیکن یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بلکہ ان کو دھوکا ہوا“ اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ:

حواریوں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دے، وہ میری جگہ قتل ہوجائے اور اس کو جنت ملے۔ ایک حواری نے کہا کہ: میں تیار ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا۔“

نویں صدی

شیخ الاسلام الباجوریؒ:

شیخ الاسلام برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد الباجوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۶ھ) ”جوہرۃ التوحید“ کی شرح ”تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید“ میں لکھتے ہیں:

”قال تعالٰی: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾، ویلزم ختم المرسلین لأنه یلزم من ختم الأعم ختم الأخص من غیر عکس، ولا یشکل ذلک بنزول سیدنا عیسٰی فی آخر الزمان لأنه إنما ینزل حاکمًا بشریعة نبینا ومتبعًا له، ولا ینافی ذلک أنه حین نزوله یحکم برفع الجزیة عن أهل الکتاب ولا یقبل منهم إلا الإسلام أو السیف، لأن نبینا أخبرنا بأنها مغیّاة إلٰی نزول عیسٰی فحکمه بذلک إنما هو بشریعة نبینا۔“ (ص:۲۰۷)

ترجمہ:... ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ“ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے رسولوں کا ختم ہونا بھی لازم آتا ہے، کیونکہ نبی عام ہے اور رسول خاص، اور عام کے ختم ہونے سے خاص کا ختم ہونا خودبخود لازم آتا ہے، اس کے برعکس خاص کے ختم ہونے سے عام کا ختم ہونا لازم نہیں آتا۔ اور ختم نبوت پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا کوئی

اشکال نہیں کیونکہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع
ہوں گے اور اسی کے مطابق حکومت کریں گے، اور یہ جو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نازل ہونے کے بعد اہل کتاب سے جزیہ اٹھا دیں گے،
اور ان سے اسلام یا تلوار کے سوا کوئی چیز قبول نہیں کریں گے، یہ بھی
ختم نبوت کے منافی نہیں، کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی
نے فرمادیا ہے کہ جزیہ کا حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے
تک ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جزیہ کا حکم کرنا بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق ہوگا۔"

شیخ مہائمی:

الشیخ الامام العلامہ علی بن احمد بن ابراہیم بن اسماعیل المہائمی الشافعی الہندی المتوفی
رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۵ھ) اپنی تفسیر "تبصیر الرحمن وتیسیر المنان" میں آیت
کریمہ: "اذ قال اللہ یٰعیسٰی" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿واذ قال اللہ یٰعیسیٰ﴾ اعلاما له بمكره
بالأعداء وتخليصه عن مكرهم ﴿اني متوفيك﴾ اي
آخذك بكليتك ﴿و﴾ لكنه لا أدع لك شهوة طعام ولا
شراب تحتاج الى مساكنة الارض لاني ﴿رافعك
الي﴾ اي الى سمائي ﴿و﴾ لكن لا ارفعك لأني
﴿مطهرك من﴾ جوار ﴿الذين كفروا﴾ لئلا يصل
اليك من آثارهم شيء." (ج:۱ ص:۱۱۳)

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
ان کے دشمنوں کے بارے میں اپنی خفیہ تدبیر اور ان کی سازش سے
بچانے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا: اے عیسیٰ! میں تجھ کو پورے کا پورا
وصول کرنے والا ہوں، اور تیرے لئے کھانے پینے کی خواہش نہیں

چھوڑوں گا کہ تو زمین کی رہائش کا محتاج رہے، کیونکہ میں تجھ کو اپنی طرف یعنی آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں، اور تجھ کو اس لئے اٹھانا چاہتا ہوں کیونکہ میں تجھ کو ان کافروں کی ہمسائیگی سے پاک کرنے والا ہوں تاکہ ان کے ہاتھوں سے کوئی چیز تجھ تک نہ پہنچ سکے۔“

اور سورۂ نساء کی آیت: ۱۵۷، ۱۵۸ کے تحت لکھتے ہیں:

”﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ بل هو اليقين بانما هو في أنه ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ﴾ لما سمع منه ﴿و﴾ رفعه لا يبعد على الله إذ ﴿وَكَانَ اللهُ عَزِيزًا﴾ لا يغلب على ما يريد وقد اقتضت الحكمة رفعه فلا بد أن يرفعه لكونه ﴿حَكِيمًا﴾ وهي حفظه لتقوية دين محمد صلى الله عليه وسلم حين انتهائه إلى غاية الضعف لظهور الدجال فيقتله۔“

(تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان ج:۱ ص:۱۷۳)

ترجمہ: ”اور انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ جو بات یقینی ہے وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سنی تو اس کو اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ کے حق میں عیسیٰ علیہ السلام کا اٹھالینا کچھ بھی بعید نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت زبردست ہے، کہ کوئی اس کے ارادے پر غالب نہیں آسکتا، اور اس کی حکمت کا بھی تقاضا ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا جائے، پس ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اٹھالیتے کیونکہ وہ بڑی حکمت والا بھی ہے، اور وہ حکمت تھی عیسیٰ علیہ السلام کو دین محمدی ...علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام... کی تائید وتقویت کے لئے محفوظ رکھنا، جبکہ ظہور دجال کے سبب دین اسلام انتہائی ضعف کی حالت میں ہوگا، اس وقت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے۔“

اور سورۂ زخرف کی آیت: ''وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ ای من اشراطها ینزل بقربها۔'' [ج:۴، ص:۲۵۷]

ترجمہ:... ''اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی، یعنی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ قربِ قیامت میں وہ نازل ہوں گے۔''

شیخ ابنِ تمجید:

تفسیر بیضاوی کے محشی شیخ مصطفیٰ بن ابراہیم الشہیر بابن تمجید رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۲ھ) سورۂ آلِ عمران کی آیت: ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''قوله: او قابضک، او متوفیک نائمًا وانما احتیج فی معنی متوفیک الی ارتکاب هذه الوجوه لما ان توفی عیسٰی علیه السلام انما یکون بعد رفعه الی السماء لقوله: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ الٰی قوله: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾۔''

(حاشیہ ابن تمجید علی البیضاوی ج:۶ ص:۲۳)

ترجمہ:... ''اور ''متوفیک'' میں ان توجیہات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور انہوں نے نہ آپ کو قتل کیا، نہ سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا ..... اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف (آسمان پر) اُٹھالیا۔''

اور سورۂ نساء کی آیت: ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"وقیل: الضمیران لعیسی أی الضمیر فی "بہ" و"موتہ" لعیسی فیکون المراد بالإیمان المدلول علیہ بقولہ: ﴿لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ﴾ الإیمان بعیسی بعد نزولہ فی آخر الزمان۔" [ج:۵ ص:۲۹۳]

ترجمہ:... "اور کہا گیا ہے کہ "بہ" اور "موتہ" کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، جو ایمان کہ ارشادِ خداوندی کا مدلول ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اہلِ کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے آخری زمانے میں نازل ہونے کے بعد ایمان لائیں گے۔"

حافظ ابنِ حجرؒ:

حافظ الدنیا الامام الحافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) "تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر" میں لکھتے ہیں:

"وأما رفع عیسی فاتفق أصحاب الأخبار والتفسیر علی أنہ رفع ببدنہ حیًا وانما اختلفوا ھل مات قبل أن یرفع أو نام فرفع۔" (ج:۳ ص:۲۱۳)

ترجمہ:... "رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا، تو تمام اَصحابِ اخبار و تفسیر اس پر متفق ہیں کہ وہ جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ اُٹھائے گئے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اُٹھائے جانے سے پہلے مرے تھے (اور پھر زندہ کرکے اُٹھائے گئے) یا نیند کی حالت میں اُٹھائے گئے۔"

اور حافظؒ نے "الاصابة فی تمییز الصحابة" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے، کیونکہ وہ قبل از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ (ج:۲ ص:۳۲۰۵)

نیز اسی کتاب میں حضرت خضر علیہ السلام کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ بعض حضرات نے حدیث: ”لا نبی بعدی“ سے ان کی وفات پر استدلال کیا ہے:

”هو معترض بعيسى ابن مريم فإنه نبي قطعًا وثبت أنه ينزل إلى الأرض في آخر الزمان ويحكم بشريعة النبي صلى الله عليه وسلم فوجب حمل النفي على إنشاء النبوة لأحد من الناس، لا على وجود نبي كان قد نبئ قبل ذلك۔“ (ج:۱ ص:۴۳۳)

ترجمہ: ”یہ استدلال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے محل اعتراض ہے، کیونکہ وہ قطعاً نبی ہیں اور یہ ثابت ہے کہ وہ آخری زمانے میں زمین پر نازل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے، لہٰذا ”لا نبی بعدی“ کی نفی کو اس معنی پر محمول کرنا واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت حاصل نہیں ہوسکتی، جس نبی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہو اس کا آنا اس حدیث کے منافی نہیں۔“

اور حافظ نے ”فتح الباری“ میں بھی متعدد جگہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی تصریحات فرمائی ہیں، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام اور کتاب الفتن کی مراجعت کی جائے۔

امام نوویؒ: ”ینزل فیکم ابن مریم حکمًا“ کی شرح میں فرماتے ہیں:

”أي حاكمًا، والمعنى أنه ينزل حاكمًا بهذه الشريعة، فإن هذه الشريعة باقية لا تنسخ بل يكون عيسى حاكمًا من حكام هذه الأمة۔“ (ج:۲ ص:۳۵۲)

ترجمہ: ''حَکَم سے مراد حاکم ہے، اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اس شریعت کے مطابق حکومت کریں گے، کیونکہ یہ شریعت قیامت تک باقی رہے گی، منسوخ نہیں ہوگی۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے حکام میں سے ایک حاکم ہوں گے۔''

اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''قال العلماء: الحکمة في نزول عيسى دون غيره من الأنبياء الرد على اليهود في زعمهم أنهم قتلوه فبيّن الله تعالى كذبهم وأنه الذي يقتلهم.

أو نزوله لدنو أجله ليدفن في الأرض إذ ليس لمخلوق من التراب أن يموت في غيرها.

وقيل: إنه دعا الله لما رأى صفة محمد صلى الله عليه وسلم وأمته أن يجعله منهم فاستجاب الله دعاءه، وأبقاه حتى ينزل في آخر الزمان مجددًا لأمر الإسلام فيوافق خروج الدجال فيقتله۔'' (ج:۶ ص:۳۵۷)

ترجمہ: ''آخری زمانے میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نزول جو مقرر ہوا علماء نے اس کی متعدد حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ایک یہ کہ اس سے یہود کی تردید کرنا مقصود ہے جو ان کے قتل کے مدعی تھے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ کھول دیا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کو قتل کریں گے۔

دوم یہ کہ (عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے تھے اس لئے) ان کا نزول ان کے اجل کے قریب ہونے کی وجہ

سے بڑھ جائے گا اور زمین میں دفن کئے جائیں گے، کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے وہ دوسری جگہ نہیں مرسکتا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو بھی امت محمدیہ میں شامل کردے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو باقی رکھا، یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوکر دین اسلام کے مجدد بنیں گے، اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا، اس کو قتل کریں گے۔"

علامہ عینی:

الامام الحافظ الفقیہ العلامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری "باب نزول عیسیٰ علیہ السلام" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"أی هذا باب فی بیان نزول عیسیٰ علیه الصلاة والسلام یعنی فی آخر الزمان۔" (ج:۱۶ ص:۳۸)

ترجمہ:... "یعنی یہ باب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کے بیان میں۔"

اس باب میں موصوف نے بڑی تفصیل سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث ذکر کی ہیں، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فان قلت: ما الحکمة فی نزول عیسیٰ علیه الصلاة والسلام والخصوصیة به؟ قلت: فیه وجوه: الأول: للرد علی الیهود فی زعمهم الباطل أنهم قتلوه وصلبوه فبیّن الله تعالیٰ کذبهم وأنه هو الذی یقتلهم۔

الثانی: لأجل دنو أجله لیدفن فی الأرض إذ لیس لمخلوق من التراب أن یموت فی غیر التراب۔

الثالث: لأنه دعا الله تعالى لما رأى صفة محمد صلى الله عليه وسلم وأمته أن يجعل منهم فاستجاب الله دعاءه وأبقاه حيًّا حتّى ينزل في آخر الزمان ويجدد أمر الإسلام فيوافق خروج الدّجّال فيقتله.

الرابع: لتكذيب النصارى وإظهار زيفهم في دعواهم الأباطيل وقتله إياهم.

الخامس: أن خصوصيته بالأمور المذكورة لقوله صلى الله عليه وسلم: "أنا أولى الناس بابن مريم، ليس بيني وبينه نبي"، وهو أقرب إليه من غيره في الزمان، وهو أولى بذلك." (عمدۃ القاری ج:۱۰ ص:۴۰۴)

ترجمہ:... "اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نازل ہونے میں کیا حکمت ہے اور ان کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہ ہیں۔

اوّل:... یہ کہ اس سے یہود کے زعم باطل کا رَدّ کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ کھول دیا اور یہ بتادیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یہود کو قتل کریں گے۔

دوم:... یہ کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اُٹھالیا گیا تھا اور) ان کا وقتِ موعود قریب آنے کی وجہ سے ان کو نازل کیا گیا تاکہ زمین میں دفن ہوں، کیونکہ جو مٹی میں سے پیدا ہوا اس کی موت بھی زمین کے سوا دُوسری جگہ نہیں ہوسکتی۔

سوم:... انہوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ ان کو بھی اس اُمت میں شامل کردے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور ان کو آسمان پر زندہ رکھا، یہاں تک کہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے، دینِ اسلام کی تجدید کریں گے، اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا، اس کو قتل کریں گے۔

چہارم:... ان کا نزول نصاریٰ کی تکذیب، ان کے باطل دعووں کی کجی کے اظہار، اور ان کے قتل کے لئے ہوگا۔

پنجم:... اُمورِ مذکورہ میں ان کی خصوصیت کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ: "مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ہے، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔" پس دُوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی بہ نسبت ان کو قربِ زمانی حاصل ہے، اس لئے وہ نزول کے زیادہ مستحق تھے۔"

شیخ ابن ہمام حنفیؒ:

الشیخ الامام کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید المعروف بابن الہمام السیواسی الحنفی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ) "المسایرۃ فی شرح عقائد الآخرۃ" میں لکھتے ہیں:

"وأشراط الساعة ونزول عیسیٰ علیه السلام وخروج یأجوج ومأجوج والدابة وطلوع الشمس من مغربها حق ..... والله سبحانه نسأله من عظیم جوده وکبیر منّه أن یتوفانا علی یقین ذٰلک مسلمین۔"

ترجمہ:... "اور قیامت کی علامتیں جیسے دجال کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا حق ہیں... اور ہم اللہ تعالیٰ

تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ محض اپنے فضل و
احسان سے ہمیں ان عقائد کے یقین پر استقامت عطا فرماکر دنیا
سے لے جائے۔"

شیخ جلال الدین محلی:

شیخ جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی رحمہ اللہ (۷۹۱ھ-۸۶۴ھ) اپنی تفسیر میں سورۂ احزاب کی آیت کریمہ: "ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے تحت لکھتے ہیں:

"واذا نزل السید عیسٰی یحکم بشریعتہ۔"

(تفسیر جلالین مع الصاوی ج:۳ ص:۲۸۹)

ترجمہ:... "اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔"

اور سورۂ زخرف کی آیت: "وانہ لعلم للساعۃ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"(وانہ) ای عیسٰی (لعلم للساعۃ) تعلم بنزولہ۔" (ج:۴ ص:۵۲)

ترجمہ:... "اور وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ نشانی ہیں قیامت کی، ان کے نزول سے قیامت کا قرب معلوم ہوگا۔"

علامہ خیالی:

علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ الرومی الخیالی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۲ھ) حاشیہ شرح عقائد میں شارح کے قول: "ومع ذلک لا بد من تخصیص عیسٰی علیہ السلام" کے تحت لکھتے ہیں:

"فکذا ادریس والخضر والالیاس علیہم السلام، اذ قد ذہب العلماء من قبلہم الی ان اربعۃ من الانبیاء فی زمرۃ الاحیاء، الخضر والالیاس فی

ترجمہ:... ''لُدّ: (لام کے پیش کے ساتھ) فلسطین کی ایک بستی کا نام ہے، جس کے دروازے پر عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔''

شیخ عبدالکریم صوفیؒ:

الشیخ العارف قطب الدین عبدالکریم بن ابراہیم الجیلانی الشافعی الصوفی رحمہ اللہ (۷۶۷ھ-۸۲۶ھ) اپنی کتاب ''الانسان الکامل'' کے باب:۶۱ میں علاماتِ قیامتِ کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ومن أمارات الساعة الكبرى خروج الدجال وأن تكون له جنة عن يساره ونار عن يمينه، وأنه مكتوب بين عينيه كافر بالله ..... وأن اللعين لا يزال يدور في أقطار الأرض إلّا مكة والمدينة فإنه لا يدخلهما، وأنه يتوجه إلى بيت المقدس فإذا بلغ رملة لُدّ وهي قرية قريبة من بيت المقدس بينهما مسيرة يوم وليلة، أنزل الله عيسى عليه السلام على منارة هناك، وفي يده الحربة فإذا رآه اللعين ذاب كما يذوب الملح في الماء، فيضربه بالحربة فيقتله۔'' (ج:۲ ص:۱۲۷، ۱۲۸)

ترجمہ:... ''قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک علامت دجال کا نکلنا ہے، اس کے بائیں جانب جنت ہوگی اور دائیں جانب آگ، اور اس کے ماتھے پر ''کافر'' لکھا ہوگا، وہ ملعون ساری زمین میں گھومتا پھرے گا، مگر مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوسکے گا، اور بیت المقدس کا رُخ کرے گا۔ جب لُدّ کے ٹیلے پر پہنچے گا، یہ بیت المقدس کے پاس ایک بستی ہے، اس کے اور بیت المقدس کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہے، تو اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو

نازل ہوں گے، ان کے ہاتھ میں نیزہ ہوگا، آپ کو دیکھ کر دجال پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے، آپ اس کے نیزہ مار کے بھی اس کو قتل کردیں گے۔

امام اُبیؒ شارحِ مسلم:

(۷) امام ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الاُبی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۸ھ) صحیح مسلم کی شرح "اکمال اکمال المعلم" میں حدیث جبریل کے تحت علاماتِ قیامت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"(ط) وهي تنقسم إلى معتاد كائنة كرفع العلم وظهور الجهل وكثرة الزنا وشرب الخمر، وغير معتاد كالدجال ونزول عيسى عليه السلام وخروج ياجوج وماجوج والدابة وطلوع الشمس من مغربها.

(قلت): قال ابن رشد: واتفقوا على أنه لا بد من ظهور هذه الخمسة، واختلفوا في خمسة أخرى: خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب والدخان ونار تخرج من قعر عدن تروح معهم حيث راحوا وتقيل معهم حيث قالوا. زاد بعضهم: وفتح قسطنطينية وظهور المهدي ويأتي الكلام على المهدي إن شاء الله تعالى." (ج:۱ ص:[illegible])

ترجمہ: "امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں، ایک معمول و عادت کے مطابق، جیسے مذکورہ علامتیں اور جیسے: علم کا اٹھ جانا، جہل کا عام ہوجانا، زنا اور شراب نوشی کی کثرت۔ اور دوسری غیرمعمولی اور خلافِ عادت، جیسے: دجال کا

"(ع) نزوله وقتله الدجّال حقٌ عند أهل الحق لكثرة الآثار الصحيحة الواردة بذلك ولم يرد ما يعارضها." (ج:۷ ص:۲۶۹)

ترجمہ:... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا اہلِ حق کے نزدیک حق ہے، کیونکہ اس پر بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں، اور ان کے مقابلے میں کوئی ایک روایت بھی نہیں۔"

علامہ سنوسیؒ شارحِ مسلم:

الامام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۵ھ) "مکمل اکمال الاکمال" شرحِ مسلم میں حدیثِ جبریل کے تحت لکھتے ہیں:

"(ط) وهي تنقسم إلى معتاد كالمذكورات وكرفع العلم وظهور الجهل وكثرة الزنا وشرب الخمر، وغير معتاد كالدجّال ونزول عيسى عليه السلام وخروج ياجوج وماجوج والدابّة وطلوع الشمس من مغربها، قال ابن رشد: واتفقوا أنه لا بد من ظهور هذه الخمسة." (ج:۱ ص:۷۰)

ترجمہ:... "امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں، ایک عادت کے مطابق، جیسے مذکورہ چیزیں اور جیسے: علم کا اُٹھ جانا، جہل کا عام ہونا، زنا اور شراب خوری کی کثرت۔ اور دُوسری خلافِ عادت، جیسے: دجال کا خروج، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا، آفتاب کا مغرب کی سمت سے نکلنا۔ ابنِ رُشدؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان پانچ علامتوں کا ظہور قطعی و ضروری ہے۔"

اور باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تحت لکھتے ہیں:

"فإن قلت: بم یعرف الناس أنه عیسیٰ؟

قلت: بصفاته التی تضمنت الأحادیث، وفی

"العتبیة": قال مالک: بینما الناس قیام یستمعون

لإقامة الصلاة فتغشاهم غمامة فإذا عیسیٰ قد نزل"

(ج:۱ ص:۲۶۶)

ترجمہ: "اگر کہو کہ لوگ کیسے پہچانیں گے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟ میں کہتا ہوں: ان کی ان صفات سے پہچانیں گے جو احادیث میں ذکر کی گئی ہیں، اور "العتبیة" میں ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا: دریں اثنا کہ لوگ نماز کی اقامت سن رہے ہوں گے، ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، اتنے میں یکایک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوچکے ہوں گے۔"

نیز باب ذکر الدجال میں بھی علامہ سنوسیؒ نے وہی عبارتیں لکھی ہیں جو امام اُبیؒ کے حوالے میں نقل ہوچکی ہیں۔ (دیکھئے: ج:۷ ص:۲۶۴،۲۶۳)

حافظ نورالدین ہیثمیؒ:

الامام الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) نے "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی بہت سی احادیث ذکر کی ہیں۔ دیکھئے: جلد نمبر:۷، صفحات نمبر: ۲۸۸،۱۰۳، ۳۲۸،۳۳۸، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۹۔ جلد نمبر:۸، صفحات نمبر: ۲۰۶،۲۰۵،۵،۳۔

حافظ ہیثمیؒ نے علامات قیامت کے ضمن میں "باب نزول عیسیٰ بن مریم صلی الله علی نبینا وعلیه وسلم" کے عنوان سے ایک مستقل باب بھی باندھا ہے (دیکھئے ج:۸ ص:۵)۔ اور کتاب ذکر الانبیاء علیہم السلام کے ضمن میں "باب ذکر

"المسیح عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان کے تحت بھی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث ذکر کی ہیں (دیکھئے: ج:۸ ص:۲۰۰)۔

ابن امیر الحاجؒ:

الامام المفسر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن حسن الحلبی الحنفی المعروف بابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"وأما شرط العدالة والإسلام کی لا یلزم تواتر خبر النصاری بقتل المسیح وھو باطل، لقوله تعالی: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾ واجماع المسلمین ..... وخبرھم آحاد الأصل فإنھم کانوا فی ابتداء أمرھم قلیلین جدًّا بحیث لا یمتنع تواطؤھم علی الکذب أو لأن المسیح شبه لھم فقتلوه بناء علی إعتقادھم أنه ھو کما قال تعالی: ﴿وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَھُمْ﴾۔"

(التقریر والتحبیر ج:۲ ص:۲۳۳)

ترجمہ:... "اور خبرِ متواتر کے ناقلین میں عادل اور مسلمان ہونے کی شرط اس لئے ہے تاکہ نصاریٰ کی اس خبر کا کہ مسیح علیہ السلام قتل کردیئے گئے تواتر لازم نہ آئے، حالانکہ ان کی یہ خبر باطل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور انہوں نے آپ کو قتل نہیں کیا اور نہ سولی دیا" نیز مسلمانوں کا بھی اس پر اجماع ہے، اور نصاریٰ کی خبر باعتبارِ اصل کے خبرِ واحد ہے، کیونکہ وہ ابتدا میں معدودے چند آدمی تھے جن کا جھوٹ پر اتفاق کرلینا بعید از امکان نہیں تھا، یا اس لئے کہ مسیح علیہ السلام کی شخصیت ان کے لئے مشتبہ ہوگئی، انہوں نے اس شخص کو عیسیٰ سمجھ کر ہی قتل کیا مگر وہ درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو اشتباہ ہوگیا تھا۔"

علامہ برہان الدین البقاعیؒ:

امام المفسر برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعیؒ (متوفی ۸۸۵ھ) اپنی تفسیر ”نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور“ (ج:۵ ص:۲۰۲) میں آیت کریمہ: ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”ينزل في آخر الزمان يؤيد الله به دين الإسلام حتى يدخل فيه جميع أهل الملل إشارة إلى أن موسى عليه الصلاة والسلام وإن كان قد أيده تعالى بأنبياء كانوا يجددون دينه زماناً طويلاً فالنبي الذي نسخ شريعة موسى وهو عيسى عليهما الصلاة والسلام، هو الذي يؤيد الله به هذا النبي العربي في تجديد شريعته وتمهيد أمره والذب عن دينه، ويكون من أمته بعد أن كان صاحب شريعة مستقلة وأتباع مستكثرة أمر قضاه الله في الأزل فأمضاه فاطلبوا أيها اليهود والنصارى.“

(نظم الدرر في تناسب الآيات والسور ج:۵ ص:۲۰۲ طبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۳ھ)

ترجمہ:... ”یعنی عیسیٰ علیہ السلام نہیں مریں گے، یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید فرمائیں گے، یہاں تک کہ تمام اہل ملل اسلام میں داخل ہوجائیں گے۔ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اگرچہ بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام سے کی گئی ہے، جو ایک طویل زمانے تک ان کے دین کی تجدید کرتے رہے، لیکن جس نبی نے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو

منسوخ کیا، وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائیں گے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی تمہید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا دفاع فرمائیں گے، باوجودیکہ وہ مستقل صاحبِ شریعت تھے اور ان کے بے شمار پیروکار تھے، لیکن ان ساری باتوں کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہوں گے، یہ وہ امرِ الٰہی ہے جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں کیا تھا، چنانچہ اسے پورا کرکے دکھایا، اب تم اے یہودیو! خواہ زیادہ باتیں بناؤ یا کم، جو ہونا تھا، ہو چکا۔"

علامہ جامیؒ:

علامہ جامی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۸ھ) عقیدۂ جامی میں لکھتے ہیں:

"۱:... خاتم الانبیاء والرسل است
دیگران ہمچو جزو او چو کل است
۲:... از نبی او رسول دیگر نیست
بعد از وی ہیچ کس پیمبر نیست
۳:... چوں در آخر زماں بقول رسول
کند از آسمان مسیح نزول
۴:... پیرو دین و شرع او باشد
تابع اصل و فرع او باشد
۵:... دیں ہمیں شرع و دین او داند
ہمہ کس را بدین او خواند"

(علامہ جامی فارسی ص:۸)

ترجمہ: "ا:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں اور رسولوں کے خاتم ہیں، دوسرے بمنزلہ جز کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ کل ہیں۔

۲:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا رسول نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص پیغمبر نہیں۔

۳:...جب آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

۴:...تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کی پیروی ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُصول و فروع کے تابع ہوں گے۔

۵:...آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دین و شریعت کو دین جانیں گے، سب لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دین کی دعوت دیں گے۔"

دسویں صدی

شیخ الاسلام کمال الدینؒ صاحب مسامرہ:

شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی بن ابی شریف المقدسی الشافعی رحمہ اللہ (۸۲۲ھ-۹۰۶ھ) اپنی کتاب "المسامرة بشرح المسایرة" میں لکھتے ہیں:

"واشراط الساعة من خروج الدجّال ونزول عیسی ابن مریم علیه الصلاة والسلام من السماء..... حق وردت به النصوص الصریحة الصحیحة۔" (ص:۳۹۳)

ترجمہ:... "اور قیامت کی علامتیں جیسے: دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا برحق ہیں، ان میں صریح، صحیح نصوص وارد ہوئے ہیں۔"

بیان کیا کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام وہاں دفن ہوں گے۔"

اس کے ذیل میں انہوں نے اس مسئلہ کی احادیث ذکر فرمائی ہیں، نیز "خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ" (ص:۳۴۹) میں بھی انہوں نے یہ احادیث درج کی ہیں۔

علامہ قسطلانیؒ:

الشیخ العلامہ احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک القسطلانی الشافعی رحمہ اللہ (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) "ارشاد الساری الی شرح صحیح البخاری" میں "باب نزول عیسیٰ علیہ السلام" کے تحت لکھتے ہیں:

"باب نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء إلى الأرض آخر الزمان." (ج:۵ ص:۴۱۸)

ترجمہ:... "یعنی آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا بیان۔"

اسی باب میں "ویضع الجزیة" کے تحت لکھتے ہیں:

"ولیس عیسٰی بناسخ لحکم الجزیة بل نبینا محمد صلی الله علیه وسلم هو المبین للنسخ بهذا فعدم قبولها هو من هذه الشریعة لکنه مقید بنزول عیسٰی." (ج:۵ ص:۴۱۹)

ترجمہ:... "اور جزیہ کے حکم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام منسوخ نہیں کریں گے، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں اس کے منسوخ ہونے کو بیان فرمایا ہے۔ پس جزیہ کا قبول نہ کرنا بھی اسی شریعت کا مسئلہ ہے، لیکن یہ مسئلہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مقید ہے۔"

اور "کتاب الفتن، باب ذکر الدجال" کے تحت لکھتے ہیں:

"وهو الذي يظهر في آخر الزمان يدعي الإلهية ..... ثم يقتله عيسى عليه السلام وفتنته عظيمة جداً تدهش العقول، وتحير الألباب۔" (ج:۲ ص:۲۰۸)

ترجمہ:... "دجال وہ شخص ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، اُلوہیت کا دعویٰ کرے گا ... پھر عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے، اور اس کا فتنہ بہت ہی عظیم ہوگا، جس سے عقلیں مدہوش اور حیرت زدہ ہوجائیں گی۔"

علامہ قسطلانیؒ "المواہب اللدنیہ" میں معجزاتِ نبوی کی بحث میں یہ ذکر کرتے ہوئے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کے معجزات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے ہیں، لکھتے ہیں:

"وأما ما أعطيه عيسى أيضاً عليه الصلاة والسلام من رفعه إلى السماء فقد أعطي نبينا صلى الله عليه وسلم ذلك ليلة المعراج وزاد في الترقي لمزيد الدرجات وسماع المناجاة۔" (ج:۱ ص:۳۸۴)

ترجمہ:... "اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھائے جانے کا جو معجزہ دیا گیا تو یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں دیا گیا، اور مزید درجات اور سماعِ مناجات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید اُوپر لے جایا گیا۔"

نیز اسی کتاب میں خصائصِ نبوی کی بحث میں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے خصائص بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وكل من دخل في زمان هذه الأمة من الأنبياء بعد نبينا كعيسى صلى الله عليه وسلم أو قبل دخوله

كالخضر فإنه لا يحكم في العالم إلا بما شرعه محمد صلى الله عليه وسلم في هذه الأمة فإذا نزل سيدنا عيسى عليه الصلاة والسلام فإنما يحكم بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم بإلهام أو اطلاع على الروح المحمدي أو بما شاء الله تعالى فيأخذ عنه ما شرع الله له أن يحكم في أمته فلا يحكم في شيء من تحريم وتحليل إلا بما كان يحكم به نبينا صلى الله عليه وسلم ولا يحكم بشريعته التي أنزلت عليه في أوان رسالته ودولته فهو عليه الصلاة والسلام تابع لنبينا صلى الله عليه وسلم۔'' (مواہب لدنیہ ج۵ ص۳۴۳،۳۴۴)

ترجمہ:... ''اور وہ تمام انبیاء گزشتہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے زمانے میں داخل ہوں... جیسے عیسیٰ علیہ السلام... یا ان کا داخل ہونا فرض کیا جائے... جیسے خضر علیہ السلام... تو وہ دنیا میں صرف وہی حکم کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت میں شروع فرمایا، چنانچہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، خواہ الہام کے ساتھ یا روح محمدی پر اطلاع پاکر، یا کسی اور طریقے سے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ احکام حاصل کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرر فرمائے ہیں، پس کسی چیز کے حلال و حرام قرار دینے میں وہی حکم دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، اور اپنی شریعت کے مطابق حکم نہیں کریں گے، جو ان کے دور رسالت میں ان پر نازل ہوئی تھی، پس حضرت عیسیٰ

علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے۔"

پھر فرماتے ہیں:

"وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ فھو رسول ونبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض الناس انہ یاتی واحدا من ھذہ الامۃ نعم ھو واحد من ھذہ الامۃ لما ذکر من وجوب اتباعہ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم والحکم بشریعتہ۔" (مواہب مدنیہ ج:۱ ص:۲۲۳)

ترجمہ:... "اور اگرچہ آپ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں خلیفہ ہوکر آئیں گے، لیکن آپ بدستور رسول اور نبی مکرم ہوں گے، ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ محض اس امت کے ایک فرد کی حیثیت سے (گویا مسلوب النبوت ہوکر) آئیں گے۔ ہاں! اس میں شک نہیں کہ (رسول اور نبی ہونے کے باوصف) وہ اس امت کے فرد بھی ہوں گے، کیونکہ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کرنا واجب ہوگا۔"

اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"ولیس فی الرسل من یتبعہ رسول لہ کتاب الا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکفی بھذا شرفا لھذہ الامۃ المحمدیۃ زادھا اللہ شرفا۔" (مواہب مدنیہ ج:۱ ص:۲۲۳)

ترجمہ:... "اور رسولوں میں کوئی ایسا رسول نہیں جس کی پیروی صاحب کتاب رسول نے کی ہو، سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور یہ اس امت محمدیہ کے لئے، اللہ تعالیٰ اس کے شرف میں اضافہ کرے، کافی شرف ہے۔"

اور حدیثِ معراج کے فوائد پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وأما عيسى فإنما كان في السماء الثانية لأنه أقرب الأنبياء إلى النبي صلى الله عليه وسلم ولا انمحت شريعة عيسى عليه الصلاة والسلام إلا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم، ولأنه ينزل في آخر الزمان لأمة محمد صلى الله عليه وسلم على شريعته ويحكم بها، ولهذا قال عليه الصلاة والسلام: "أنا أولى الناس بعيسى" فكان في الثانية لأجل هذا المعنى." (ج:۲ ص:۲۳)

ترجمہ:... "اور عیسیٰ علیہ السلام جو دوسرے آسمان پر تھے تو اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی سے منسوخ ہوئی، اور دوسری وجہ یہ کہ وہ آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نازل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہوں گے، اور اسی کے مطابق حکم کریں گے، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ قرب عیسیٰ علیہ السلام سے ہے، تو ان کا دوسرے آسمان میں ہونا اسی وجہ سے ہے۔"

شیخ زادہ شارح بیضاوی:

الشیخ العلامہ محمد بن مصطفیٰ القوجوی الحنفی المعروف بہ شیخ زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۰ھ) حاشیہ بیضاوی میں سورۂ نساء کی آیت:۱۵۸ کے تحت لکھتے ہیں:

"قوله تعالى: ﴿بل رفعه الله إليه﴾ قال الحسن البصري: إلى السماء التي هي محل كرامة الله

تعالٰی ومقر ملائکتہ ولا یجری فیہا حکم أحد سواہ فکان رفعہ إلی ذٰلک الموضع رفعًا إلیہ تعالٰی، لأنہ رفع عن أن یجری علیہ حکم العباد۔" (ایضاً ج:۱۱ ص:۸۲)

ترجمہ:... "اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "بلکہ اُٹھالیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف" امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یعنی آسمان پر اُٹھالیا جو حق تعالیٰ شانہٗ کی کرامت کا محل اور اس کے فرشتوں کا مستقر ہے، اور جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا، پس عیسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ کی طرف اُٹھالینا اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھالینا ہے، کیونکہ ان کو ایسی جگہ (یعنی زمین) سے اُٹھالیا کہ جہاں ان پر بندوں کا حکم چلے۔"

اور "وَکَانَ اللہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"العزۃ ﷲ تعالٰی عبارۃ عن کمال قدرتہ فإن رفع عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام إلی السمٰوات وإن کان متعذرًا بالنسبۃ إلی قدرۃ البشر لٰکنہ سھل بالنسبۃ إلی قدرۃ اللہ تعالٰی لا یغلبہ أحد۔" (حوالہ بالا)

ترجمہ:... "یعنی اللہ تعالیٰ کا عزیز ہونا عبارت ہے اس کے کمالِ قدرت سے، چنانچہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمانوں کی طرف اُٹھالینا اگرچہ بشری قدرت کے اعتبار سے دُشوار ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے اعتبار سے بالکل آسان ہے، اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔"

اور "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وإن کان کل واحد من ضمیر بہ وموتہ لعیسٰی فلا إشکال لأن أھل الکتاب الذین یکونون

موجودین فی زمان نزوله علیه الصلاة والسلام لا بد وان یؤمنوا به۔" (حوالہ بالا)

ترجمہ:... "اور "بہ" اور "موتہ" کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہوں تو کوئی اشکال ہی نہیں رہتا، کیونکہ جو اہلِ کتاب آپ کے زمانۂ نزول کے وقت موجود ہوں وہ آپ پر ضرور ایمان لائیں گے۔"

شیخ ابوالسعودؒ:

الشیخ الامام قاضی القضاۃ ابوالسعود محمد بن محمد العمادی الحنفی رحمہ اللہ (۸۹۲ھ–۹۵۱ھ) نے اپنی تفسیر "ارشاد العقل السلیم الیٰ مزایا القرآن الکریم" میں متعدد جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔

آیت کریمہ: "ومکروا ومکر اللّٰہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿ومکر اللّٰه﴾ بان رفع عیسی علیه الصلاة والسلام والقی شبهه علی من قصد اغتیاله حتی قتل۔" (ج:۲ ص:۴۳)

ترجمہ:... "اور (یہودیوں کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ نے بھی ایک خفیہ تدبیر کی، وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اٹھالیا، اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو پکڑنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا۔"

آگے اس واقعے کی تفصیل کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"فالقی اللّٰه عز وجل شبه عیسی علیه الصلاة والسلام ورفعه إلی السماء فاخذوا المنافق وهو یقول: أنا دلیلکم فلم یلتفتوا إلی قوله وصلبوه۔" (ج:۱ ص:۲۴۴)

ترجمہ:... "پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت
اس شخص پر ڈال دی اور آپ کو آسمان پر اٹھالیا، یہود نے اس منافق
کو پکڑ لیا، وہ ہر چند کہتا رہا کہ میں تو تمہاری رہنمائی کرنے والا
ہوں مگر یہود نے اس کی بات کی طرف التفات ہی نہیں کیا اور اسی
کو سولی پر لٹکا دیا۔"
نیز لکھتے ہیں:

"قال القرطبی: والصحیح أن اللہ تعالیٰ رفعه
من غیر وفاة ولا نوم کما قال الحسن وابن زید، وهو
اختیار الطبری وهو الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ
عنهما." (ج:۲ ص:۲۲۲)

ترجمہ:... "امام قرطبی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو بغیر وفات اور بغیر نیند کے اُٹھالیا جیسا کہ حسن بصری اور
ابن زید تابعی نے فرمایا ہے، اسی کو طبری نے اختیار کیا ہے اور یہی
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت ہے۔"
سورۂ احزاب کی آیت: "وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ولا یقدح فیه نزول عیسی بعده علیهما
السلام لأن معنی کونه خاتم النبیین أنه لا ینبأ أحد بعده
وعیسی ممن نبیء قبله وحین ینزل انما ینزل عاملاً علی
شریعة محمد صلی اللہ علیه وسلم مصلیاً الی قبلته کأنه
بعض أمته." (ج:۳ ص:۲۱۳)

ترجمہ:... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں
عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونا قادح
نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ

ہے کہ ختم نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت پہلے مل چکی تھی، اور جب وہ نازل ہوں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی امت کے ایک فرد ہوں گے۔"

اور سورۂ زخرف کی آیت کریمہ: "وانہ لعلم للساعۃ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿وانه﴾ ای عیسی ﴿لعلم للساعة﴾ ای انه بنزوله شرط اشراط الساعة. الخ." (ج:۳، ص:۳۸)

ترجمہ: "اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ایک نشانی ہے قیامت کی، یعنی وہ بذاتِ خود نازل ہونے کے سبب قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہیں۔"

شیخ ابن حجر مکیؒ:

شیخ احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر شہاب الدین ابوالعباس الہیتمی المکی السعدی الانصاری الشافعی رحمہ اللہ (۹۰۹ھ – ۹۷۴ھ) امام بوصیریؒ کے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وحكمة أخذ هذا الميثاق على الأنبياء إعلامهم وأممهم بأنه المقدم عليهم وأنه نبيهم ورسولهم وقد ظهر ذلك في الدنيا بكونه أمهم ليلة الإسراء ويظهر في الآخرة بأنهم كلهم تحت لوائه بل وفي آخر الزمان بكون عيسى ينزل حاكما بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم دون شريعة نفسه." (ص:۳۹)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں

انبیائے کرام علیہم السلام سے جو عہد لیا گیا اس میں حکمت یہ تھی کہ ان کو اور ان کی امتوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم ہیں، اور سب کے نبی و رسول ہیں، دنیا میں اس کا ظہور یوں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں تمام نبیوں کی امامت کی، اور آخرت میں یوں ظہور ہوگا کہ تمام نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوں گے، بلکہ اس کا ظہور آخری زمانے میں یوں ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔"

سید عبدالوہاب شعرانیؒ:

امام العارف الربانی سید عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) "کتاب الیواقیت والجواہر" میں لکھتے ہیں:

"المبحث الخامس والستون في بيان أن جميع أشراط الساعة التي أخبرنا بها الشارع حق لا بد أن تقع كلها قبل قيام الساعة.

وذلك كخروج المهدي ثم الدجال ثم نزول عيسى وخروج الدابة وطلوع الشمس من مغربها ورفع القرآن وفتح سد يأجوج ومأجوج."

(الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۱۴۲)

ترجمہ:... "بحث ۶۵:... اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر علاماتِ قیامت بیان فرمائی ہیں وہ سب برحق ہیں، قیامت سے قبل ضرور واقع ہوں گی، جیسے: حضرت مہدیؒ کا ظاہر ہونا، پھر دجال کا نکلنا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، پھر

الارض کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی جانب سے نکلنا، قرآن کریم کا اٹھا لیا جانا اور یاجوج و ماجوج کی دیوار کا کھل جانا۔"

"(فإن قيل) فما الدليل على نزول عيسى عليه السلام من القرآن (فالجواب) الدليل على نزوله قوله تعالى: ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ أي حين ينزل ويجتمعون عليه. وأنكرت المعتزلة والفلاسفة واليهود والنصارى عروجه بجسده إلى السماء، وقال تعالى في عيسى عليه السلام: ﴿وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ قرئ لَعَلَمٌ بفتح اللام والعين، والضمير في ﴿إِنَّهٗ﴾ راجع إلى عيسى عليه السلام لقوله تعالى: ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا﴾، ومعناه أن نزوله علامة القيامة، وفي الحديث في صفة الدجال فبينما هو في الصلاة إذ بعث الله المسيح ابن مريم فنزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين يديه مهرودتان واضعا كفه على أجنحة ملكين، والمهرودتان بالذال المعجمة والمهملة معا حلتان مصبوغتان بالورس فقد ثبت نزوله عليه السلام بالكتاب والسنة وزعمت النصارى أن ناسوته صلب ولاهوته رفع والحق أنه رفع بجسده إلى السماء.

والإيمان بذلك واجب قال تعالى: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ﴾ قال أبو طاهر القزويني: واعلم أن كيفية مكثه في السماء إلى أن ينزل من غير طعام ولا شراب مما يتقاصر عن دركه العقل، ولا سبيل لنا إلا أن نؤمن بذلك تسليما لسعة قدرة الله تعالى، وأطال في ذكر

شبه الفلاسفة وغيرهم في إنكار الرفع (فإن قيل) فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فإن الله تعالى قال: ﴿وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ﴾ (فالجواب) أن الطعام إنما جعل قوتا لمن يعيش في الأرض لأنه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فيتحلل بدنه فإذا انحل عوضه الله تعالى بالغذاء إجراء لعادته في هذه الخطة الغبراء، وأما من رفعه الله إلى السماء فإنه يلطفه بقدرته ويغنيه عن الطعام والشراب كما أغنى الملائكة عنهما فيكون حينئذٍ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قال صلى الله عليه وسلم: إني أبيت عند ربي يطعمني ويسقيني۔" (الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۱۴۲)

ترجمہ:... "اگر کہا جائے کہ قرآنِ کریم سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل کیا ہے؟ جواب: ان کے نزول کی دلیل حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد ہے: "اور کوئی نہیں اہلِ کتاب میں سے مگر ایمان لائے گا عیسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی موت سے پہلے۔"

یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگ ان پر جمع ہوں گے تو تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے، اور معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود و نصاریٰ ان کے جسم سمیت آسمان پر جانے سے منکر ہیں۔

نیز حق تعالیٰ شانہٗ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: "اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی" اس میں ایک قراءت ہے "عَلَم" فتحِ لام کے ساتھ، اور "اِنَّہٗ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ اس سے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ

ہوئے ہیں ان کے کھانے پینے سے بے نیاز ہونے کا کیا جواب ہوگا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "ہم نے ان کا (انبیاء علیہم السلام کا) بدن ایسا نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔"

جواب یہ ہے کہ کھانا اس شخص کی روزی بنایا گیا ہے جو زمین پر رہتا ہو، کیونکہ اس پر سردی گرمی مسلط ہے، جس سے آدمی کا بدن تحلیل ہوتا رہتا ہے، اور اس زمین میں رہنے والوں کے لئے عادت اللہ یہی جاری ہے کہ غذا کے ذریعے اس کا بدل تحلیل مہیا کرتے رہتے ہیں، لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا ہو، اس کو اپنی قدرت سے لطیف بنادیتے ہیں اور اسے کھانے پینے سے بے نیاز کردیتے ہیں، جیسا کہ فرشتوں کو ان چیزوں سے بے نیاز کر رکھا ہے، اور ایسی صورت اس کا کھانا تسبیح اور اس کا پینا تہلیل ہوجاتا ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بے شک میں اپنے رب کے پاس اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔"

شہاب الدین رملی شافعیؒ:

الامام العلامہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن احمد بن حمزہ الرملی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۱ھ) اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"ولھذا یأتی عیسٰی فی آخر الزمان علی شریعتہ ویتعلق بہ منھا من أمر ونھی ما یتعلق بسائر الأمۃ۔" (بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ج:۲ ص:۱۴)

ترجمہ: "اور اسی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر نازل ہوں گے، اور جو امر و نہی ساری امت سے متعلق ہیں وہ ان سے بھی متعلق ہوں گے۔"

علیہ السلام خلف المہدی ثابتۃ فی عدۃ احادیث صحیحۃ باخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق الذی لا یخلف خبرہ۔"

(الحاوی ج:۲ ص:۱۶۷)

ترجمہ:... "اور یہ کہ یہ بھی ثابت شدہ بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھنا متعدد احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے ثابت ہے، اور آپ وہ صادق و مصدوق ہیں جن کی دی ہوئی خبر میں کبھی تخلف نہیں ہوسکتا، صلی اللہ علیہ وسلم۔"

شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ:

شیخ الاسلام زین الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۶ھ) شرح کتاب البہجۃ میں لکھتے ہیں:

"(وھو) صلی اللہ علیہ وسلم (خاتم النبیین) قال تعالیٰ: ﴿ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ ولا یعارضہ ما ثبت من نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آخر الزمان لانہ لا یاتی بشریعۃ ناسخۃ بل مقررۃ لشریعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عاملا بھا۔"

(الغرر البہیۃ شرح البہجۃ ج:۴ ص:۲۳۳)

ترجمہ:... "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولیکن آپ رسول ہیں اللہ کے اور ختم کرنے والے نبیوں کے۔" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا جو ثابت ہے، وہ اس کے معارض نہیں، کیونکہ وہ شریعت

ناسخ کے ساتھ نہیں آئیں گے، بلکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو برقرار رکھتے ہوئے اس پر عمل کریں گے۔"

علامہ کستلیؒ:

الشیخ مولیٰ مصلح الدین مصطفی الکستلی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۱ھ) حاشیہ خیالی میں لکھتے ہیں:

"قوله: مع ذلك لا بد من تخصيص عيسى عليه السلام، كأنه خص عيسى عليه السلام مع وجود غيره من الأنبياء بعد نبينا عليه السلام كما ذكر رحمه الله من العظماء من العلماء على أن أربعة من الأنبياء في زمرة الأحياء، الخضر والياس في الأرض، وعيسى وادريس في السماء، أما لأن حياة عيسى عليه السلام ونزوله إلى الأرض واستقراره فوقها مدة قد ثبت بالأحاديث الصحاح بحيث لم يبق شبهة ولم يسمع فيه خلاف بخلاف غيره."

(حاشیہ شرح العقائد ص: [illegible] مطبع سعادت، ترکیہ)

ترجمہ:... "شارح کا قول: "اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص ضروری ہے۔" باوجود اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دُوسرے انبیائے کرام علیہم السلام بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موجود ہیں، جیسا کہ علامہ خیالیؒ نے ذکر کیا ہے کہ:

"بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ چار نبی زُمرۂ احیاء میں شامل ہیں: حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام زمین میں، اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام آسمان پر ہیں۔"

لیکن شارح نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص اس لئے

اس لئے فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا اور ان کا زمین پر نازل ہونا اور زمین پر ایک مدّت تک ٹھہرنا صحیح احادیث سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں سنا گیا، بخلاف دیگر حضرات کے (کہ ان کا زندہ ہونا) نہ تو قطعیت سے ثابت ہے اور نہ وہ نزاع و اختلاف سے بالاتر ہے۔"

امام محمد طاہر پٹنیؒ:

امام محمد طاہر پٹنی گجراتی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ) مجمع البحار میں لکھتے ہیں:

"فی حدیث عیسیٰ انہ یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب و"یزید" فی الحلال، ای یزید فی حلال نفسہ بان یتزوج ویولد لہ، وکان لم یتزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد بعد الہبوط فی الحلال فحینئذ یؤمن کل احد من اھل الکتاب للیقین بانہ بشر۔"

(تکملة مجمع بحار الانوار ج:۵ ص:۲۴۳)

ترجمہ:... "حدیث میں ہے کہ:" حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور حلال میں زیادہ کریں گے۔" یعنی اپنی ذات سے متعلق حلال میں اضافہ کریں گے، بایں طور کہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ انہوں نے رفع آسمانی سے پہلے شادی نہیں کی تھی، پس نازل ہونے کے بعد حلال میں اضافہ کریں گے، پس اس وقت اہل کتاب کا ہر فرد ایمان لے آئے گا، کیونکہ یقین ہو جائے گا کہ یہ بشر ہیں۔"

قیامت خواہد ماند و عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود۔"

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ دفتر دوم مکتوب ۶۷)

ترجمہ... "اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ کا دین تمام ادیان سابقہ کا ناسخ ہے، اور آپ کی کتاب تمام پچھلی کتابوں سے افضل و بہتر ہے، اور آپ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی، بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب نزول فرمائیں گے تو آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے عنوان سے تشریف لائیں گے۔"

"علامات قیامت کہ مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات از آں خبر دادہ است حق است، احتمال تخلف ندارد، مثل طلوع آفتاب را از جانب مغرب برخلاف عادت وظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان ونزول حضرت روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، وخروج دجال وظہور یاجوج وماجوج وخروج دابۃ الارض ودخانے کہ از آسمان پیدا شود وتمام مردم را فرو گیرد وعذاب دردناک کند ومردم از اضطراب گویند اے پروردگار ما ایں عذاب را از ما دور کن کہ ما ایمان مے آریم وآخر علامات آتش است کہ از عدن برخیزد۔"

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ دفتر دوم مکتوب: ۶۷)

ترجمہ... "علامات قیامت، جن کی مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات نے خبر دی ہے، برحق ہیں، تخلف کا احتمال نہیں رکھتیں، جیسے خلاف عادت آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا، حضرت

روح اللہ یعنی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازل ہونا، دجال کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا ظہور ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا اور وہ دھواں جو آسمان سے ظاہر ہوگا اور تمام لوگوں کو گھیر لے گا اور دردناک عذاب کرے گا اور لوگ پریشانی کے مارے کہیں گے کہ اے پروردگار! یہ عذاب ہم سے دور فرما، کہ ہم ایمان لاتے ہیں۔ اور آخری علامت آگ ہے جو عدن سے اٹھے گی۔''

شاہ نور الحق بخاری محدث دہلویؒ:

الشیخ الامام مفتی شاہ نور الحق بن شاہ عبدالحق بخاری محدث دہلوی رحمہ اللہ (۹۸۳ھ-۱۰۷۳ھ) تیسیر القاری شرح بخاری میں ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام'' کے تحت لکھتے ہیں:

''در ذکر نزول عیسیٰ در آخر زماں و ترویج نمودن دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند، در تخصیص نزول عیسیٰ رد عقیدۂ باطلہ نصاریٰ است کہ میگفتند عیسیٰ را یہود کشتہ اند و بردار کشیدند و نیز عیسیٰ اقرب انبیاء و مصدق آنحضرت بود و حیات وی بحسب قطعی ثبوت پیوستہ۔'' (ج:۳ ص:۳۴۵)

ترجمہ:... ''یعنی اس کا بیان کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج کریں گے، علماء نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تخصیص اس بنا پر ہوئی کہ اس سے نصاریٰ کے عقیدۂ باطلہ کا رد منظور تھا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل کردیا اور سولی دے دی، نیز اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں،

اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق ہیں، اور ان کا زندہ ہونا
نصِ قطعی سے ثابت ہے۔"

ملا علی قاریؒ:

الشیخ العلامہ محقق العصر نورالدین علی بن سلطان محمد القاری الہروی الحنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اپنی کتابوں میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کی تصریح کثرت سے فرمائی ہے۔

شرح فقہ اکبر میں امام اعظمؒ کے قول "ونزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام من السماء" (اور نازل ہونا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے) کے تحت لکھتے ہیں:

"کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَإِنَّهُ﴾ أی عیسی ﴿لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ أی علامة القیامة، وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ أی قبل موت عیسی بعد نزوله عند قیام الساعة فیصیر الملل واحدة وهی ملة الإسلام الحنفیة .... ویقتدی به لیظهر متابعته نبینا صلی اللہ علیه وسلم کما أشار إلى هذا المعنى صلی اللہ تعالى علیه وسلم بقوله: "لو کان موسى حیاً لما وسعه إلا اتباعی" وقد بینت وجه ذلک عند قوله تعالى: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ﴾ الآیة فی شرح الشفاء وغیره.

وقد ورد أنه یمکث فی الأرض أربعین سنة ثم یموت ویصلی علیه المسلمون ویدفنونه علی ما رواه الطیالسی فی "مسنده"، وروی غیره أنه یدفن بین النبی

صلی اللہ علیہ وسلم والصدیق، وروی انہ یدفن بعد الشیخین فیحشر بین الشیخین حیث اکتنفا بالنبی الخ۔" (ص ۱۳۲)

ترجمہ: "جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "بے شک وہ یعنی عیسیٰ البتہ نشانی ہے قیامت کی" یعنی قیامت کی علامت ہے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "اور نہیں ہوگا کوئی شخص اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ پر اس کی موت سے پہلے" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے قرب قیامت میں ان کے نازل ہونے کے بعد، اس وقت تمام امتیں مٹ جائیں گی اور دین اسلام باقی رہ جائے گا۔

اور عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدیؒ کی اقتدا کریں گے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر آئے ہیں، جیسا کہ اس مضمون کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا کہ: "اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا" اور میں نے اس کی وجہ حق تعالیٰ کے ارشاد: "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ" کے تحت شرح الشفا میں اور دوسری کتابوں میں ذکر کی ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے جیسا کہ امام ابو داؤد طیالسی نے مسند میں روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور دوسرے حضرات کی روایت میں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان دفن

قصرِ قدس میں محاصرہ کیا ہوا ہوگا، تو عیسیٰ علیہ السلام مسجدِ شام کے شرقی منارہ پر آسمان سے نازل ہوکر قدس جائیں گے، ان کے ہاتھ میں جو نیزہ ہوگا اس سے دجال کو قتل کریں گے، اور وہ آپ کو دیکھتے ہی ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے، اور یہ احادیث سیّد الاخیار صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔" اور ابوبکر اسکاف کی کتاب "فوائد الاخبار" میں سند کے ساتھ امام مالکؒ سے، انہوں نے محمد بن منکدرؒ سے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دجال کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جس نے مہدی کا انکار کیا وہ کافر ہے۔" یہ حدیث شارح قدری نے نقل کی ہے۔"

نیز اسی رسالے میں مصنف کے قول:

وباق شرعہ فی کل وقت
الی یوم القیامۃ وارتحال

ترجمہ:... "اور آپ کی شریعت باقی رہے گی ہر زمانے میں قیامت تک۔"

کے تحت لکھتے ہیں:

"وقولہ: فی کل وقت رد لما ینسب إلی الجھمیۃ من انتھاء شریعتہ صلی اللہ علیہ وسلم أو شیء منھا بنزول عیسی علی نبینا وعلیہ السلام لما فی "الصحیحین" وغیرھما أن عیسی یضع الجزیۃ ومعناہ کما قال المحققون: إنہ یبطل تقریر الکفار بالجزیۃ فلا یقبل منھم لرفع السیف عنھم إلا الإسلام لا غیر.

والجواب أن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم قد بین

أن التقرير بالجزية ينتهي وقت شريعته بنزول عيسى عليه السلام وأن الحكم في شرعنا بعد نزوله عدم التقرير بها فصلنا في ذلك وغيره بشريعتنا لا بغيرها كما نص على ذلك العلماء كالخطابي في "معالم السنن" والنووي في "شرح مسلم"، ووردت فيه أحاديث ثابتة من غير نزاع، وانعقد عليه الإجماع."

(ص:۱۴۰)

ترجمہ: "اور مصنف کے قول "وفي كل وقت" میں اس نظریہ کا رد ہے جو بعض کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت یا اس کا کچھ حصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے ختم ہوجائے گا، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جزیہ موقوف کردیں گے، اور اس حدیث کا مطلب جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار سے جزیہ قبول نہیں کریں گے، بلکہ ان سے اسلام کے سوا کچھ قبول نہیں کریں گے۔ جواب یہ ہے کہ یہ بات خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے کہ کفار پر جزیہ لگانے کی مشروعیت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ختم ہوجائے گی، اور یہ کہ ان کے نازل ہونے کے بعد جزیہ قبول نہ کرنا خود ہماری شریعت ہی کا حکم ہے، ان کا عمل اس مسئلے میں اور دیگر مسائل میں ہماری شریعت ہی پر ہوگا نہ کہ کسی دوسری شریعت پر، علماء نے اس کی تصریح کی ہے جیسا کہ خطابی نے معالم السنن میں اور نووی نے شرح مسلم میں، اور اس میں احادیث بغیر نزاع کے ثابت ہیں اور اس پر اجماع منعقد ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہیں یا کوئی فرشتہ۔“

”عیسی هو ابن مریم بنت عمران خلقه الله بلا أب وهو اسم عبرانی أو سریانی رفع بجسده وکذا بادریس علی قول وله ثلاث وثلاثون سنة وسینزل ویقتل الدجال ویتزوج ویولد له ویحج ویمکث فی الأرض سبع سنین ویدفن عنده النبی صلی الله علیه وسلم۔“

(کلیات ابی البقاء ص:٢٦٥)

ترجمہ:... ”حضرت عیسیٰ بن مریم بنت عمران، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا، یہ نام عبرانی یا سریانی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا، اسی طرح ایک قول کے مطابق حضرت ادریس علیہ السلام کو بھی، اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال کی تھی (یہ عیسائیوں کا قول ہے... ناقل) وہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، شادی کریں گے، ان کی اولاد ہوگی، زمین میں سات سال رہیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ میں دفن کئے جائیں گے۔“

بارہویں صدی

شیخ اسماعیل رومی:

بارہویں صدی کے مشہور مفسر شیخ اسماعیل حقی بروسوی رومی رحمہ اللہ (متوفی ١١٣٧ھ) نے اپنی تفسیر روح البیان میں متعدد جگہ اس عقیدے کی تصریحات فرمائی ہیں، تفصیل کے لئے ان کی تفسیر کے مندرجہ ذیل صفحات دیکھ لئے جائیں:

جلد دوم:... صفحات: ۳۰، ۱۲۱، ۱۲۷، ۳۳، ۳۹، ۶۶۔

جلد ہشتم:... ۲۸۴، ۲۸۵۔

یہاں چند حوالے ملاحظہ ہوں:

آیتِ کریمہ: "وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللهُ" کے تحت لکھتے ہیں:

"﴿وَمَكَرَ اللهُ﴾ بأن رفع عيسٰى عليه الصلاة والسلام وألقى شبهه على من قصد اغتياله حتّٰى قتل."

(ج:۳ ص:۴۰)

ترجمہ:... "اور اللہ تعالیٰ نے ایک تدبیر کی وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھالیا اور جو شخص آپ کو اچانک قتل کرنا چاہتا تھا اس پر آپ کی شباہت ڈال دی یہاں تک کہ وہ قتل ہوا۔"

اور آیتِ کریمہ "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ردّ وإنكار لقتله وإثبات لرفعه، قال الحسن البصري: أي إلى السماء التي هي محل كرامة الله تعالٰى ومقر ملائكته ولا يجري فيها حكم أحد سواه فكان رفعه إلى ذٰلك الموضع رفعًا إليه تعالٰى لأنه رفع أن يجري عليه حكم العباد." (روح البیان ج:۲ ص:۳۰۸)

ترجمہ:... "اس فقرے میں آپ کے قتل کئے جانے کی تردید ہے اور آپ کے اُٹھائے ہونے کا اِثبات ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں: "اپنی طرف اُٹھانے" سے مراد ہے آسمان کی طرف اُٹھانا جو اللہ تعالیٰ کی کرامت کا محل اور اس کے فرشتوں کا مستقر ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم (ظاہری طور پر بھی) نہیں چلتا، پس اس جگہ کی طرف اُٹھالینا اپنی طرف اُٹھالینا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بالاتر مقام پر پہنچادیا کہ وہاں آپ پر بندوں کا حکم نہ چل سکے۔"

اور آیتِ کریمہ "وَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" کے تحت لکھتے ہیں:

کے بعد نازل ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ ازیں خاتم الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری شخص ہیں جن کو نبوت عطا کی گئی ہے۔

رہا عیسیٰ! تو پوری اُمت کا اجماع ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور اس شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق عمل کریں گے، گرچہ نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور وہ اس کے ساتھ متصف ہوں گے۔"

مُلا جیون:

شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بہ مُلا جیون الصدیقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) "تفسیراتِ احمدیہ" میں سورۂ زخرف کی آیت: "وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"معناه انه علم للساعة ان يعلم من نزوله دنو الساعة وقرب القيامة." (ص:۳۵۲)

ترجمہ:... "اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے علم کا ذریعہ ہیں، یعنی ان کے نزول سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا۔"

اس کے بعد خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے واقعے کی تفصیل درج کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

"ثم اذا نزل عيسى ابن مريم يتزوج ويولد له عليه السلام ويمكث اربعين سنة ثم يموت ويدفن في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقوم هو وعيسى

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "میری اُمت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور وہ قیامت تک غالب رہیں گے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا کہ: آئیں نماز پڑھائیے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں! (بلکہ اس نماز کی امامت آپ ہی کرائیں) بے شک تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُمت کا اعزاز ہے (کہ ایک جلیل القدر نبی ان میں سے ایک شخص کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں)۔

اور اجماعِ اُمت سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت یہ ہے کہ پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور اس عقیدے میں اہلِ شریعت میں سے کسی کا اختلاف نہیں، اس میں صرف فلاسفہ اور ملاحدہ نے اختلاف کیا ہے، جن کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

اور اُمت کا اس پر اجماع منعقد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس شریعتِ محمدیہ ...علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام... کے مطابق فیصلہ کریں گے اور آسمان سے نازل ہونے کے وقت اپنی الگ شریعت لے کر نازل نہیں ہوں گے، گو نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور وہ بدستور وصفِ نبوت کے ساتھ موصوف ہوں گے۔"

شیخ محمد اکرم صابریؒ:

بارہویں صدی کے بزرگ شیخ المشائخ مولانا محمد اکرم صابری رحمہ اللہ ۱۱۴۲ھ

میں تصنیف شدہ اپنی کتاب "اقتباس الانوار" میں لکھتے ہیں:

"ویک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزماں عیسیٰ بن مریم است علیہ السلام، وایں روایت بغایت ضعیف است، زیرا کہ اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود وعیسیٰ بن مریم با او اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد، وجمیع عارفان صاحب تمکین برایں متفق اند۔"

(اقتباس الانوار ص:۴۲)

ترجمہ:... "اور کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مہدی آخر الزماں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ اور یہ روایت نہایت کمزور ہے، کیونکہ بہت سی صحیح ومتواتر احادیث حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں کہ امام مہدی اولادِ فاطمہؓ سے ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے، اور تمام عارفین باتمکین اس پر متفق ہیں۔"

شیخ احمد الدردیرؒ:

الامام العارف الشیخ احمد بن محمد بن احمد الدردیر المالکی رحمہ اللہ (۱۱۲۷ھ–۱۲۰۱ھ)

اپنے عقیدۂ منظومہ مسمّٰی بہ "الخریدۃ البہیۃ" میں فرماتے ہیں:

وبکل ما جاء عن البشیر
من کل حکم صار کالضروری

ترجمہ:... "اور ان تمام امور پر ایمان لانا واجب ہے جو عام وخاص میں مشہور ہونے کی وجہ سے دین کے بدیہی مسائل بن گئے ہیں۔"

اور اس کی شرح میں ضروریاتِ دین کی مثالیں دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وکثر اشراط الساعة الخمسة المتفق علیھا ..... أولھا خروج المسیح الدجال ..... وثانیھا نزول المسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلاة والسلام من السماء وقتلہ الدجال۔“ (ص:۲۰۷)

ترجمہ: ”اور علاماتِ قیامت کی پانچ متفق علیہ علامتیں، اول: مسیح دجال کا نکلنا، دوم: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا۔“

سید محمد مرتضیٰ زبیدیؒ:

الامام العلامہ محب الدین ابوالفیض السید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی رحمہ اللہ (۱۱۴۵ھ–۱۲۰۵ھ) ”تاج العروس“ میں لکھتے ہیں:

”(ولُدّ بالضم بفلسطین یقتل عیسیٰ علیہ السلام الدجال عند بابہ) وھو الذی جزم بہ أقوام کثیرون ممن ألف فی أحوال الآخرة وشروط الساعة، وادعی قوم أن الوارد فی بعض الأحادیث أنہ یقتلہ عند محاصرتہ المھدی فی القدس واعتمدہ القاری فی الناموس، کما قالہ شیخنا۔“

(تاج العروس، فصل اللام من باب الدال ج:۲ ص:۳۴۰)

ترجمہ: ”(اور لُدّ (بالضم) فلسطین کے ایک قریہ کا نام ہے جس کے دروازے کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے) اور اسی پر جزم کیا ہے ان بہت سے حضرات نے جنھوں نے احوالِ آخرت اور علاماتِ قیامت پر کتابیں تالیف فرمائی ہیں، اور بعض حضرات نے دعویٰ کیا ہے کہ بعض احادیث میں وارد

در دعویٰ ایشاں اباطیل را، بجہت اقرب بودن اوست از دیگراں با آنحضرت در زمان۔"

(شرح شیخ الاسلام بر حاشیہ تفسیر الحدیثی ج:۲ ص:۱۶۴)

ترجمہ: "اور علماء نے کہا ہے کہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مقدر ہوا کسی اور نبی کا نہیں، اس کی حکمت یہ ہے کہ ان سے ایک تو یہود پر رد کرنا مقصود تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے آپ کو قتل کر ڈالا اور سولی دے دی۔ یا اس لئے کہ ان کی موت کا وقت قریب آچکا ہوگا، اس لئے ان کو نازل کیا جائے گا تاکہ زمین میں دفن کئے جائیں۔ اس لئے کہ جو شخص مٹی سے پیدا ہوا اس کی موت بھی زمین پر ہی ہونی چاہئے۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفت ملاحظہ کی تو حق تعالیٰ شانہ سے دعا کی تھی کہ ان کو بھی امت محمدیہ میں شامل کردے۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کی دعا قبول فرمالی اور ان کو زندہ رکھا یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے اور دین اسلام کی تجدید کریں گے، اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا، پس اس کو قتل کریں گے۔ نیز ان کا نزول نصاریٰ کی تکذیب اور ان کے ظلم و تعدی اور ان کے غلط اور باطل دعووں کی تردید کے لئے ہوگا۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باعتبار زمانہ کے اقرب ہیں۔"

شیخ احمد سلاوی:

الشیخ المحقق العلامہ احمد بن محمد بن ناصر السلاوی رحمہ اللہ اپنے رسالے "تعظیم الاتفاق فی آیۃ اخذ المیثاق" میں لکھتے ہیں:

"ولهذا يأتي عيسى عليه السلام في آخر الزمان حاكمًا بشريعته وهو نبي كريم على حاله وهو واحد من هذه الأمة أيضًا بل صحابي لاتباعه لشرع المصطفى ولاجتماعه به في ليلة الإسراء وهو حيّ۔"

(الجواہر البحار للنبہانی ص:۱۰۴۹)

ترجمہ:... "اور اسی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، اور وہ بدستور نبی مکرم ہوں گے، اور وہ اس اُمت کے افراد میں سے ایک فرد بھی ہوں گے، بلکہ وہ صحابی ہوں گے، کیونکہ وہ شریعتِ مصطفویہ ...علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام... کی پیروی کریں گے، اور اس لئے کہ انہوں نے بحالتِ حیات شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے۔"

نیز اسی میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"لا شك أن عيسى حين نزوله لا تُسلب عنه نبوّته ولا رسالته بل ينزل متصفًا بهما كما كان في الدنيا قبل رفعه، ولكنه يحكم إذًا بشريعة المصطفى صلى الله عليه وسلم وذلك عن الاتباع فقط إذ لو لم يكن متبعًا له ما حكم بشرعه فقد جمع بين تمام نبوّته ورسالته في نفسه وبين اتباعه في الحكم والشرع لنبينا صلى الله عليه وسلم كيف وقد عدوه من هذه الأمة بل من الصحابة لملاقاته المصطفى صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء وهو حيّ فثبت له الصحبة وهو نبي على حاله فهو نبي صحابي تابع لشرع نبينا مجتهد ولا محذور۔" (حوالہ بالا ص:۱۳۹۰)

ترجمہ... ''اس میں شک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو ان سے نبوت و رسالت سلب نہیں کی جائے گی، بلکہ وہ نازل ہوں گے اور ان دونوں کے ساتھ متصف ہوں گے، جیسا کہ اٹھائے جانے سے پہلے دُنیا میں ان کے ساتھ متصف تھے، لیکن وہ نازل ہوکر شریعتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم کریں گے، اور یہ قطعاً بھی اجماع ہے، اس لئے کہ اگر وہ تبع نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم نہ فرماتے۔ پس وہ اپنی ذاتی نبوت و رسالت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و شریعت کی پیروی، ان دونوں باتوں کے جامع ہوں گے۔ اور علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس اُمت میں بلکہ صحابہ میں سے شمار کیا ہے، کیونکہ انہوں نے بحالتِ حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شبِ معراج میں ملاقات کی، پس ان کو صحابیت کا شرف بھی حاصل ہے اور وہ بدستور نبی بھی ہیں، پس وہ نبی ہیں، صحابی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہیں اور اس میں مجتہد ہیں۔''

شاہ رفیع الدینؒ:

حضرت مسندالہند شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۳ھ) نے اپنے فارسی رسالے ''قیامت نامہ'' میں ظہورِ مہدیؓ و حیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام کو آٹھ صفحات میں نہایت بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے: ''قیامت نامہ فارسی'' ص: ۱۳۳)

نواب قطب الدین دہلویؒ:

الشیخ المتقی المحدث نواب قطب الدین ابن محی الدین الحنفی الدہلوی رحمہ اللہ (۱۲۰۴-۱۲۸۹ھ) ''مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ'' میں ''باب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"با تحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں آسمان سے زمین پر اترنے والے ہیں اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر۔"

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اور ذکر کیا حضرات نے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا آفتاب کا جانب غروب ہونے سے چنانچہ بیان اس کا حدیث میں آوے گا، اور ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اترنا عیسیٰ بیٹے مریم کا آسمان سے زمین پر۔" ([illegible])

شیخ حسن شطیؒ:

الشیخ الامام حسن بن عمر بن معروف الشطی الدمشقی الحنبلی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ – ۱۲۷۴ھ) "مختصر لوامع الانوار البہیۃ" میں لکھتے ہیں:

"العلامة الثالثة: أنه ينزل من السماء السيد المسيح ابن مريم عليه السلام فنزوله ثابت في الكتاب والسنة وإجماع الأمة."

ترجمہ: "قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے تیسری علامت یہ ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، پس ان کا نازل ہونا کتاب و سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔"

علامہ محمد بن محمد الامیرؒ:

الشیخ العلامہ محمد الامیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۲ھ) "شرح جوہرۃ التوحید" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"(قوله: فلا يتجدد) احتراز عن عيسى فليس كانبياء بني اسرائيل بعد موسى لانهم ابتدئت نبوتهم بعده وارسال موسى مقيد بحياته فهم مستقلون وانما عيسى بعد محمد كاحد المجتهدين بالقرآن لانذركم به ومن بلغ." (حاشية الامير على شرح جوهرة التوحيد ص:۱۱۲، ازہر پریس مصر ۱۳۰۹ھ)

ترجمہ:... "مصنف کا قول" پس نئی نبوت نہیں آئے گی"

یہ احتراز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیائے بنی اسرائیل جیسی نہیں ہوگی، کیونکہ ان کی نبوتوں کی ابتدا موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ان کی حیات تک محدود تھی، پس وہ اپنی نبوت میں مستقل تھے، لیکن رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، قرآن کی حیثیت اس اُمت کے ایک مجتہد کی ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے۔"

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ:

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۹۷ھ) "آب حیات" میں لکھتے ہیں:

"باقی رہا یہ شبہ کہ اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ (دجال) خود حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مقتول ہوتا، کیونکہ اضداد، واقع اضداد ہوا کرتے ہیں، سو اس صورت میں خود مقابل دجال آپ تھے، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

سوال کا جواب یہ ہے کہ تضاد ایمان و کفر مسلّم ہے، پر اضداد کثیر المراتب میں ہر مرتبہ کیف ماتفق دوسرے ضد کے ہر ہر مرتبے کا مضاد نہیں ہوا کرتا، سو دجال ہرچند مراتب موجودہ کفر میں سب میں بالا ہے، پر مقابل مرتبۂ محمدی نہیں ہوسکتا...... ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام البتہ دجال کے لئے مقابل ہوں گے۔

بالجملہ دجال لعین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اگرچہ باعتبار کمال ایمان و کفر ضد مقابل ہے، مگر باعتبار درجہ نبوی و درجہ دجالی باہم تضاد نہیں، بلکہ دجال باعتبار مقابل مرتبہ سافل میں ہے، کہ ادھر اور انبیاء علیہم السلام بھی درجہ نبوی سے فروتر ہیں، اس لئے بالضرور انہیں، باقیوں میں سے کوئی ہو تو ہو، اس کے لئے ضد مقابل ہوگا، سو بایں نظر کہ اصل ایمان انقیاد و تذلل ہے، جس کا خلاصہ عبدیت ہے، اور اصل کفر اباء و امتناع ہے، جس کا حاصل تکبر ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح دجال لعین میں تقابل نظر آتا ہے، اس لئے کہ:

ا:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں فرماتے ہیں:
"اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ" اور دجال لعین دعویٰ الوہیت کرے گا۔

۲:... ادھر جس قسم کے خوارق مثل احیاء موتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوئے تھے، اسی طرح کے خوارق اس مردود سے ہوں گے۔

۳:... پھر بایں ہمہ دعویٰ معبودیت نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنالینا جمع کرنا ضدین یعنی داعیہ ازالہ منکر و احترام منکر مذکور ہے۔

۴:... پھر اس پر ان کا کہنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہی کا کیا ہے، اس لئے کہ اقتدائے انبیائے سابقین، سید المرسلین تو معلوم ہی ہو چکا۔

۵:... پھر یوں بھی محبوبیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہ نسبت حضرت قدسی سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نائب خاص ہیں۔

منصب بشارت آمد آمد سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مامور ہوئے گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اتباع کو آپ کے حق میں مقدمۃ الجیش سمجھئے، چنانچہ انجام کار شاید حامیان امت محمدی ہو کر بالتخصیص آمد دجال ملعون کو قتل کرنا زیادہ تر اس کا شاہد ہے کہ اس لئے کہ وقت اختتام معرکہ مقابلہ غنیم و بغاوت سپاہیان مقدمۃ الجیش بھی شریک لشکر ظفر پیکر ہو جاتے ہیں۔"

(آب حیات ملخص ص:۱۷۵-۱۸۱ طبع جدید ملتان)

چودھویں صدی

حسنین محمد مخلوف:

دیار مصر کے مفتی شیخ حسنین محمد مخلوف (المتوفی ۱۴۱۰ھ) اپنی تفسیر "صفوۃ البیان لمعانی القرآن" میں حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"واعلم أن عيسى عليه السلام لم يقتل ولم يصلب، كما قال تعالى: ﴿وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم﴾ وقال: ﴿وما قتلوه يقينا﴾ فاعتقاد النصارى القتل والصلب كفر لا ريب فيه، وقد أخبر الله تعالى أنه رفع إليه عيسى، كما قال: ﴿ورافعك إلي﴾ وقال: ﴿بل رفعه الله إليه﴾ فيجب الإيمان به.

والجمهور على أنه رفع حيًّا من غير موت ولا غفوة بجسده وروحه إلى السماء، والخصوصية له عليه السلام هي في رفعه بجسده وبقائه فيها إلى الأمد المقدر له." (صفوۃ البیان لمعانی القرآن شیخ حسنین محمد مخلوف ص:۸۲)

"﴿وما قتلوه يقينًا﴾ متيقنين أنه هو، بل رفعه الله إلى السماء التي لا حكم فيها إلا لله تعالى، وطهره من الذين كفروا.

۱۵۹ - ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ أي ما أحد من أهل الكتاب الموجودين عند نزول عيسى عليه السلام آخر الزمان إلا ليؤمنن بأنه عبدالله ورسوله وكلمته، قبل أن يموت عيسى وتكون الأديان كلها دينًا واحدًا، وهو دين الإسلام الحنيف، دين إبراهيم عليه السلام، ونزول عيسى عليه السلام ثابت في الصحيحين، وهو من أشراط الساعة."

(صفوۃ البیان لمعانی القرآن شیخ حسنین محمد مخلوف ص:۸۲)

"۱۱۷ - ﴿فلما توفيتني﴾ فلما أخذتني وافيًا بالرفع إلى السماء حيًّا، إنقاذًا لي مما دبروه من قتلي، من التوفي وهو أخذ الشيء وافيًا أي كاملًا، وقد جاء التوفي بهذا المعنى في قوله تعالى: ﴿يعيسى إني متوفيك ورافعك إلي ومطهرك من الذين كفروا﴾، ولا يصح أن يحمل على الإماتة، لأن إماتة عيسى في وقت حصار أعدائه له ليس فيها ما يسوغ الامتنان بها، ورفعه إلى السماء بعد الموت جثة هامدة سخف من

القول، قد نزّه الله السماء أن تكون قبورًا لجثث الموتى، وإن كان الرفع بالروح فقط، فأي مزية لعيسى في ذلك على سائر الأنبياء، والسماء مستقر أرواحهم الطاهرة، فالحق أنه عليه السلام رفع إلى السماء حيًّا بجسده وقد جعله الله وأمه آية، والله على كل شيء قدير۔" (صفوۃ البیان لمعانی القرآن للشیخ حسنین محمد مخلوف ص:۱۶۷)

ترجمہ: ''واضح ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ سولی دی گئی، جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا'' اور فرمایا: ''اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا۔'' پس نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کئے جانے اور سولی چڑھائے جانے کا اعتقاد بلاشبہ کفر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے، جیسا کہ فرمایا: ''میں تم کو اپنی طرف اُٹھانے لیتا ہوں'' اور فرمایا: ''بلکہ اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا'' پس اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور جمہور علمائے اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اور بے ہوشی کے بغیر جسم اور روح سمیت زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا ہے، اور ان کی خصوصیت بھی تب ہی ثابت ہوتی ہے کہ انہیں روح مع الجسد آسمان پر اُٹھالیا گیا ہو، اور وہ ایک وقت مقررہ تک آسمان پر رہیں۔''

اس سے آگے لکھتے ہیں:

''اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا'' یعنی ان کو یہ یقین نہیں تھا کہ یہ شخص جس کو ہم سولی دے رہے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو

تردید و تکذیب کی غرض سے مسیح علیہ السلام کا نزول ضروری ہوا، اور
چونکہ مسیح علیہ السلام خود بھی جسد و روح کے ساتھ زندہ ہیں،
اس لئے ان کی حیات کا طویل ہونا بھی (کوئی مستبعد چیز نہیں بلکہ)
سنت اللہ ہے۔" (تحفۃ الاسلام صفحہ:۸)

شیخ زاہد الکوثری:

شیخ الاسلام علامہ شیخ محمد زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) اپنے رسالے "نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیه السلام" میں لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ، سنت متواترہ اور اجماع امت، عقیدۂ
نزول مسیح علیہ السلام پر متفق ہیں۔"

صفحہ:۳۶ پر کتاب اللہ کی روشنی میں حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں:

"اور یہ بھی واضح ہوا کہ تنہا قرآنی نصوص ہی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور آخری زمانے میں ان کے
نازل ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں، کیونکہ ایسے خیالی
احتمالات کا کوئی اعتبار نہیں جو کسی دلیل پر مبنی نہ ہوں۔ پھر جبکہ قرآنی
تصریحات کے ساتھ احادیث متواترہ بھی موجود ہوں اور خلفاً عن
سلف تمام امت اسی عقیدے کی قائل چلی آتی ہو اور دور قدیم سے
لے کر آج تک اس عقیدے کو کتب عقائد میں درج کیا جاتا رہا ہو تو
اس کی قطعیت میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے؟ فماذا بعد الحق الا
الضلال! (اب حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رکھا ہے)۔"

صفحہ:۳۷ پر فرماتے ہیں:

"اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن حکیم کے نصوص

قطعیہ رفع و نزول پر دلالت کرتے ہیں، اور ہمیشہ سے تمام ائمہ دین، علمائے امت، بالخصوص مفسرین قرآنی آیات کی یہی مراد سمجھتے چلے آئے ہیں۔"

صفحہ:۳۸ پر فرماتے ہیں:

"پس جو شخص رفع و نزول کا انکار کرتا ہے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے، کیونکہ وہ ہوائے نفس کی رو میں بہہ کر کتاب و سنت کو پیش انداز کرتا ہے، اور ملت اسلامیہ کے اس قطعی عقیدے سے روگردانی کرتا ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔"

صفحہ:۴۰ پر فرماتے ہیں:

"اطراف حدیث پر نظر کرنے کے بعد نزول مسیح کا انکار بے حد خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، رفع و نزول کے مسئلے میں احادیث متواترہ کا وجود قطعی ہے، اور بزدوی نے "بحث متواتر" کے آخر میں تصریح کی ہے کہ "متواتر کا منکر اور مخالف کافر ہے۔" شیخ بزدوی نے متواتر کی مثال میں "قرآن حکیم، نماز پنج گانہ، تعداد رکعات اور مقادیر زکوٰۃ" جیسی چیزوں کا ذکر کیا ہے، اور کتب حدیث میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر، مقادیر زکوٰۃ سے کسی طرح کم نہیں (پھر جب مقادیر زکوٰۃ کا منکر کافر ہے تو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا منکر کیوں کافر نہ ہوگا؟)۔"

صفحہ:۴۷ پر فرماتے ہیں:

"نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ صرف کسی ایک مذہب کا عقیدہ نہیں، بلکہ یہ "اجماعی عقیدہ" ہے، کوئی مذہب ایسا نہیں ہے کہ جو اس کا قائل نہ ہو، چنانچہ فقہ اکبر بروایت حماد، فقہ اوسط بروایت ابو مطیع، الوصیہ بروایت ابی یوسف اور عقیدہ طحاوی سے واضح ہے کہ

امام ابوحنیفہ اور آپ کے تمام متبعین عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے عقیدہ رکھتے ہیں۔ نصف امت تو یہی ہوئی۔ اسی طرح امام مالک اور تمام مالکیہ اور تمام شافعیہ سب کے سب اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے عقائد اہل سنت کے بیان میں جو چند خطوط اپنے شاگردوں کے نام لکھے تھے، ان سب میں یہ عقیدہ مذکور ہے، یہ رسائل اہل علم کے یہاں صحیح سندوں سے ثابت اور مناقب احمد ابن جوزی و طبقات حنابلہ لابی یعلیٰ میں مدون ہیں۔ اسی طرح ظاہریہ بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں، چنانچہ ابن حزم کی تصریح کتاب الفصل ج:۳ ص:۲۲۹ میں اور المحلیٰ ج:۱ ص:۹، ج:۷ ص:۳۹۱ میں موجود ہے، بلکہ معتزلہ بھی اس کے قائل ہیں جیسا کہ علامہ زمخشری کے کلام سے واضح ہے، اسی طرح شیعہ بھی اس کے قائل ہیں۔ اب ایسا مسئلہ جس کی دلیل تمام صحاح، تمام سنن اور تمام مسانید میں موجود ہو، اور تمام اسلامی فرقے جس کے قائل ہوں، اس میں مذہبی تعصب کا امکان کیسے ہوسکتا ہے؟"

حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) تفسیر "بیان القرآن" میں آیتِ کریمہ: "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ف:... اس آیت میں چند وعدے مذکور ہیں، جو اس وقت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گئے، ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا، جس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کی، یہ وقت موعود اس وقت آوے گا جب قرب قیامت کے زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاویں گے جیسا کہ

اور بعد میں پیش آیا ہے۔

> "دوسرا وعدہ عالم بالا کی طرف رفع اور اٹھا لینے کا تھا جو یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کر دیا گیا، جس کے ایفاء کی خبر سورۂ نساء میں دی گئی ہے (بل رفعہ اللہ الیہ) اب وہ آسمان پر موجود ہیں اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن مذکور پہلے ہے، کیونکہ یہ بمنزلہ دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لئے اور دلیل ہمیشہ مقدم ہوتی ہے اور واؤ چونکہ ترتیب کے لئے موضوع نہیں لہٰذا اس تقدیم و تاخیر میں کوئی اشکال نہیں.....۔"

شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۹ھ) تفسیر عثمانی میں "بل رفعہ اللہ الیہ" کے تحت لکھتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ ان کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا، یہود جو مختلف باتیں اس بارے میں کہتے ہیں اٹکل پچو باتیں کہتے ہیں، اللہ نے ان کو شبہ میں ڈال دیا، خبر کسی کو بھی نہیں، اصل بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا، حق تعالیٰ نے ان کو تو آسمان پر اٹھا لیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت کے مشابہ کر دی، جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا، پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرے کے مشابہ ہے

اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے، کس نے قتل کیا، یہ مقتول
مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا؟ اور ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے؟ اب
صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا، مگر کسی کو بھی تحقیق
نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ تعالیٰ
نے اٹھالیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔

ف:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر،
جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لاکر اسے قتل کریں
گے اور یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ زندہ
ہیں، مرے نہ تھے، اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان
کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور
مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔"

چودھویں صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، علماء
محققین نے نہ صرف حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کی تصریحات فرمائیں بلکہ مرزا غلام احمد
قادیانی کی بھرپور تردید بھی کی، اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتب اور ان کے اقتباسات کا
احاطہ مشکل ہے، تاہم مناسب ہوگا کہ جن اکابرین نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے ان کی
ایک مختصر فہرست پیش کردی جائے:

نام	متوفی	تالیف
حضرت مولانا محمد لدھیانوی		فتاویٰ قادریہ
حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی		فتاویٰ قادریہ
حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانوی		فتاویٰ قادریہ
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ	الحق الصریح فی حیات المسیح، [illegible]
مولانا محمد علی مونگیری	۱۳۴۶ھ	حقیقت مسیح، شہادت آسمانی، معیار مسیح

مولانا مرتضیٰ خان میکشؒ	۱۳۷۱ھ	ابرز شمس مرز المعروف مرزائی نامہ، الہامی افسانے
مولانا بشیر محمد بھٹیؒ	۱۳۹۵ھ	ترجمہ تصریح المسیح
حضرت مولانا مفتی محمودؒ	۱۴۰۰ھ	المتنبی القادیانی

پندرھویں صدی

اسی طرح پندرھویں صدی کے اکابر کے بھی صرف نام، سن وفات اور تالیف کا ذکر کیا گیا ہے، البتہ وہ اکابر جو بقید حیات ہیں، ان کے صرف نام اور تصانیف کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے:

نام		تالیف
حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	۱۴۰۱ھ	محضرنامہ
حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ	۱۴۰۲ھ	الابواب والتراجم للبخاری
حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ	۱۴۰۳ھ	خاتم النبیین
حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ	۱۴۱۵ھ	لاہوری اور قادیانی دونوں کافر ہیں، قادیانی کا مکمل بائیکاٹ
حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ	۱۴۰۸ھ	ملت اسلامیہ کا موقف
مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ	۱۴۱۱ھ	مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں، آخری نبی

پندرھویں صدی کے وہ اکابر جو بقید حیات ہیں

شیخ الاسلام علامہ عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہ	مقدمہ تصریح بما تواتر فی نزول المسیح، اسانید کی تحقیق و تخریج
حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ	قادیانیت

دوبارہ آمد کا مسئلہ عقیدہ اور ایمان کا مسئلہ نہیں۔"

یہ تحقیق صحیح نہیں، امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی ان علاماتِ کبریٰ میں سے ہے، جو قطعی متواتر ہیں، اور دینِ اسلام کے متواترات پر ایمان لانا فرض ہے، چنانچہ عقائد کی کتابوں میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کو عقیدہ درج کیا گیا ہے، امام طحاوی "عقیدۃ الطحاویہ" میں لکھتے ہیں:

"ونؤمن بخروج الدجال ونزول عیسی بن مریم علیہما السلام من السماء۔"

اور سوائے فلاسفہ و ملاحدہ کے کوئی اس عقیدہ کا منکر نہیں، اس کی تفصیل اس ناکارہ کے رسائل میں آچکی ہے، بہرحال تمنا عمادی وغیرہ کا قول لائقِ التفات نہیں۔

۳:... آنجناب نے اسی صفحہ پر غلام احمد قادیانی کا قول نقل کیا ہے کہ: "یہ عقیدہ ہماری ایمانیات کا جز نہیں۔" اپنی مسیحیت کی جڑ جمانا مقصود تھا، اس لئے وہاں یہ لکھ دیا کہ یہ مسئلہ ایمانیات کا جز نہیں، دوسرے کئی ہزار مسیح بھی آسکتے ہیں، اور یہ کہ:

"ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔"

لیکن جب دعویٰ مسیحیت کی جڑ جم گئی تو "حقیقۃ الوحی" میں منکرینِ مسیح پر کفر کا فتویٰ داغ دیا اور لکھا:

الف:... "جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے، اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۴، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

ب:... "علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔" (حوالہ بالا ص:۲۸)

اور یہ بھی لکھا کہ:

ج:... "مسیح جس کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ صرف

ایک ہی شخص ہے" (حوالہ بالا: ص:۳۰۲)

الغرض غلام احمد قادیانی لفظ لفظ میں جھوٹ بولنے اور متضاد باتیں کہنے کا عادی تھا، اور اس کا کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنا بھی محمدی بیگم کے الہام کی طرح خالص جھوٹ تھا۔ (محمد فضل رحمانی ص:۱۲۳)

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشیں، اور اُمت کے لئے اس کو نافع بنائیں، اور جناب کے لئے ذریعۂ نجات بنائیں۔

قمر احمد عثمانی کے جواب میں آپ کا تحریر کردہ رسالہ مسودہ کی شکل میں موصول ہوا، ان شاء اللہ دو ایک روز تک کوشش کروں گا کہ دیکھ لوں۔

اپنا تازہ رسالہ "مرزا کا مقدمہ اہلِ عقل و انصاف کی عدالت میں" بھیج رہا ہوں، اور اس کا چھٹا باب مستقل رسالہ بن گیا ہے وہ بھی ساتھ نتھی ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۲/۵/۱۴۰۳ھ

"أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ" (کیا تم بے خوف ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے)، (یا کیا تم بے خوف ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے) ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونا یوں فرمایا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۵ میں موطا امام مالک اور صحیح مسلم کے حوالے سے معاویہ بن حکم کی لونڈی کا قصہ نقل کیا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلاکر پوچھا: "أين الله؟" (اللہ کہاں ہے؟) "قالت: في السماء!" اس نے جواب دیا: "آسمان میں!" پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ جواب دیا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا: "اعتقها فانها مؤمنة!" (اس کو آزاد کردے کیونکہ یہ مؤمنہ ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے یہ کہنے پر کہ "اللہ آسمان میں ہے" اس کے صاحب ایمان ہونے کا حکم فرمایا۔

قادیانی صاحبان بھی یہی شبہ کیا کرتے ہیں کہ کیا اللہ آسمان میں بیٹھا ہے؟ ان کی خدمت میں ان دو آیتوں اور صحیح حدیث کے علاوہ ان کے تمام "نبی" کا الہام بھی پیش کرتا ہوں:

مرزا صاحب کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جن الہامی پیش گوئیاں ذکر کی گئی ہیں، پہلی پیش گوئی الہامی فرزند کی بشارت ہے، جس میں اس لڑکے کی صفات ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

> "فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مظہر الاول والآخر، مظہر الحق والعلاء، کأن اللہ نزل من السماء" (گویا اللہ آسمان سے اتر آیا)۔ (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۱۰۱، اشتہار تذکرہ ص:۱۳۹ طبع چہارم، الہام نمبر:۲ ۱۸۸۶ء، تذکرہ طبع دوم ص:۱۰۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۸۰، آئینہ کمالات ص:۵۷۵، ۵۷۶ میں بھی موجود ہے)

پس جس آسمان سے اللہ تعالیٰ مرزا کا بیٹا بن کر اتر آیا تھا... نعوذ باللہ... اسی آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا گیا، جس کی خبر دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دی ہے... فرمایا:... "وَرَافِعُكَ إِلَيَّ" (آل عمران:۵۵) اور... دوم:... "بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ" (النساء:۱۵۸)۔

چونکہ رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء قطعی و یقینی ہیں، اس لئے تمام مفسرین ان دو آیتوں کے معنی رفع الی السماء سمجھے ہیں۔"

۲:... آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۳۰ سال میں نبوت ملنا اور ۳۳ سال میں ان کا اُٹھایا جانا متفق علیہ لکھا ہے، یہ صحیح نہیں، بلکہ یہ نصاریٰ کا قول ہے، اور بعض مسلمان بھی ان کے قول سے غلط فہمی میں مبتلا ہوئے، صحیح یہ ہے کہ ان کو چالیس سال بعد نبوت ملی، جو کہ اعطائے نبوت میں سنتِ الٰہی ہے، چالیس برس وہ دعوت دیتے رہے، اَسّی برس کی عمر میں اُٹھائے گئے، چالیس برس واپس آکر زمین پر رہیں گے، ان کی کل عمر ۱۲۰ سال ہوگی، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے "عقیدۃ الاسلام" میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔

۳:... ص:۳۴ پر آپ نے جو "اجماعی عقیدہ" کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ لائقِ اصلاح ہے، بہت جلدی میں چند حروف گھسیٹ رہا ہوں، میں اپنے دو رسالے جناب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، حافظ سیوطیؒ نے منکرِ نزولِ مسیح پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، اور دوسرے اکابر نے بھی اس کے قطعی اور متواتر ہونے کی تصریح کی ہے، متواتراتِ دین کا منکر کافر ہوتا ہے، یہ عقیدہ کا مسئلہ یوں ہے کہ جو امور قطعی و متواتر ہوں ان کا ماننا عقیدہ میں داخل ہے، آپ کو اس رسالہ کی تألیف پر ایک بار پھر مبارک باد دیتا ہوں، والسلام!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۸/۵/۱۴۱۷ھ

رفع و نزولِ عیسیٰؑ کا منکر کافر ہے!

ایک سوال اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

"محترمی و مکرمی!

ایک مضمون جو ملک کے مشہور پندرہ روزہ رسالے: "تقاضے" میں چھپا ہے، جس کے ایڈیٹر جناب پیام شاہجہان پوری، اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ مضمون ایڈیٹر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے، اور یہ مضمون روزنامہ مشرق کراچی کے اسسٹنٹ ایڈیٹر اختر رضوی کے ۸؍جولائی ۱۹۸۴ء کے اخبار "امن" میں "مضمون" بات صاف ہونی چاہئے" کے جواب میں لکھا گیا ہے، ہم دونوں جوابات نقل کئے دیتے ہیں، علمائے کرام سے جواب کا منتظر ہوں گا۔

جواب ضرور عنایت فرمائیں، نہایت مشکور ہوں گا، جوابی لفافہ ارسال کیا جارہا ہے۔

"سوال:... کیا یہ عقیدہ اسلام کے مطابق ہے کہ کعبۃ اللہ، اللہ کا گھر (جائے رہائش ہے) اور وہ عرش عظیم پر رکھی ہوئی جلیل القدر کرسی پر رونق افروز ہوا کرتا ہے، عرش عظیم ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔

جواب: کعبہ اللہ کا گھر ضرور ہے مگر اس کی جائے
رہائش ہرگز نہیں۔ اللہ کے گھر سے مراد یہ ہے کہ اس گھر میں صرف
اور صرف اللہ کی عبادت ہوگی۔ غیر اللہ کی عبادت یہاں حرام ہے۔
جہاں تک عرش پر رہائش کا تعلق ہے۔ یہ خیال قادیانی حواریوں
کو ہو سکتا ہے۔ کوئی روشن خیال عالم دین اس قسم کے لغو عقیدے کا
تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ عرش اعظم پر رکھی ہوئی کسی کرسی پر
رونق افروز ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمان و مکان کی قیود سے بالا ہے۔
اگر وہ عرش اعظم یا اس پر رکھی ہوئی کرسی پر رونق افروز ہو گیا تو اس
کے معنی یہ ہوئے کہ وہ محدود و مقید ہو گیا۔ ایسا سوچنا بھی اللہ تعالیٰ کی
ارفع و اعلیٰ شان کے بارے میں انتہا درجے کی بے ادبی ہے۔ یہ
مغالطہ عرش کے لفظ سے پیدا ہوا ہے۔ عربی زبان میں عرش کے معنی
حکومت کے ہیں۔ مقصد یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق
کا عمل مکمل کر دیا تو اس کے ساتھ ہی اس کی حکومت شروع ہو گئی۔ اور
اس کائنات کی ہر چیز اس کی تابع فرمان ہو گئی۔ "اپنے عرش پر مضبوطی
سے قائم ہو گیا" کی تفسیر یہی ہے۔ اور باقی قصے کہانیاں ہیں جو بائبل
سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو زمین سے اٹھا کر عرش تک پہنچا دیا۔ پھر انہیں خداوند تعالیٰ
کے دائیں جانب بٹھا دیا۔ اس سے عیسائی حضرات کا مقصد یہ ثابت
کرنا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا و مولا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے کہ وہ تو دو ہزار سال سے
اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب رونق افروز ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ کی زمین میں مدفون ہیں۔ افسوس کہ ہمارے مفسرین اور
علمائے کرام نے قرآن پر تدبر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان

کی والدہ کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ:... "یعنی وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔"

غور کرنا چاہئے کہ کون سا نبی ایسا گزرا ہے جو کھانا نہیں کھاتا تھا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ کو یہ وضاحت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بناکر انہیں آسمان پر بٹھادیا، مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطل نظریات کی تردید کی اور فرمایا کہ جو شخص کھانا کھاتا ہو وہ خدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا کھانے پینے کا محتاج نہیں، اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس غلط نظریہ کی تردید فرمادی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف فرما ہیں۔

ارشاد ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھایا کرتے تھے، جس شخص کا مادی جسم دنیاوی اور مادی غذا کا محتاج ہو وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کھانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، کیونکہ آسمان پر گندم، مکئی کے کھیت یا آٹا پیسنے کی چکی اور باورچی خانہ کی موجودگی کا کوئی ثبوت قرآن سے نہیں ملتا، ہاں کپاس کے کھیت اور کپڑا بننے کی مشینیں ہیں، اور ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے بغیر انسان کی مادی زندگی کا قائم رہنا ناممکن ہے، ہاں اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا مادی جسم دنیا میں چھوڑ گئے جو کھانے پینے اور کپڑے کا محتاج تھا، اور صرف ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئی تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ سارے انبیاء و شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئیں جن کے بارے میں وہ فرماتا ہے کہ ہم انہیں غذا دیتے ہیں (جس کے ذریعہ وہ زندہ ہیں)، ظاہر ہے

وہ دنیا میں دوسری شکل میں ہوگی، کیونکہ ان انبیاء اور شہداء نے جسم تو اس دنیا میں رہ گئے۔

ہمارے بعض علماء نے سلف بھی غلط فہمی کا شکار ہوگئے اور یہ عقیدہ اختیار کرلیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تشریف فرما ہیں، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے آسمان پر گئے ہی نہیں تو اس کے دائیں طرف کیسے بیٹھ گئے، جب اللہ تعالیٰ مادہ اور زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس کیسے جاسکتے ہیں یا بیٹھ سکتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلایا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا کسی محدود جگہ جلوہ افروز ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو سات حصوں میں ضرور تقسیم کیا ہے مگر یہ کہنا کہ ساتویں آسمان پر اس کا عرش ہے جس پر وہ کرسی بچھائے رونق افروز ہے، خداوند کریم کی شان سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔"

ہم نے مضمون نقل کردیا ہے، علمائے کرام سے وضاحت کے طلبگار ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو راہِ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین

جواب کا منتظر

ظفر آزاد اعوان۔"

جواب: یہ مضمون سارے کا سارا غلط اور لغو ہے، اللہ تعالیٰ کو عرش پر بیٹھا ہوا کوئی نہیں مانتا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ خود قرآن کریم میں موجود ہے، مگر اہل اسلام میں سے کوئی شخص اس کا قائل نہیں کہ وہ عرش پر خدا کے پاس تشریف فرما ہیں، بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث معراج کے مطابق آپ

علیہ السلام دوسرے آسمان پر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام صحابہ کرام، تابعین عظامؒ، مجددینِ اُمتؒ اور پوری اُمتِ اسلامیہ کا متفق علیہ اور قطعی متواتر عقیدہ ہے، اس کا منکر کافر ہے۔

رہا یہ شبہ کہ آسمان پر ان کی غذا کیا ہے؟ یہ شبہ نہایت احمقانہ ہے، کیا خدا تعالیٰ کے لئے ان کے مناسبِ حال غذا مہیا کرنا مشکل ہے؟ یہ کھیت، چکیاں، کارخانے بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ خود ان چیزوں کا محتاج نہیں، بغیر ان اسباب کے بھی غذا مہیا کرسکتا ہے، قرآن کریم میں حضرت مریم والدۂ عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کے پاس غیب سے رزق آتا تھا اور بے موسم کے پھل انہیں ملتے تھے، وہ کس کھیت اور کارخانے سے تیار ہوکر آتے تھے؟ شبہ اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب احمق لوگ خدا تعالیٰ کی قدرت کو بھی اپنے پیمانے سے ناپتے ہیں۔

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اور آخری زمانے میں ان کا نازل ہونا اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، اور جو شخص اپنی جہالت کی وجہ سے اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں۔ واللہ اعلم!

(ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی ج:۱۱ ش:۴۰)